بفیضانِ نظر: مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ * پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ * علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بانیِ ادارہ: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ — محسنِ ادارہ: الحاج شفیع محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: پروفیسر دلاور خاں

ISBN 978-969-9266-04-1

مفکرِ اسلام امام احمد رضا حنفی کے اصلاحی و تحقیقی افکار کا ترجمان

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

جلد: 31 شمارہ: 10

اکتوبر ۲۰۱۱ء / ذی قعد ۱۴۳۲ھ

حُسنِ ترتیب

ادارتی بورڈ

* پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری (کراچی) / * پروفیسر محمد آصف خاں علیمی (کراچی)
* پروفیسر ڈاکٹر عبدالودود (ڈھاکا، بنگلہ دیش) / * پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن امام (کراچی)
* پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی قادری (کراچی) / * محمد عبید الرحمٰن (کراچی)
* ریسرچ اسکالر سلیم اللہ جندران (منڈی بہاؤالدین) /

مشاورتی بورڈ

* علامہ سید شاہ تراب الحق قادری * پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
* حاجی عبداللطیف قادری * سید صابر حسین شاہ بخاری
* حافظ عطاء الرحمٰن رضوی * ریاست رسول قادری
* پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خاں * کے۔ ایم زاہد
* محمد طفیل قادری * خلیل احمد

خصوصی معاونین:

* الحاج رفیق احمد برکاتی صاحب * زبیر حبیب صاحب
* حاجی اختر عبداللہ صاحب (امریکہ) * امجد سعید صاحب
* الحاج شیخ نثار احمد صاحب * سید مومن علی صاحب
* الحاج عبدالرزاق تابانی صاحب
* وسیم سہروردی، سہیل سہروردی، ادریس سہروردی صاحبان

ہدیہ فی شمارہ: 40 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/400 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/800 روپے
بیرونِ ممالک: 40 امریکی ڈالر سالانہ

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214 حبیب بینک لمیٹڈ پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

25- جاپان مینشن، ریگل، صدر، جی پی او صدر، کراچی-74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔
فون: 32725150-21-92+ فیکس: 32732369-21-92+
ای میل: imamahmadraza@gmail.com
ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار / مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ «ادارہ»

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

اپنی بات روشن کیں راہیں جس نے وہ چراغ ہم سے بچھڑ گیا

پروفیسر دلاور خاں

مفکرِ اسلام امامِ سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت احمد رضا محدثِ حنفی قادری پر تحقیقات مذہبی طبقے سے نکل کر جدید تعلیم یافتہ اسکالرز تک پہنچی تو ان کی نظریں تحقیقاتِ رضا پر مرکوز ہوگئیں، جس سے ان کی وہ تشنگی دور ہوتی چلی گئی جس کے لیے وہ اہلِ مغرب کی طرف دیکھتے تھے۔ بین الاقوامی جامعات میں ان کے نظریات سے فائدہ اٹھانے کے لیے پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی اسناد تفویض کی جانے لگیں اور اس کے اثرات نمایاں ہونے لگے۔ یقیناً اس عظیم کارنامے میں کئی شخصیات کا خونِ جگر شامل ہے، جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان میں ایک نام ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا بھی ہے۔ آپ رضویات پر ایک سند کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ آپ ہی کا طرّۂ امتیاز ہے کہ جہاں آپ نے امامِ سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت پر عصری اور جدید تقاضوں کے مطابق تحقیق کا حق ادا کر دیا وہیں متعلقاتِ رضا ، حجۃ الاسلام حامد رضا خاں، مفتیِ اعظم ہند مصطفی رضا خاں، ریحانِ ملت، پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد اور صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی پر بھی تحقیق کی کسر نہیں چھوڑی۔ علمی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جہاں کہیں اعلیٰ حضرت کی محبت کی کرن نظر آئی دنیا بھر کے اداروں اور شخصیات کے ساتھ علمی تعاون میں کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی کتب اور مقالہ جات کی اشاعت کا دائرہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، برطانیہ، امریکا اور افریقا تک پھیلا ہوا ہے نہ جانے کتنے آسمانِ رضا کے تارے آپ کی تحقیقات سے منور ہو کر علمی ضوپاشی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

بحرِ رضا کے شناور، عظیم محقق ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کی علالت کی خبر جولائی معارفِ رضا کے شمارے میں شائع ہوئی تو ان کی صحت یابی کے لیے صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی کے ہاتھ بے اختیار اٹھے اور کافی دیر تک ان کے لیے دعائے صحت فرماتے رہے اور احباب سے بھی ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست کی، یہاں تک کہ رمضان کے مہینے میں ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق آغا خان ہاسپیٹل میں دل کے آپریشن کے لیے داخل ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کا آپریشن کامیاب رہا۔ آہستہ آہستہ ان کی طبیعت بہتر ہو رہی تھی کہ اچانک ادارے کو ایک ای میل موصول ہوئی، جس میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کے وصال کی ناگہانی خبر تھی۔ ادارے کے سرپرستِ اعلیٰ حاجی رفیق احمد برکاتی، علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، عبداللطیف قادری، سید ریاست رسول قادری، محمد عبید الرحمان اور دیگر احباب نے ان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی اس کے ساتھ ان کی خدمات پر شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ وصال کے دوران سیّد وجاہت رسول قادری، صدر نشین ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی طبیعت کافی ناساز تھی، اس حادثے کی خبر انہیں نہیں دی گئی؛ کیوں کہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی سے سیّد صاحب کو جس قدر جذباتی لگاؤ تھا اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا؛ ہمیشہ رضویات کے حوالے سے ان کی تصنیفی اور تحقیقی امور کی تحسین فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ رضویات کے موضوعات سے ان کی اس لگن اور دل چسپی کے باعث اہلِ علم انہیں ماہرِ رضویات فی الہند کے نام سے یاد کرنے لگے۔ ۲۵ ستمبر کو ماہ نامہ معارفِ رضا ملاحظہ فرمایا جس میں ڈاکٹر صاحب کے وصال کی خبر شائع ہوئی تھی۔ یہ خبر آپ کے لیے ناقابل برداشت تھی، نہایت ہی جذباتی انداز میں ان کے لیے دعائے مغفرت فرماتے رہے۔ اسے آپ نے سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت اور خصوصاً رضویات کے حوالے سے بہت بڑا سانحہ قرار دیا اور ان کے اہلِ خانہ سے دلی تعزیت کا اظہار فرمایا۔

دنیا میں آپ کی شہرت نسبتِ رضا کی وجہ سے تھی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا سے قلمی تعاون دو چار سال کا نہیں، بلکہ یہ تعلق کئی عشروں

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

پر محیط ہے۔ رضویات سے متعلق جدید تقاضوں کے حامل درجنوں اردو، انگریزی مقالاجات اور نگارشات، سالنامہ اور ماہنامہ معارفِ رضا کی زینت بنیں۔ سیّد وجاہت رسول قادری زید مجدہ کی خصوصی دعوت پر ۱۹۹۷ء میں امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس کراچی میں تشریف لائے اور مفکرِ اسلام امامِ سوادِ اعظم اہلِ سنّت وجماعت احمد رضا خاں محدثِ حنفی پر اپنا ایک وقیع مقالہ پڑھا۔ بین الاقوامی سطح پر رضویات کے فروغ میں جو شان دار خدمات آپ نے سرانجام دیں ان کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں گولڈ میڈل پیش کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ادارۂ تحقیقات کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کے پی ایچ ڈی کے مقالے "اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی" کو شان دار انداز میں شایع کیا، جو ۷۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

رضویات پر مطبوعہ کتب

(۱)اعلیٰ حضرت (۲)مفتیِ اعظم ہند اور حج اکبر (۳)مفتیِ اعظم ہند (۴)A'la Hazrat at a Glance (۵)عظیم البرکت فاضل بریلوی (ہندی) (۶)مفتیِ اعظم (ہندی) (۷)انوارِ مفتیِ اعظم (ہندی) (۸)حجۃ الاسلام (۹)مفسرِ اعظم ہند (۱۰)ریحانِ ملت اور ابر بخشش (۱۱)اعلیٰ حضرت۔ اعلیٰ حضرت کیوں؟ (۱۲)امام احمد رضا کے القاب و آداب (۱۳)مسلکِ اعلیٰ حضرت (اردو) (۱۴)مسلکِ اعلیٰ حضرت (ہندی) (۱۵) The Maslak of A'la Hazrat (انگریزی) (۱۶)امام احمد رضا غیر مسلموں کی نظر میں (اردو) (۱۷)امام احمد رضا غیر مسلموں کی نظر میں (ہندی) (۱۸)امام احمد رضا ساداتِ کرام کی نظر میں (۱۹)کلام رضؔا کے نئے تنقیدی زاویے سیریز 1 (۲۰)کلام رضؔا کے نئے تنقیدی زاویے سیریز 2 (۲۱)شرح قصیدۂ رضا (۲۲)امام احمد رضا اور چشتی مجددِ دینِ اسلام (۲۳)امام احمد رضا اور الجبرا (۲۴)امام احمد رضا اور ٹاپالوجی (اردو) (۲۵)Imam Ahmad Raza and Topology (۲۶)ہمارے مفتیِ اعظم (۲۷)امام احمد رضا اور صوت و صدا (۲۸)امام احمد رضا اور علم طبیعیات (۲۹)امام احمد رضا اور محسنؔ و امیرؔ (۳۰)اقبالؔ مسلکِ رضؔا کے آئینے میں (۳۱)بلبلِ بوستانِ رضویت (۳۲)مفتیِ اعظم ہند مجدد کیوں؟ (۳۳)کلامِ رضا میں محاورات اور ضرب الامثال (۳۴)رضا گائیڈ بک (ایم۔ اے، اردو۔ روہیل کھنڈ یونیورسٹی کے طلبہ وطالبات کے لیے) (۳۵)طنزیاتِ رضؔا (۳۶)امام احمد رضا کی منقبت نگاری (۳۷)امام احمد رضا اور مسعودِ ملّت (۳۸)امام احمد رضا بحیثیتِ نقاد وشارح (۳۹)سفیرِ رضا۔

زیرِ طبع کتابیں

(۱) کلامِ رضؔا کے نئے تنقیدی زاویے سیریز 3 (۲)نثر اردو اور امام احمد رضا (۳)امام احمد رضا کا تصوّرِ عشق (۴)تجلیاتِ حجۃ الاسلام (۵)کنزالایمان میں محاوروں کی بہار (۶)حیاتِ اعلیٰ حضرت۔

رضویات پر مقالات ومضامین

اردو، ہندی اور انگریزی میں بیسیوں مضامین ومقالات ہندوپاک اور برطانیہ کے رسائل وجرائد میں شائع ہوچکے ہیں۔

تراجم انگریزی سے اردو میں

1- The Importance of the 1912 Four Points Programme of Imam Ahmad Raza, by New Muslim Dr. Muhammad Haroon (Marhoom) of U.K. بنام: امام احمد رضا کا عظیم اصلاحی منصوبہ۔

2- British Converts to Islam by Ahmad Yusuf Andrews (England) بنام: امام احمد رضا اور برطانوی نو مسلم۔

3- Attributes to Sheikh-ul-Islam Imam Ahmad Raza, by Amina Baraka. بنام: شیخ الاسلام امام احمد رضا کو خراجِ عقیدت۔

تصانیف امام احمد رضا کے تراجم انگریزی میں

(۱) اسماع الاربعین (چالیس احادیث شفاعت) بنام 40 Ahadith of Intercession (۲) فوائدِ صدقات بنام: Importance of Muslim Charity (۳)دعوتِ میت بنام: Funeral Feast. (۴) المیلاد النبویہ بنام: Al- Maulud-un Nabawiyah (۵)غایۃ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

التحقیق بنام: The Caliphate of Hazrat Abu Bakar & Hazrat Ali (۶)صلات الصفاء بنام: The Prophet's noor (۷)قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام بنام: Did the Prophet have a shadow. (۸)الفرق الوجیز بین الوہابی الرجیز وسنی العزیز بنام: Basic Islamic Faith. (۹)الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی بنام Qadiyanis are Kafir.

تصنیفِ رضا کا ہندی میں ترجمہ (۱) السوءوالعقاب علی المسیح الکذاب۔

ایوارڈس / اعزازات

(۱) فروغِ نعت ایوارڈ۔ پاکستان نعت اکیڈمی (سلور جبلی)، کراچی۔ پاکستان ۱۹۹۱ء۔

(۲) رضا گولڈ میڈل ایوارڈ۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی، پاکستان ۱۹۹۷ء۔

(۳) سندِ اعتراف ۱۹۹۷ء۔ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی، کراچی۔ پاکستان

(۴) یادگارِ اعلیٰ حضرت منظرِ اسلام ایوارڈ۔ (رضا پر پی ایچ۔ڈی کے سلسلے میں)، بریلی شریف ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱ء۔

خراجِ تحسین

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی اب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھ کر علمی و دینی حلقوں میں شہرت حاصل کر لی ہے ۔۔۔اور رضویات کے فروغ میں ان (امام احمد رضا) کے اہم کردار کو بحسن وخوبی اجاگر کیا ہے۔ **(ڈاکٹر مختار الدین، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)**

مجھے یہ لکھنے میں حاشا کوئی تردد اور باک نہیں کہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا یہ قابل قدر کارنامہ (پی ایچ ڈی کا مقالہ) فاضل بریلوی پر اس جہت سے کام کرنے والوں کے لیے ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ **(ڈاکٹر طلحہ رضوی برق)**

ایک اہم اور معتبر نام ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا ہے جو اسلامیات کے ممتاز اسکالر، اردوادب کے اداشناس، معروف اہلِ قلم اور بلند پایہ مصنف کی حیثیت سے علمی اور دینی حلقوں میں اپنی پہچان رکھتے ہیں اور قدرواحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔ بالخصوص رضویات کے تعلق سے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے بعد انہیں پر نگاہیں مرکوز ہوتی ہیں۔ **(پروفیسر ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی)**

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کہنہ مشق قلم کار ہیں۔ ان کا سیال قلم موسم کی پرواکیے بغیر برق رفتاری کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر رواں دواں رہتا ہے۔ ہر آنے والے دن ان کی تحریریں کتابی شکل میں شائع ہونے کے علاوہ ہند و بیرونِ ہند سے شائع ہونے والے رسائل ومجلات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ اچھوتے موضوعات پر قلم چلانا اور غیر پامال زمینوں پر قدم رکھنا کوئی ان سے سیکھے۔ ان کی تحریریں تحقیق کے عصری تقاضوں سے پوری طرح آراستہ ہوتیں ہیں۔ **(ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم)**

ان کے سراپا، مزاج اور اطوار میں لکھنویت بھی ہے اور دہلویت بھی، لیکن قلبی، ذہنی اور فکری طور پر وہ خالص "بریلوی" ہیں۔ حضرت حافظِ ملّت مولانا محمد عبدالعزیز صاحب (مبارک پوری) سے وابستگی انہیں عزیز ہے اس لیے "عزیزی" کہلاتے ہیں۔ ان کی تحریر اور تقریر ہر دو کا مقصد، مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی ترجمانی ہے، یہ ان کی پہچان بھی ہے، ان کا اعزاز بھی؛ محنت سے شغف ہے، زود نویس بھی ہیں اور بسیار نویس بھی۔ **(علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی)**

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بہت بڑے رضوی اسکالر ہیں۔ آج تک اعلیٰ حضرت کے کلام اور افکار پر ساٹھ سے زیادہ مقالات لکھ چکے ہیں۔ **(پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)**

ان کی زندگی بڑی سادہ اور صاف ستھری تھی، آپ کی تحریرات نزاعی کیفیات سے کوسوں دور ہیں۔ فکری اعتبار سے عصری مسائل کی تعبیر فکرِ رضا میں تلاش کرتے تھے۔ وہ ایک بالغ النظر اور محتاط محقق تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے! آمین۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ایک محقق و دانش ور

غلام مصطفیٰ رضوی (مالیگاؤں، انڈیا)

۱۵؍رمضان المبارک ۱۶؍اگست ۲۰۱۱ء کی شام ممبئی سے سرگرم دینی شخصیت الحاج محمد سعید نوری نے اطلاع دی کہ: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا بریلی شریف میں آج صبح وصال ہوگیا۔ لب سے بے ساختہ وہ الفاظ ادا ہوئے، جن کا بدل اور کوئی الفاظ نہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

گزشتہ تین دہائیوں سے ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا قلمِ سیال رقم علم و فن کے گہر آب دار لٹا رہا تھا۔ بہت سے دینی و علمی موضوعات پر انھوں نے کام کیا۔ اپنے کام کی بنیاد پر شہرت حاصل کی۔ ان کی قلمی کاوشات کو درجِ ذیل گوشوں اور جہتوں میں سمیٹا جا سکتا ہے: (۱)سیرت و عقائد (۲) تصوّف و ادب (۳) ماجیات و معاشیات (۴) دعوت و اصلاح (۵) احوال و تذکار (۶) علماے بریلی کی دینی و علمی خدمات (۷) دینی کتب و مقالات کے تراجم وغیرہ دینی و علمی اور ادبی افق پر آپ کے مقالات و مضامین ہند و پاک کے علاوہ یورپ و امریکہ میں شایع ہوتے رہے۔ بالخصوص امام احمد رضا محدثِ بریلوی کی دینی و ادبی اور تحقیقی خدمات کے درجنوں جہات پر آپ کے مقالات کی تعداد سو کے لگ بھگ ہے، جن میں اکثر مطبوعہ ہیں۔ نیز آپ کا ایک اہم کارنامہ "رضویات" کے حوالے سے محققین کی رہ نمائی ہے۔ نصف درجن کے قریب اسکالرز نے آپ کی رہ نمائی و معاونت میں ملک کی مختلف یونی ورسٹیوں سے پی۔ ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کا مخلصانہ تعاون ہمیشہ اربابِ قلم کے ساتھ جاری رہا، جو آپ سے رجوع کرتا اسے مایوس نہیں فرماتے، اخلاق و کردار میں بڑی یکسانیت تھی۔ زندگی سادہ اور تکلّف و تصنع سے عاری تھی۔ دکھاوہ اور ریا سے دور و نفور تھے۔ معاملے کے صاف اور مزاج کے نیک تھے۔

راقم نے اکیسویں صدی کے آغاز میں قلم تھاما۔ کم سنی کا عالم تھا۔ مختلف رسائل و جرائد میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کی تحریریں پڑھتا، ذہن و فکر میں بالیدگی آتی اور جلد ہی اس ذوقِ مطالعہ نے قلم سے وہ تعلق ہم وار کیا جو روز افزوں ہے۔ راقم نے اس کم سنی میں ہی عزیزی صاحب کو خط لکھ کر رابطہ کیا، رہ نمائی چاہی۔ تحریر و تحقیق کے شغف کو دیکھ کر آپ نے رہ نمائی اور حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ کتابوں کے تحائف سے بھی نوازنا شروع کیا۔ راقم نے جس کتاب کی فرمائش کی وہ ڈاک سے حاضر کر دی۔ ہم نے طلبا میں اسلامی فکر پروان چڑھانے کی غرض سے "نوری مشن" کے نام سے اشاعتی کام کا آغاز کیا۔ اس سلسلے میں ایک مقصد تھا کہ صالح لٹریچر کی اشاعت امام احمد رضا کی تحقیقات کے حوالے سے کی جائے اور انھیں طلبہ و اساتذہ، علما و مصنفین میں بلا قیمت پیش کیا جائے۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ہمارے سرپرستِ اوّل تھے۔ انھیں کی تحریر" امام احمد رضا اور الجبرا" سے ۲۰۰۲ء میں اشاعتی سفر کا آغاز کیا۔ کتاب مقبول ہوئی جس میں اسلام کے غلبے کے لیے امام احمد رضا کی تحقیقات کی جھلک دکھائی گئی تھی اور یہ بتایا گیا تھا کہ جب جرمن ریاضی داں جارج کینٹر نے سیٹ تھیوری اور ٹاپالوجی کا نظریہ پیش کیا تو دنیا نے اسے ان علوم کا موجد تسلیم کر لیا جب کہ مشرق کے ایک ملک ہندوستان میں امام احمد رضا نے "علمِ الٰہی" کی لامتناہی شان اجاگر کرنے کے لیے ان علوم کے جلوے دکھائے جب کہ اس وقت یورپ ان سے واقف بھی نہ تھا۔ اس طرح عہدِ غلامی میں اسلام کے ابتدائی دور کے ان اساتین علم کی یاد تازہ کر دی جن کی علمی و سائنسی صلاحیت کا لوہا اغیار نے بھی مانا اور جن پر عالمِ اسلام کو فخر ہے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی(م۲۰۰۸ء) کا قول ہے:
"مطالعہ و مشاہدہ نیک و بد اور خیر و شر کی پہچان کا بہترین ذریعہ ہے۔ پروپیگنڈے سے کچھ وقت کے لیے خیر کو شر اور نیک کو بد بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے، مگر ہمیشہ کے لیے نہیں۔۔۔ مطالعے کے بعد جب جہل و لاعلمی کے پردے اٹھتے ہیں تو مطلع صاف نظر آنے لگتا ہے۔۔۔"

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

(گناہِ بے گناہی، المجمع الاسلامی، مبارک پور، ۱۹۹۳ء، ص ۴) تحقیق و تدقیق کی صاف و شفاف روشنی میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے قلمی کام کیا تو امام احمد رضا کی علمی خدمات کا ایک جہان سامنے آیا اور اربابِ علم و دانش متاثر ہوئے۔ دنیا کی عظیم دانش گاہوں کے اساتذہ و محققین کو ڈاکٹر عزیزی نے امام احمد رضا کی تحقیقات و تصنیفات کی طرف متوجہ کیا۔ آپ کا یہ کام عقیدت کا غماز نہیں، بلکہ حقیقت کا آئینہ دار تھا۔ سچ ہے کہ شخصیات کی خدمات کا جائزہ حقیقت کے آئینے میں لیا جانا چاہیے، تب مطلع صاف نظر آنے لگتا ہے اور جہل کے دبیز پردے چاک ہونے لگتے ہیں۔ اہلِ علم حیران رہ جاتے ہیں کہ کیا بتایا گیا تھا اور سچ کیا ہے، جس نے سنّت کی راہ واضح کی اسے اتہام کی بنیاد پر کیا کہا گیا تھا، گویا حق آفتابِ عالم تاب کی طرح ظاہر ہو کر رہتا ہے۔

چھے سال پیش تر سالنامہ "یادگارِ رضا" ممبئی کی ذمّے داری الحاج محمد سعید نوری نے راقم کو دی۔ مقالات کی فراہمی کا مسئلہ درپیش ہوا، ڈاکٹر عزیزی سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ نت نئی جہات پر مقالے لکھوائے جائیں اور اربابِ علم سے رابطے کے لیے پتے بھی مہیا کروائے۔ خود بھی مقالات لکھے۔ اس طرح راقم کی فرمائش پر آپ کے آٹھ نئے مقالات یادگارِ رضا کے مختلف شماروں کی زینت بنے۔ اور بعد میں ہندوپاک کے دیگر رسائل و جرائد میں بھی ان کی اشاعت ہوئی۔

چند سال قبل داعیِ اسلام مولانا محمد ارشد مصباحی (خطیب وکٹوریہ پارک کی مسجد، مانچسٹر) مالیگاؤں تشریف لائے۔ شمالی ہند کے علمی سفر کی منصوبہ بندی ہوئی۔ ہم اس درمیان بریلی بھی گئے۔ ڈاکٹر عزیزی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ یہ پہلی ملاقات تھی۔ اس سے قبل خط اور فون سے ہی رابطہ تھا۔ انھیں قریب سے دیکھا، مخلص پایا، مہمان نوازی کی، سچ ہے غریبوں کے دل بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنی نگرانی میں بریلی کی دانش گاہوں کی سیر کروائی۔ کافی دیر علمی گفتگو رہی۔ پھر ۱۸ر جولائی ۲۰۰۹ء میں دوبارہ بریلی حاضری ہوئی تب بھی بڑی محبت سے ملے۔ علمی باتیں ہوئیں۔ وہ علیل تھے، لیکن ہمیں رسیو کرنے آئے اور پر تکلّف ناشتے کا انتظام کیا۔ اسی سفر میں علی گڑھ بھی جانا ہوا، جہاں مسلم یونی ورسٹی کے سابق صدر شعبۂ عربی ماہرِ مخطوطات پروفیسر ڈاکٹر مختارالدین احمد (م ۳۰ر جون ۲۰۱۰ء) سے ملاقات رہی۔ علم و تحقیق کے حوالے سے ڈاکٹر مختارالدین نے کہا کہ اس وقت سنجیدہ انداز میں امام احمد رضا پر علمی کام انجام دینے والی شخصیات میں ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کا پایہ بلند ہے۔ میں ان کی خدمات سے متاثر ہوں۔ ان کا قلم بڑا رواں دواں ہے۔ آپ جب بھی پی۔ ایچ۔ ڈی کریں تو مجھ سے اور ان (ڈاکٹر عزیزی) سے ضرور مشورہ کریں۔

وہ ادیب بھی تھے۔ نعتیہ ادب پر بڑا عمدہ کام کیا۔ درجنوں مقالے لکھے۔ انھیں کئی ایوارڈز اور اعزازات بھی ملے، نعت کے حوالے سے ان کی شناخت بڑی منفرد تھی۔ برصغیر کے ادبی حلقے میں انھیں لائقِ اعتبار مقام حاصل تھا۔ کتابی سلسلۂ نعت رنگ میں ان کی تحریریں شایع ہوتی رہیں۔ ان کی ژرف نگاہی کا یہ حال تھا کہ نعت رنگ کے مقالہ نگاروں میں کسی کے قلم سے معمولی بھی لغزش ہوتی یا تعصب کی بنیاد پر کوئی قلم کار نعت کی ادبی فضا میں جنبشِ لب کشائی سے ادب کا دامن مجروح کرتا تو آپ کا تنقیدی قلم مدلل انداز میں تعاقب کرتا اور حزم و احتیاط کے تئیں جذبۂ اصلاح عود کر آتا۔ نعت رنگ کے قارئین اس وصف سے واقف ہیں۔ رہی بات زبان و بیان کی اور اسلوب کی رنگینی کی تو اس میں علی گڑھ کی مٹھاس، لکھنؤ کی رنگینی، دہلی کی شفافیت اور روہیل کھنڈ کی ملاحت کی آمیزش تھی۔ اس لیے بھی کہ ان ادبی دبستانوں سے انھوں نے گل چینی کی تھی۔ ان کی تحریر کی شگفتگی ایسی تھی کہ جو پڑھتا مسحور ہو جاتا، لیکن یہ جمالیاتی حسن کے بہ طور اسلوب کا لازمہ بنا، ورنہ قلمِ عزیزی کے نزدیک تحقیق عزیز تھی، اور تحقیق کا رنگ ہی ان کے اسلوب پر غالب رہا۔

مئی ۲۰۱۱ء کے اخیر میں اپنے احباب کے ہم راہ بریلی و علی گڑھ اور شمالی ہند کے متعدد شہروں کا علمی سفر ہوا، بریلی حاضری ہوئی۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی سے ملاقات ہوئی، موصوف سخت علیل تھے۔ اس کے باوجود روایتی مہمان نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پر تکلف ظہرانے کا انتظام کیا، علمی گفتگو ہوئی۔ اس دوران بتایا کہ میں متعدّد گوشوں پر کام کر رہا ہوں۔ میری تمنّا ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے سیرتِ سیّدِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک کتاب تصنیف کر دوں، جس کے اب تک تقریباً ۴۵۰ر صفحات لکھ رکھے ہیں۔ اسی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

درمیان بتایا کہ جدید تحقیقی تقاضوں کے مطابق امام احمد رضا کی ایک سوانح حیات کا خاکہ بھی بنایا تھا، جو کئی ہزار صفحات پر محیط ہو گا؛ جس کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ صفحات لکھ چکا ہوں۔ دعا کریں کہ میں اپنے ان عزائم میں کام یاب ہو جاؤں۔۔۔ آپ کے دولت کدے پر ایک خوب صورت ایوارڈ پر راقم کی نظر پڑی جس پر خوب صورت خطاطی میں لکھا تھا "عالمی نعت ایوارڈ" راقم کے دریافت پر بتایا کہ ۱۹۸۰ء(یا۱۹۸۵ء) میں کراچی میں نعت اکیڈمی نے عالمی سطح پر پروگرام منعقد کیا، جس میں میں بھی مدعو تھا اور نعتیہ ادب پر میری خدمات کے حوالے سے مجھے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے امام احمد رضا پر تحقیق کے لیے آپ کو "گولڈ میڈل امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ" بھی پیش کیا تھا۔ اسی سال ۲۷ر فروری ۲۰۱۱ء کو میرا روڈ، ممبئی کے امام احمد رضا سمینار و کانفرنس میں آپ کو "امام احمد رضا ایوارڈ" سے نوازا گیا۔ اور غالباً اسی سیمی نار میں عزیزی صاحب نے آخری بار مقالہ خوانی کی۔ پھر وہ وصال تک علیل رہے۔

بریلی میں ذاتی کتب خانوں میں عزیزی صاحب کا کتب خانہ سب سے بڑا تھا، جہاں ہزاروں نادر و نایاب کتابیں موجود و محفوظ ہیں۔ اسی ملاقات میں بتایا کہ میں اپنے تمام علمی اثاثہ جو ہزاروں کتابوں پر مشتمل ہے، کو علامہ اختر رضا خاں ازہری کے قائم کردہ مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا یا امام احمد رضا اکیڈمی کی لائبریری کو وقف کر دوں گا تاکہ استفادہ و تحقیق کا سلسلہ آگے بڑھے، اس طرح کتابیں محفوظ بھی ہو جائیں گی اور میری برسوں کی محنت سے جو کتب خانہ تیار ہوا ہے وہ ضایع ہونے سے رہ جائے گا۔ عزیزی صاحب سچے عاشقِ رسول تھے۔ "نعت" جیسے پاکیزہ اور البیلے موضوع پر قلم کے جواہر لٹانے والا "صادق" و "ثابت قدم" جبھی رہتا ہے جب اس کا دل عشقِ رسول سے معمور ہو اور سینہ علم سے لبریز۔ ڈاکٹر موصوف کو طیبہ کی حاضری کی بڑی تڑپ تھی۔ ملاقات میں میں نے ذکر چھیڑا نسیم بطحا کا، شہر محبتِ مدینۂ منورہ کا، تو ہم نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں چھلک گئیں، ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ ہم بھی آب دیدہ ہو گئے۔ عشقِ رسول میں وہ وارفتگی کہ بڑی دیر تک مکین گنبد خضرا کا ذکر کرتے رہے، حاضریِ طیبہ کی آرزو میں اپنی زندگی کے ایّامِ ہجر یاد کرتے رہے۔ اور پر عزم لہجے میں کہا کہ لگتا ہے میں طیبہ حاضری کے لیے جلد ہی پابہ رکاب ہوں گا۔۔۔ کسے معلوم تھا کہ مدینۂ امینہ کی پر نور فضاؤں میں کھویا رہنے والا عاشق سفر آخرت پر روانہ ہو جائے گا، لیکن:

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام
او درِ یار کے جانے والے

اور یقیناً قبر کی منزل میں اپنے عشقِ صادق کی بدولت وہ "وصل" سے ہم کنار ہوئے ہوں گے۔ محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے ان کی آنکھیں شاد کام ہوئی ہوں گی۔ اللہ کریم ان کی خدمات کو شرفِ قبول عطا فرمائے۔ ان کی تربت پر ہر آن رحمتوں کا نزول فرمائے۔

اب اربابِ علم و دانش کی ذمّے داری ہے کہ ان کے غیر مطبوعہ قلمی اثاثوں کو حاصل کریں اور انھیں طباعت کے مرحلے سے گزار کر تطہیرِ قلب و نظر کا سامان کریں۔ کسی محقق کو چاہیے کہ ڈاکٹر عزیزی کی قلمی خدمات، آثارِ علمیہ اور اسلوبِ تحریر، نثری خوبیاں اور ان کی تحقیقات و تدقیقات کے حوالے سے مقالۂ تحقیق قلم بند کرے۔ ہمارے یہاں غیر ضروری مدوں میں خرچ کرنے کا زیادہ رجحان ہے۔ ارباب ذوق کو چاہیے کہ علمی کاموں میں بھی ذوق دکھائیں اس طرح قوم کے لیے تعمیری کام کریں۔ اگر کوئی محقق ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی پر تحقیقی کام کرنا چاہے تو راقم علمی تعاون کے لیے مستعدی دکھائے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے اسلام کے تعارف میں برطانوی نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون م۱۹۹۸ء) کی متعدّد کتابوں کو انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر کے شایع کیا۔ ان کی دوبارہ اشاعت کی بھی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے ہندی میں بھی درجن بھر کتابوں کا ترجمہ کیا ہے، جن میں ایک نہایت اہم کتاب "دینِ فطرت" ہے۔ یہ کتاب غیر مسلموں میں اسلام کا بہتر تعارف پیش کرتی ہے، جس کا صرف ایک ایڈیشن شایع ہوا اور عرصے سے یہ مارکیٹ میں نہیں ہے۔ اس کی Re-print کی ضرورت ہے۔ علمی شخصیات کے علمی کام سے قوم کو واقف کروانا ہی ان کی خدمت میں صحیح خراجِ عقیدت ہو گا۔

✡ ✡ ✡ ✡ ✡

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ایک محققِ نعت کی حیثیت سے

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

امام احمد رضا محدّثِ بریلوی علیہ الرحمۃ کی ہمہ جہت اور یگانۂ روزگار شخصیت ایک ایسے ہشت پہلو چمکدار ہیرے کی مانند ہے کہ اسے جس رخ سے بھی دیکھا جائے تو ایک نئی آب و تاب اور نئی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں جو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کر دیتی ہیں۔

حضرت رضاؔ بریلوی کی عبقری شخصیت اور ان کے تبحرِ علمی کا اعتراف تو اہلِ علم و فن نے ان کی حیات ہی میں کر لیا تھا اور آج الحمد للہ عالمی سطح پر بھی ہو رہا ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ بحیثیت شاعر و ادیب، اردو ادب کے مؤرخین، محققین اور ناقدین نے ان کی شعری تخلیقات کے ساتھ بے اعتنائی، بے توجہی برتی خواہ اس کا سبب معاصری چشمک ہو یا حسد و مسلکی تعصب۔ نتیجتاً ان کے وصال کے تقریباً نصف صدی تک تاریخ اردو ادب میں انہیں کوئی نمایاں مقام نہیں دیا گیا۔ لیکن علم و عرفان کا سورج زیادہ عرصے تک جہل و نسیان کے غبار میں نہیں چھپا رہ سکتا ہے۔ چنانچہ جب پرکھنے والی آنکھیں رکھنے والے اہلِ علم و تحقیق نے امام کے شعری اور نثری فن پاروں کو اپنی منہجِ تحقیق کا محور بنایا تو رضا بریلوی گزشتہ ۳۰؍ برسوں میں شعر و سخن، علم و ادب اور فکر و فن کے افق پر آفتاب آمد دلیل آفتاب بن کر اس طرح ابھرے اور چمکے کہ آج تیس سے زیادہ معروف عالمی جامعات میں ان کے فکر و فن اور شعر و سخن پر ۴۵ سے زیادہ تحقیقی مقالات پی۔ ایچ۔ ڈی، ایم۔ فل اور ایم۔ ایڈ کی سطح پر لکھے جا چکے ہیں اور تقریباً اتنے ہی مقالات زیرِ تکمیل ہیں۔ (پی۔ ایچ۔ ڈی: ۲۴، ایم۔ فل:۹، ایم۔ ایڈ:۱۴۔ بحوالۂ معارفِ رضا سالنامہ ۲۰۰۷ء، ص:۲۸۸)

شعر و ادب کے حوالے سے علمی اور تحقیقی حلقوں میں اعلیٰ حضرت رضاؔ بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت کی روز افزوں اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پی۔ ایچ۔ ڈی کی سطح پر ان پر لکھے گئے کل ۲۴ مقالات (تھیسس) میں سے چھے مقالات صرف ان کی اردو نعتیہ شاعری کی خوبیوں اور اس کے ادبی محاسن پر لکھے گئے ہیں جبکہ ان کی انشا پردازی اور ادبی و لسانی خدمات کے حوالے سے بھی ڈاکٹریٹ کے چار مقالات لکھ کر سندیں حاصل کی جا چکی ہیں، ان سب کی تفصیل معارفِ رضا سالنامہ ۲۰۰۷ء کے ص:۲۸۲ تا ۲۸۸ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ یہاں طوالت کے خوف سے اس کا اعادہ ممکن نہیں۔ ان کی عربی و فارسی زبان پر دسترس کے حوالے سے مقالات اور پی۔ ایچ۔ ڈی / ایم۔ فل تھیسس ان کے علاوہ ہیں، جن کا ذکر موضوعِ سخن نہیں۔

حضرت رضاؔ بریلوی کا بحیثیتِ شاعر ایک عظیم وصف یہ ہے کہ وہ تلمیذ الرحمٰن تھے۔ ان کے اساتذہ، احباب، تلامذہ اور اہلِ خانہ اس بات پر گواہ ہیں کہ انہوں نے نہ کبھی شعرا کی صحبت اختیار کی، نہ کبھی کسی استاذِ فن سے اصلاح لی، نہ اساتذۂ فن کے شعری مجموعوں کی ورق گردانی سے شغف رکھا، نہ قصداً شعر گوئی کی یا اس پر توجہ کی اور اس پر وقت صَرف کر کے مہارتِ تامّہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور نہ ہی اسے وجہِ عزت و شہرت سمجھ کر اس میں کمال پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا؛ لیکن اس کے باوجود وہ فنِ شاعری سے نہ صرف آشنا تھے، بلکہ اس پر انہیں دسترس حاصل تھی۔ اس کی ایک وجہ ان کا علم دوست اور ادب نواز ماحول تھا جس میں انہوں نے آنکھ کھولی اور پرورش پائی اور دوسری وجہ ان کا کم عمری ہی میں علومِ متداولہ میں کمال حاصل کر لینا تھا اس لیے انہیں زبان و ادب پر بھی دستگاہ حاصل ہو گئی تھی، پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی نعت گوئی سیّدِ عالم ﷺ کے عشق میں سرشاری کا نتیجہ اور ان کے جذبات دروں کی آئینہ تھی؛ لہٰذا ان کی شاعری کسبی نہیں، بلکہ وہبی تھی۔ ان کے اس جذبۂ عشقِ صادق کی جھلک مختلف النوع علوم و فنون پر

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

تحریر شدہ ان کی تمام تصنیفات میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ وہ اردو کی طرح فارسی، ہندی اور عربی زبان کے بھی قادر الکلام شاعر تھے۔ آج ان کی شاعرانہ عظمت کے معترف عرب وعجم کے تمام اہلِ علم و دانش نظر آتے ہیں جن میں وہ بھی شامل ہیں جو ان سے مسلکی اختلاف رکھتے ہیں۔ چنانچہ معروف محقق و ادیب جناب افتخار اعظمی تحریر فرماتے ہیں: ''ان کا نعتیہ کلام اس پائے کا ہے کہ انہیں طبقۂ اولیٰ کے نعت گو شعرا میں جگہ دی جانی چاہیے۔'' (دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج:۲، ص:۲۸۱، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان، ۱۹۷۳ء)

حضرت رضاؔ بریلوی نے اردو زبان میں نعت کے فروغ و ارتقا کے لیے تاریخ ساز کام کیا ہے۔ ناقدینِ فنِ شاعری کی طرف سے جس کا اعتراف نہ کرنا بہت زیادتی ہوگی۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے ایک منفرد اور مقبول ترین دبستانِ نعت کی طرح ڈالی ہے۔ بحمد اللہ یہ دبستان آج اس قدر ثمر بار اور گلبہار بن چکا ہے کہ اس نے ''رضویات'' کی ایک فرع کی شکل اختیار کرلی ہے، جس پر آج دنیا کی متعدد جامعات میں تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ اہلِ علم و ادب اور واقفانِ شعر و سخن اس پر مختلف سطح پر مقالات لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ امام احمد رضا کی شاعری اور اردو نعت گوئی کے حوالے سے متعدد کتب اب تک شائع ہو کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی'' ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلوی) کی پی۔ ایچ۔ڈی کی تھیسس ہے، جسے انہوں نے برِّ صغیر پاک وہند کے معروف ادیب، شاعر اور ماہرِ تعلیم پروفیسر زاہد حسین وسیمؔ بریلوی کی نگرانی و سرپرستی میں روہیل کھنڈ یونیورسٹی (بریلی، انڈیا) ۱۹۹۴ء میں پیش کرکے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب کہنہ مشق قلمکار، بلند پایہ محقق، ادیب اور رواں قلم کے مالک ہیں۔ ان کی تصانیف کی حتمی فہرست سامنے نہیں ہے، لیکن راقم کی اطلاعات کے مطابق رضویات کے حوالے سے اب تک غالباً پچاس سے زائد کتب اور انگریزی\ اردو تراجم زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ برِّ صغیر سے شائع ہونے والے تمام معروف رسائل و جرائد، اخبارات (بشمول ماہنامہ\ سالنامہ معارفِ رضا) وغیرہ میں رضویات کے مختلف النوع موضوعات پر ان کے مضامین آئے دن شائع ہوتے رہے ہیں، جن کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے۔ ''رضویات'' کے موضوعات سے ان کی اس لگن اور دل چسپی کے باعث اہلِ علم انہیں ''ماہرِ رضویات فی الہند'' کے نام سے یاد کرنے لگے ہیں۔ یہ مستند طور پر شنیدہ ہے کہ بریلی شریف میں ان کی ذاتی لائبریری، رضویات پر تحقیقی کام کے حوالے سے ہندوستان کی نجی لائبریریوں میں سب سے بڑی لائبریری کا درجہ رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب کا قابلِ ستائش، بلکہ قابلِ تقلید وصف یہ بھی ہے کہ وہ ہندوستان میں اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ایم۔فل\ پی۔ایچ۔ڈی کرنے والے ریسرچ اسکالرز کی رہنمائی کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں۔ وہ نہایت خوش دلی اور ذاتی دل چسپی کے ساتھ ان کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اس طرح سے ڈاکٹر عزیزی صاحب نے اپنے چاروں طرف چراغاں کیا ہوا ہے اور رضاؔ کے نام کی دھوم مچائی ہوئی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ رضاؔ کی نگری میں بزمِ رضاؔ سجائے رضاؔ کے علم وفن کے چراغ سے چراغ جلا رہے ہیں جس کی روشنی سے اکنافِ عالم منور ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر عزیزی صاحب جدید تحقیق کی تکنیک سے بخوبی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں تحقیق کے عصری تقاضوں سے پوری طرح آراستہ و پیراستہ ہوتی ہیں۔ وہ سخن گو اور سخن فہم ہیں۔ صحافتی دنیا سے بھی ان کا گہرا تعلق رہا ہے اور اب بھی ہے۔ اس وجہ سے ان کی تصانیف میں صحافیانہ طرزِ نگارش کی جھلک بھی ملتی ہیں جس سے جدید سیاسی، سماجی، معاشی، مدنی اور عمرانی موضوعات پر ان کی گرفت کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے قاری کو انسانی حیات کی حقیقتوں کا بہت قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ان کی تحریریں پڑھ کر قاری کے دل سے بے ساختہ دعا نکلتی ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

''اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی'' پر پی۔ ایچ۔ دی کا تحقیقی مقالہ لکھ کر ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب نے ایک عظیم علمی اور ادبی خدمت انجام دی ہے، جس پر وہ ہم سب کے بالخصوص خواجہ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

تاشانِ رضویت کی طرف سے مبارکباد اور ستائش کے مستحق ہیں۔
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی نے ان کی انہی خدمات کے اعتراف میں امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۷ء میں ان کو خصوصی طور پر مہمان مقالہ نگار کی حیثیت سے مدعو کیا اور ان کو امام احمد رضا ریسرچ گولڈ میڈل ایوارڈ پیش کیا۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب کو بّرِ صغیر پاک وہند کے علمی و ادبی حلقوں میں جو مقبولیت حاصل ہوئی اور ان کی شہرت کو جو عروج ملا بلاشبہ وہ فکرِ رضا کی ترویج واشاعت کے لیے ان کی اپنی حیاتِ مستعار کے لمحوں کو تج دینے کا ثمرہ ہے اور اب علمی و ادبی حلقوں میں یہی ان کی پہچان ہے:

حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر
دولت درآں سرست کہ با آستاں یکیست

زیرِ نظر مقالہ "اردو نعت گوئی اور فاضلِ بریلوی" کی خوبیوں پر محبّ محترم پروفیسر ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی، صدر شعبۂ اردو، بہار یونیورسٹی، مظفر پور، انڈیا نے مختصر مگر جامع تبصرہ فرمایا ہے، لہٰذا راقم اس میں مزید کچھ اضافہ نہیں کر سکتا، لیکن اتنا ضرور عرض کرے گا کہ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی صاحب نے جس عرق ریزی، دقّتِ نظر سے کلامِ رضا کے صوری و معنوی، ادبی و شعری محاسن، خصوصیات اور امتیازات دکھائے ہیں اور ہندوستانی زبان کے ترکیبی عناصر اور مقامی آب و رنگ کے امتزاج کا آئینہ پیش کرنے کی جو سعی وکاوش کی ہے اس نے ان کے مقالے کو "کلام الامام امام الکلام" کے شایانِ شان ایک ایسا علمی، تحقیقی و ادبی مرقع بنا دیا جو برسوں اہلِ علم سے دادِ تحسین وصول کرتا رہے گا اور آئندہ آنے والے اہلِ علم و ادب کی کلامِ رضا سے شناسائی اور اس کی تفہیم و تسہیل کے لیے یہ ایک رہنما چراغ ثابت ہوگا۔ دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ہمارے ممدوح مقالہ نگار نے کلامِ رضا سے متعلق وہ تمام مواد و مآخذ اور تفصیلی مباحث کے عنوانات کو کچھ اس ترتیب جمیل کے ساتھ پرویا ہے کہ قاری مقالے کے مطالعہ کے اختتام پر بے اختیار پکار اٹھتا ہے:

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو، سکّے بٹھا دیے ہیں

ہدیۂ عقیدت

بحضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث حنفی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سزاوارِ مدحت ہیں احمد رضا خاں
بڑے پاک طینت ہیں احمد رضا خاں

ہر اِک نعت اُن کی عقیدت کی مظہر
پیامِ محبّت ہیں احمد رضا خاں

محمد پہ عاشق، خدا پر ہیں شیدا
فدائے شریعت ہیں احمد رضا خاں

ملا ہے جو اُن سے کہا اُس نے سب سے
سراپا شرافت ہیں احمد رضا خاں

ثناخواں ہے اُن کی روش کا زمانہ
بڑے بیش قیمت ہیں احمد رضا خاں

ضمیر اُن کا روشن ہے مانندِ اختر
کمالِ بصیرت ہیں احمد رضا خاں

میں ہوں اُن کی عظمت کا مدّاح گوہرؔ
ہر اِک دل کی زینت ہیں احمد رضا خاں

ارتضا حسین گوہر
پی۔ ایچ۔ ڈی اسکالر۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کفالت سے متعلق امام احمد رضا کی تحقیقات

صبا نور (ریسرچ اسکالر، دی یونیورسٹی آف فیصل آباد)

خلاصہ: کفالت معاملات سے متعلق ایک اہم عقد ہے۔ کسی ضرورت مند کی معاونت کے لئے عقد کفالت ایک طرح سے باہمی تعاون بھی ہے۔ معاشی سرگرمیوں میں کفالت کا اہم کردار ہے۔ قرآن و حدیث سے اِس عقد کے جائز ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ شریعت نے کفالت سے متعلق مسائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کفالت سے متعلق امام احمد رضا نے اپنی تصانیف میں تحقیقات پیش کی ہیں اور مسائل کی تشریح خصوصاً جدید معاملات میں کفالت کے استعمال پر روشنی ڈالی ہے۔ کفالت بالنفس اور کفالت بالمال سے متعلق آپ کی تحقیقات سے راہنمائی لے کر ہم دورِ حاضر میں ان تمام نئے مسائل کے حل تلاش کرسکتے ہیں جن میں عقدِ کفالت موجود ہو۔(صبا)

تعارف

اسلام ایک فطری دین ہے جس میں بنی نوع انسانوں کی سہولت کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اسلام نے جہاں ادھار معاملات کو جائز قرار دیا ہے وہیں اس ادھار یا دَین کی حفاظت کے لئے کفالت اور رہن جیسے عقود کی بھی اجازت دی ہے۔ کفالت ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص کے لئے کفیل بن جاتا ہے اور دوسرے شخص کی ذمّے داری لے لیتا ہے، خواہ وہ ذِمّے داری اُس شخص کی ذات سے متعلق ہو یا اُس شخص پر مال جو قرض کی صورت میں ہو۔ یعنی کفیل بننے والا ضمانت دیتا ہے کہ اس دوسرے شخص پر جو قرض ہے، میں ضامن ہوں کہ وہ ادائیگی کرے گا ورنہ یہ میری ذمّے داری ہے کہ میں اس شخص سے رقم لے کر مطلوبہ شخص تک پہنچاؤں۔

طریقۂ کار

کفالت کے معنیٰ و مفہوم، اقسام اور شرائط کے بعد اس موضوع سے متعلّق امام احمد رضا نے جو تحقیقات پیش کیں ہیں ان کو بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں ان کا خلاصہ، تحقیق، نتائج، اطلاق اور مآخذ و مراجع درج کردیے گئے ہیں۔

تحدید

اس مقالے میں امام احمد رضا نے بابِ کفالۃ میں جو تحقیقات پیش کیں ہیں ان کو سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ہر مسئلے کے ساتھ سوال اور امام احمد رضا کے دیے گئے جواب کو پیش کیا گیا ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ شریعت نے توثیق دین کے لئے دو عقد رکھے ہیں کفالت اور رہن۔ پیشِ نظر مقالہ کفالت سے متعلق ہے، آئندہ مقالے میں رہن سے متعلق تحقیقات کو پیش کیا جائے گا۔

اعتذار

کفالت کے موضوع پر امام احمد رضا نے جو تحقیقات پیش کیں ہے ان سے متعلقہ مسائل کو صرف فتاوٰی رضویہ (مع تخریج) کی جلد ۱۷ سے بیان کیا گیا ہے۔ عقد کفالت سے متعلق مسائل تفصیل طلب ہیں، کچھ مسائل کو اس مقالے میں پیش نہیں کیا گیا، البتہ امام احمد رضا نے فتاوٰی رضویہ میں عقد کفالت سے متعلق جو تحقیقات پیش کی ہیں ان کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقاصدِ تحقیق

اِس مقالے کا محور و مرکز درج ذیل مقاصد ہیں:

۱۔ اسلام میں عقد کفالت کے لیے جو شرائط اس عقد کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہیں۔ ان کو بیان کیا جائے تاکہ اس عقد کو باطل ہونے سے بچایا جاسکے۔

۲۔ کفالت بالنفس اور کفالت بالمال سے متعلق مسائل کو سادہ اور مختصر انداز میں پیش کرنا۔

۳۔ عقدِ کفالت میں مسائل کی کچھ صورتیں ایسی ہیں کہ ان کو پوری طرح نہ سمجھا جائے تو اس عقد کو اس کی صحیح شرائط کے مطابق قائم نہیں کیا جاسکتا۔ ان صورتوں اور مسائل کو بیان کرکے منظرِ عام پر لانا بھی اس مقالے کا مقصد ہے۔

۴۔ امام احمد رضا نے عقد کفالت سے متعلق اپنی جن تحقیقات کو پیش کیا ہے ان کو سامنے لانا۔

۵۔ عقد کفالت کے لیے وہ شرائط جس سے لوگ ناواقف ہیں اور جن

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کی وجہ سے اس عقد کے باطل ہونے کا خدشہ ہو ان تمام صورتوں کو بیان کرنا۔

٦۔ امام احمد رضا کی تحقیقات کی روشنی میں دورِ حاضر میں اس عقد کو باطل ہونے سے بچایا جائے۔

کفالت کے معنٰی و مفہوم

لغت میں لفظ کفالت اور ضمانت کے ایک ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ضمانت اور کفالت کے ایک ہی معنٰی ہیں کہ کسی دوسرے کی ذِمّے داری کو لینا ہے۔ لفظ ضمان مادہ ضمن سے مشتق ہے کیونکہ یہ ذمہ شخصی وابستگی کو کہتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے: کفل فلان فلانا یعنی فلاں شخص فلاں کا کفیل بن گیا۔ یعنی اس شخص نے اسے اپنے ساتھ وابستہ کرلیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کفلت بالرجل یعنی اس شخص کو میں نے اپنی کفالت میں لیا۔ اس کا استعمال مقروض کے لیے ہو تو عن کے ساتھ متعدی ہوتا ہے یوں بولا جاتا ہے "کفلت عن المدیون" (یعنی میں نے مقروض کی ذمّے داری کو اوڑ لیا) جب قروض خواہ کے لیے ہو تو کہا جاتا ہے "کفلت للدائن" یعنی میں نے قرض خواہ کی ذِمّے داری کو اوڑ لیا۔ [۱] اصطلاح شرع میں ایک شخص کا اپنے ذمّے کو دوسرے کے ذمّے کے ساتھ ملا دینے کو کفالت کہا جاتا ہے۔ یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمّے تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمّے لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس کا ہو، دین یا عین کا۔ [۲]

قرآن و حدیث اور کفالت

کفالت کا جواز اور اس کی مشروعیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ" [۳] (میں اس کا کفیل و ضامن ہوں)۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وکفلها زکریا" [۴] یعنی حضرت زکریا نے حضرت مریم کو اپنے ساتھ ملالیا کہ وہ اس کی پرورش اور تربیت کریں گے۔

احادیث میں بھی کفالت کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت امام محمد بن علی باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمائی کہ انہوں نے کہا نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ اگر بحرین کا مال آجائے تو تم کو اتنا ضرور دوں گا۔ نبی ﷺ کی حیات ظاہری تک بحرین کا مال نہ آیا، جب آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منادی کرنے کا حکم دیا۔ منادی کی گئی کہ نبی ﷺ نے جس کسی سے کوئی وعدہ فرمایا ہو یا حضور ﷺ پر کسی کا دین ہو وہ میرے پاس آئے حضرت جابر نے کہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا، ان کو ایک چلو بھر کے دے دیا، حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے انہیں گنا تو وہ پانچ سو تھے اور فرمایا اس کا دونا لے لو۔ [۵]

حارثہ بن مضرب فرماتے ہیں کہ میں نے صُبح کی نماز عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی جب انہوں نے سلام پھیرا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر بتایا کہ وہ بنی حنیفہ کی مسجد کی طرف گیا ہے تو عبد اللہ بن نواحہ کے موذن کو یہ کہتے سنا کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے۔ حضرت ابن مسعود نے حکم دیا کہ ابن نواحہ اور اس کے ساتھیوں کو میرے پاس لاؤ جب یہ حاضر کر دیے گئے تو حضرت ابن مسعود نے قرظہ بن کعب کو حکم دیا۔ انہوں نے ابن نواحہ کی گردن اڑادی پھر اس کے ساتھیوں کے بارے میں مشورہ کیا حضرت عدی بن حاتم نے مشورہ دیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے مگر حضرت جریر اور اشعت بن قیس نے کہا کہ انہیں حکم دیجیے کہ توبہ کرلیں اور ان کے قبیلے والوں کو ضامن بنایئے یہ ایک سو ستر آدمی تھے، یعنی اس حدیث مبارکہ میں اس بات پر کفالت تھی کہ آئندہ مرتد نہیں ہونگے اور اسلام پر قائم رہیں گے۔ [٦]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حمزہ بن عمرو اسلمی کو سعد بن ہزیم میں صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ حضرت حمزہ کی خدمت میں صدقہ کا مال حاضر کیا گیا کہ صدقہ لے لیں، ایک مرد اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ اپنی باندی کے مال کا صدقہ لو وہ عورت کہہ رہی تھی کہ تو اپنے بیٹے کے مال کا صدقہ دے۔ حضرت حمزہ نے انکا قصّہ پوچھا تو بتایا گیا یہ شخص اس عورت کا شوہر ہے، اس کی کنیز کے ساتھ اس نے زنا کیا؛ جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس عورت نے اس لڑکے کو آزاد کر دیا اور یہ مال اسی لڑکے کا ہے۔ یہ سن کر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے سنگسار کروں گا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش ہو چکا ہے، انہوں نے اس کو سو کوڑے مارے ہیں اور سنگسار کرنا ضروری نہیں جانا۔ یہ سن کر حضرت حمزہ نے اس شخص سے ضامن لیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے اور ان سے دریافت کیا جائے۔ جب حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

فرمایا: سنگسار اس لیے نہیں کیا کہ یہ شخص جانتا نہ تھا اور لاعلمی کی وجہ سے معذور رکھا گیا۔ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مال کے علاوہ اور حقوق میں بھی کفالت درست ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ خود صحابی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ نہ انہوں نے اور نہ کسی صحابی نے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ شخصی ضمانت بھی درست ہے۔[7]

کفالت کے ارکان اور شرائط

کفالت کے ارکان یہ ہیں:

کفیل: ضامن یعنی ضمانت دینے والے کو کہتے ہیں۔

مکفول لہ: جس کا مطالبہ ہے یعنی حق دار یا قرض خواہ کو کہتے ہیں۔

مکفول عنہ: جس پر مطالبہ ہے یعنی وہ جس پر کسی کا حق ہے یا قرض دار

مکفول بہٖ: جس شے کی کفالت کی۔[8]

کفالت کے ارکان ایجاب و قبول ہیں یعنی ایک شخص کفالت کے الفاظ سے ایجاب کرے، دوسرا قبول کرے، تیسرا کفیل کے کہہ دینے سے کفالت نہیں ہوتی جب تک مکفول لہ، اس کو قبول نہ کرے، خواہ وہ کفالت یا ضمانت مالی ہو یا شخصی اگر کفیل نے کفالت کی اور مکفول لہٗ وہاں موجود نہیں ہے جو کہ اس کفالت کو قبول کرتا یا رد کرتا تو یہ کفالت اس کی اجازت پر موقوف ہو گی۔ یعنی جب وہ اِجازت دے گا تب ہی وہ کفالت صحیح ہو گی ورنہ جب تک مکفول لہ نے اجازت نہ دی ہو اس وقت تک کفیل کفالت سے دست بردار ہو سکتا ہے۔ اِسی طرح مکفول عنہ کا کفالت کو قبول کرلینا یا اس کے کہہ دینے سے کسی شخص کا کفالت کرنا درست نہیں۔ یعنی اس نے کسی شخص سے کہنا کہ میری کفالت کرلو۔ یا اس نے خود ہی کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے کفیل ہوتا ہوں اور مکفول عنہ نے کہا میں قبول کرتا ہو اس صورت میں بھی کفالت درست نہیں۔

حنفی فقہا کے نزدیک شرائط کفالت پانچ اقسام پر مبنی ہیں:

پہلی قسم کی شرائط: پہلی قسم کا تعلق ضامن یا کفیل سے ہے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ عاقل وبالغ ہو۔ جنون زدہ اور نابالغ بچے کی ضمانت تسلیم نہیں کی جائیگی۔ لیکن اِس کی ایک صورت ہے کہ نابالغ بچے کی ضمانت تسلیم کی جائے گی، وہ یہ کہ ضمانت مال کی ہو شخصی ضمانت نہ ہو، وہ بچہ یتیم ہو اور اس کا باپ دادا یا کوئی ولی سرپرست قرض لے تاکہ وہ مال خود بچے کی ذاتی ضروریات میں صرف کیا جائے اور ولی کی اجازت سے بچے کو اس قرض کا ضامن بنایا جائے تو اس صورت میں بچہ ولی کا ضامن بن سکتا ہے۔ ضامن بننے کے لیے ایک اور شرط یہ ہے کہ وہ آزاد ہو لیکن اس شرط کا تعلق ضمانت کے نافذ ہونے سے ہے۔ غلام کا ضامن بننا بھی درست ہے، لیکن ضمانت پر عمل درآمد آقا کی اِجازت یا اس غلام کے آزاد ہونے پر موقوف ہو گا۔ ضامن کے لیے اپنی ذاتی ملکیت کے ایک تہائی مال سے زیادہ کی ضمانت لینے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ صحت مند ہو لہٰذا کسی مریض کو یہ حق نہیں کہ ایسے قرضے کی ضمانت لے جو اس کے ذاتی مال کے ایک تہائی حصّہ سے زیادہ ہو۔ اگر کسی شخص پر اتنا قرض ہو کہ اس کا تمام مال اس میں کھپ جائے تو اس کا کسی کی ضمانت لینا درست نہ ہو گا۔ حالتِ مرض میں کسی مریض کے لیے درست نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کی ضمانت لے یا کسی وارث کو اپنا ضامن بنائے اگرچہ قرض کی مقدار اس کے ایک تہائی مملوکہ مال سے کم ہو۔

دوسری قسم کی شرائط: اِس قسم کا تعلق مقروض سے ہے۔ اِس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ ضمانت کی شے کو خود یا اپنے نائب کے ذریعے ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو لہٰذا اگر کسی بھی شخص نے کسی نادار مفلس کی ضمانت لی تو وہ ضمانت درست نہ ہو گی۔ کیونکہ نادار مفلس نہ خود ضمانت کی چیز ادا کر سکتا ہے اور نہ اس کا نائب ورثے سے ادا کر سکتا ہے۔ ضمانت کے لیے قرض دار کے لیے شرط نہیں ہے کہ وہ آزاد بالغ اور عاقل ہو لہٰذا کسی بچے کی طرف سے مالی ضمانت یا اس کی شخصی ضمانت لینا درست ہے خواہ وہ بچہ صاحب شعور ہو یا نہ ہو اور کاروبار کے لیے اجازت یافتہ ہو یا نہ ہو۔[9]

تیسری قسم کی شرائط: ان کا تعلق مکفول لہٗ یعنی قرض خواہ سے ہے۔ اس کے لیے بھی شرط ہے کہ وہ جانا پہچانا ہو۔ یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص ایسے شخص کے حق میں ضمانت لے جس کو وہ جانتا نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ عاقل ہو۔

چوتھی قسم کی شرائط: چوتھی قسم کا تعلق مکفول بہٖ، یعنی اس شے سے ہے جس کی بابت ضمانت لی جاتی ہے خواہ وہ چیز قرض ہو یا کوئی شے یا کوئی شخص۔ اگر قرض ہے تو اس کے بارے میں دو باتیں ہیں:

(ا) وہ قرض صحیح ہو کہ جب تک وہ ادا نہ کیا جائے حقیقتاً یا شرعاً قرض

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

خواہ اس سے بری الذمہ نہ ہو جائے وہ ختم نہیں ہوتا۔ یہی قرض وہ ہے جس کی ضمانت لی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور قسم کے قرض کی ضمانت نہیں لی جاسکتی۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرض خواہ سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جائے جو اس قرضے کے ساقط ہونے کا موجب ہو۔ اس حکم سے وہ قرض مستثنیٰ ہے جو مشترک ہو اگرچہ وہ قرض صحیح ہے لیکن شرکا میں سے کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ صرف اپنے قرض کی ضمانت دے اور اپنے شریک کے قرض کی ضمانت نہ دے۔ اسی طرح وہ نفقہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ جو حاکم شرع نے کسی کی بیوی کا مقرر کیا ہو باہمی رضامندی سے قرار پا گیا ہو کیونکہ اگرچہ یہ قرض صحیح نہیں کہ موت یا طلاق کے بعد ساقط ہو جاتا ہے۔ اس قرض کی ضمانت ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ نفقہ حاکمِ شرع کے حکم سے قرض لے کر نہ دیا گیا ہو ایسا ہو تو وہ قرض صحیح ہے جو ساقط ہونے والا نہیں۔

(۲) دوسری شرط صحتِ کفالت کی یہ ہے کہ وہ قرض بر قرار یعنی قائم ہو اور ساقط نہ ہوا ہو۔ چنانچہ ایک شخص کا قرض اگر کسی محتاج وفات یافتہ پر ہو تو اس کی ضمانت لینا درست نہیں ہے کیونکہ حالتِ افلاس میں جو مر جائے اس کے ذمّے کا قرض ساقط ہو جاتا ہے۔ ضمانت کے صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ قرض کی مقدار معلوم ہو بلکہ مجہول (نامعلوم قرض) کی ضمانت بھی درست ہے، وہ مال جو قرض لیا گیا ہو اور وہ قیمت جو فروخت شدہ شے کی واجب الادا ہو یعنی اس کے لیے شرط یہ ہے کہ معاملہ صحیح ہو۔

کفالت بالنفس میں یہ شرط ہے کہ اس شخص کا حاضر کرنا ضامن کے بس میں ہو۔ لہٰذا لاپتا انجان شخص کی شخصی ضمانت درست نہیں، اسی طرح حد یا قصاص کے بارے میں ضمانت درست نہیں کیونکہ حد یا قصاص کو دوسرے کے حوالے کرنا درست نہیں۔ ضمانت کے لیے الفاظ درست استعمال کیے گئے ہوں۔ کوئی ایسی شرط نہ لگادی گئی ہو جو ضمانت سے موافقت نہ رکھتی ہو۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ آپ کا جو قرض فلاں شخص کے ذمے ہے میں آپ کے اس قرض کی ضمانت لیتا ہوں جو فلاں شخص پر ہے بشرطیکہ آندھی یا بارش آجائے اس قسم کی قید سے ضمانت نہیں ہوتی حقیقت یہ ہے کہ ضمانت کے الفاظ کا انحصار عرفِ عام پر ہے۔ [۱۰] اگر خاص مدت تک کے لیے ضامن رہنے کے لیے شرط لگائی، مثلاً یہ کیا کہ آج سے ایک ماہ کی مدت تک کے لیے فلاں شخص ضامن ہوں یا اس کے ذمّے جو قرض ہے اس کا ضامن ہوں، تو ایک ماہ کے لیے ضامن جانا جائے گا۔ [۱۱]

کفالت کی اقسام

علمائے کرام نے کفالت کی دو اقسام بیان کیں ہیں: کفالت بالنفس اور کفالت بالمال۔ کفالت بالمال تو سنّت سے ثابت ہے اور فقہائے کرام کا اس پر اجماع ہے کفالت بالنفس پر بھی تمام فقہا متفق ہیں۔ ذیل میں ان دونوں اقسام کو تفصیل سے بیان کیا جارہا ہے۔

کفالت بالنفس

کفالت بالنفس کا تعلق کفیل کی طرف سے کسی شخص کی ضمانت سے ہوتا ہے۔ کفالت بالنفس کے لئے ضروری ہے کہ کفالت کے لئے ایسا لفظ استعمال کرے جو بدن سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ فلاں شخص کو تمہارے پاس لاؤں گا یا یہ کہ میں اس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو پورے بدن کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اگر کفیل کسی خاص عضو جیسے ہاتھ پاؤں کا ضامن بنتا ہے تو یہ کفالت درست نہ ہوگی۔

کفالت بالنفس میں اگر وہ شخص جس کی کفالت کی تھی کہیں غائب ہو جائے یا چلا جائے تو اس صورت میں کفیل کو مہلت دی جائے گی کہ وہ مقررہ مدت کے اندر اس شخص کو حاضر کرے۔ اگر مدت پوری ہونے تک کفیل اس کو حاضر نہ کر سکا تو اس صورت میں قاضی کفیل کو قید و بند کی سزا دے گا۔ کفیل مکفول عنہ تک نہ پہنچ سکے یا اس کو پتا ہی نہ ہو کہ وہ کس جگہ گیا ہے اس صورت میں کفیل کو بری کر دیا جاتا ہے بشرطیکہ طالب (مقروض) کو بھی اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ کہیں لاپتہ ہو گیا ہے۔ طالب کو پتا ہو کہ وہ مکفول عنہ کہاں ہے۔ تو اس صورت میں کفیل کو مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ مکفول عنہ کو اس جگہ سے لائے۔ اگر کفیل کے بھاگ جانے کا بھی خدشہ ہو، تو طالب کو کفیل سے بھی ضامن طلب کرنے کا اختیار ہوگا۔ اس صورت میں کفیل کو ضامن دینا ہوگا۔

کفالت بالنفس میں مکفول بہ یا کفیل کی وفات سے کفالت باطل ہو جائے گی اس کے ورثہ سے مطالبہ نہیں ہو سکے گا طالب کے مرنے سے کفالت باطل نہیں ہوتی۔ اس کے ورثہ کفیل سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کفالت بالنفس میں کفیل کو بری کرنے کے لیے کوئی شرط رکھی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

جائے کہ تم اتنے پیسے دے دو تو تم بری ہو جاؤ گے۔ اس صورت میں کفیل بری تو ہو جائے گا مگر یہ شرط باطل ہو گی۔ اگر کفیل نے کفالت بالنفس کے ساتھ ساتھ کفالت بالمال بھی کی تھی۔ طالب نے یہ کہا کہ میرا مال دے دو تو کفیل کفالت بالنفس سے بری ہو جائے گا۔ کفیل بالنفس سے یہ شرط کرلی کہ مال دے دو اور اصل (مقروض) سے وصول کرو تو اس صورت میں بھی کفیل بری نہیں ہو گا بلکہ یہ شرط باطل ہو گی۔ [۱۲]

کفالت بالمال

کفالت بالمال میں مال کی ضمانت لی جاتی ہے۔ یعنی کوئی شخص یہ کہے کہ میں قرض کی واپسی کا ذمّے دار ہوں یا پوری طرح ذمّے داری لیتا ہوں۔ یہ ضمانت مقروض کی اجازت کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے بغیر بھی کسی کا قرضہ اپنے ذمے لے تو اب اس ضامن کو یہ اختیار حاصل نہیں ہو گا کہ وہ اپنے ادا کردہ روپے کا مطالبہ مقروض سے کرے۔ کیونکہ اس کا ایسا کرنا محض احسان کے طور پر تھا۔

ضامن قرض کی ادائیگی کر دے تو اصل مقروض قرض سے بری ہو جائے گا اور قرض خواہ کو اصل مقروض سے مطالبے کا حق نہیں رہے گا، بلکہ یہ حق اس ضامن کو حاصل ہو گا جس نے قرض ادا کیا ہے قرض ادا ہو جانے کے بعد ضامن تو بری ہو جاتا ہے، لیکن اصلی مقروض قرض سے بری نہیں ہو گا۔ قرض خواہ ضامن کو ادائے قرض کی مہلت دے، تو اس سے اصل مقروض کو ملے یہ ضروری نہیں، چنانچہ مدت قرضہ پوری ہونے کے بعد اگر قرض خواہ نے ضامن کو ایک ماہ کی مزید مہلت دی تو اب اس عرصے میں اس ضامن سے مطالبہ نہیں ہو گا بلکہ اصلی مقروض سے ایسے مطالبے کا حق برقرار رہے گا۔ ضامن نے ایک ہزار روپے ادائیگی کی ضمانت لے رکھی تھی۔ قرض خواہ نے مقروض سے پانچ سو پر فیصلہ کرلیا تو اب ضامن سے صرف پانچ سو کا مطالبہ ہی کیا جاسکتا ہے، ہزار کا نہیں ہو گا۔

کسی ضامن کو یہ حق نہیں ہوتا کہ جس شے کی ضمانت لی ہے اسے ادا کرنے سے قبل قرض دار سے مطالبہ کرے کیوں کہ جب تک ضامن نے قرض ادا نہ کیا ہو اس قرض پر ضامن کو اختیار نہیں مثلاً جب ضامن ادائیگی قرض کے واجب ہونے سے پہلے ہی مقروض کا قرضہ ادا کر دے۔ جیسے ایک شخص نے کوئی مکان کرئے پر دیا اور یہ شرط کی کہ مہینہ کے خاتمہ پر کرایہ ادا کر دیا جائے گا اور کسی نے اس کی ضمانت لے لی، ضمان نے مہینہ گزرنے سے قبل ہی کرایہ ادا کر دیا، تو اس صورت میں ضامن کرایہ دار سے اس کا فوری مطالبہ نہیں کر سکتا؛ کیونکہ کرایہ یا اُجرت کسی پر محض معاملہ کرنے سے ہی واجب نہیں ہو جاتی۔

اگر کسی قرضہ دار نے اپنا قرضہ ادا کر دیا لیکن ضامن کو اس بات کا علم نہ تھا اور اس نے بھی قرض خواہ کو دوسری بار ادائیگی کر دی، تو اب اسے اپنے ادا کردہ مال کا مطالبہ اصلی قرض دار سے کرنے کا حق نہ ہو گا، بلکہ وہ اس سے وصول کرے جس نے دوبارہ اپنا حق وصول کر لیا ہے۔ اور اگر ضامن کے حق میں معاد ادائے گی میں توسیع کر دی تو اس سے مقروض پر بھی یہ مہلت لازم نہیں، دوسری حالت میں سرے سے ہی ضمانت نہ ہوئی تھی لہٰذا قرض خواہ کو اس بارے میں ضامن کو مہلت دینے کا حق ہی نہ تھا، البتہ ادائیگیِ قرض میں مہلت دے سکتا تھا، اگر ادائیگیِ قرض کے لیے مہلت دی تو یہ مہلت مقروض اور ضامن دونوں کے لیے ہو گی۔ اس کے باوجود کہ اگر قرض خواہ نے یہ شرط لگا دی کہ میں ضامن کو مہلت دیتا ہوں اصل مقروض کو نہیں دیتا تو اس شرط کی پابندی کی جائے گی اور قرض خواہ کو یہ حق ہو گا کہ اصل مقروض سے جب چاہے ادائیگیِ قرض کا مطالبہ کرے۔

مقروض یا ضامن کی وفات پر معیادی قرضہ واجب الادا ہو جاتا ہے۔ اگر ضامن مر جائے اور قرض خواہ اپنا حق اس کے وارثوں سے وصول کرے تو اب ضامن کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے ادا کیے قرضوں کا مطالبہ اصل قرض خواہ سے کرے۔ البتہ قرض کی مدت گزر جانے کے بعد وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اگر مقروض اور ضامن دونوں ہی وفات پا جائیں تو قرض خواہ کو حق ہو گا کہ دونوں میں سے جس کے ترکے سے چاہے اپنا مطالبہ وصول کر سکتا ہے۔ اس طرح اگر ضامن خود قرض خواہ کو یہ کہے جیسے ایک ہزار دینا ہے اس کو اس بات پر راضی کر لے کہ وہ پانچ سو لے کر باقی قرضہ چھوڑ دے تو یہ مصالحت ان مقروض اور ضامن دونوں کے حق میں ہو گی۔ اگر قرض دار نے قرضِ واجب ضامن کو دیا اور پھر خود ہی قرض خواہ کو ادا کر دیا، تو اس نے جو کچھ ضامن کو دیا ہے اسے بہر حال واپس لے سکتا ہے۔ [۱۳]

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

امام احمد رضا کی کفالت سے متعلق تحقیقات

امام احمد رضا نے عقد کفالت سے متعلّق اپنی تحقیقات پیش کیں، جس میں کفالت بالنفس اور کفالت بالمال سے متعلقہ مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس کے متعلق تفصیل سے بحث کی جارہی ہے۔

عقدِ کفالت کے لیے کچھ الفاظ مخصوص ہیں جو اس عقد کے قائم ہونے کے لیے ضروری ہیں ورنہ یہ عقد درست نہیں ہوگا۔ جیسے یہ کہہ دینے سے کہ تمہارا فلاں پر جو کچھ قرض ہے وہ میں اس سے لے کر دوں گا اس طرح کہہ دینے سے وہ کفیل نہیں بنے گا بلکہ وہ اس بات کی وضاحت کرے اور وہ الفاظ استعمال کرے جو اس عقد کے لیے لازمی ہیں۔ جیسے کہ زید یہ کہے کہ بکر کا جتنا قرض عمرو پر ہے میں ادا کروں گا عمرو نے اسے قبول بھی کرلیا۔ بکر نے کہا کہ عمرو میرے مطالبے سے بری ہوا۔ اب یہ قرض زید کے ذمے ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ زید نے جو قرض بکر کو ادا کرنے کا کہا تھا یہ محض وعدے کے طور پر کہا تھا اگر لفظ یہ تھے کہ "میں ادا کروں گا" تو اس طرح کہہ دینے سے زید کفیل نہیں ہوگا۔ یہ وعدہ تھا اور وعدہ بغیر تعلیق کے لازم نہیں ہوتا۔ یعنی اگر تعلیق کے طور پر کہے کہ تیرا جو دین فلاں فلاں پر ہے اگر اس نے ادا نہیں کیا تو میں ادا کروں گا، اس صورت میں وہ کفیل ہوگا۔ امام احمد رضا اپنی اس بات کی تائید میں "فتاوٰی عالمگیری" کی عبارت بھی پیش کی ہے۔[۱۴]

لیکن اگر زید یہ کہے کہ اگر عمرو نہ دے تو میں ادا کروں گا تو بکر اتنا روپیہ زید سے مطالبہ کرسکتا ہے اور بکر کا عمرو کو مطالبے سے بری کردینا بھی زید کو بری نہیں کرے گا، زید کو اتنی رقم دینی پڑے گی۔ اگر بکر عمرو کو قرضے سے بری کردے، تو زید پر بھی مطالبہ نہ رہے گا۔ اس وقت جب زید نے یہ کہا کہ بکر کا جو بھی قرض عمرو پر تھا "میں ادا کروں گا" اس وقت اگر عمرو نے بھی اس مطالبے پر یا اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا تو اس صورت میں زید عمرو سے اتنا روپیہ یا اتنا قرض لے کر بکر کو ادا کرسکتا ہے، لیکن اگر اس پر عمرو نے رضامندی کا اظہار نہیں کیا تو اس صورت میں زید کو عمرو سے مطالبے کا حق نہیں ہوگا۔[۱۵] امام احمد رضا "در مختار" کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ اگر مدیون (قرض دار) کے امر سے کفیل بنا تو اس پر رجوع کرسکتا ہے اور اگر اس کے امر کے بغیر کفیل بنا تو رجوع کرنے کا حق نہیں۔ جب مجلس کے اندر مدیون (قرض دار) نے اجازت دے دی تو رجوع کرسکتا ہے۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں کفالت بالنفس ہو یا کفالت بالمال دونوں میں ایجاب و قبول ضروری ہے۔ ایجاب و قبول کفالت کے رکن ہیں۔ عقد کفالت میں مکفول لہ ایجاب و قبول کے وقت حاضر نہ ہو تو یہ عقد باطل ہوگا، اس کے بعد بھی اگر مکفول لہ کو خبر ملے اور وہ اس عقد کو قبول کرلے اس صورت میں بھی یہ عقد کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہیں۔ اکیلے کفیل کے کہہ دینے سے یہ عقد قائم نہیں ہوگا جب تک مکفول لہ اس مجلسِ عقد میں حاضر ہو کر قبول نہ کرے۔ اگر کوئی شخص مکفول لہ کی طرف سے قبول کرے تو اس صورت میں اگر مکفول لہ نے ایسا عقد کرنے کی اجازت دی تب وہ عقد درست ہوگا ورنہ نہیں۔[۱۶]

کفالت بالنفس

کفالت بالنفس کے ساتھ جب کفالت بالمال بھی ہو یعنی کورٹ کچہری سے ایک شخص کے حاضر ہونے کی ضمانت کسی مقررہ تاریخ مثلاً ۱۸ تک کرلی گئی، اس عرصے میں کفیل یا ضامن سے کورٹ مکفول عنہ کو طلب نہیں کرتی، نہ ہی مدعی نے کسی قسم کی اطلاع کورٹ میں دی، کچھ عرصے بعد ضامن سے مدعی روپے کا تقاضا کرے اس صورت میں کفیل یا ضامن پر وہ روپے دینا واجب ہوگا یا مقررہ تاریخ ۱۸ر گزرنے کے بعد وہ روپے ساقط ہوگئے۔

اس مسئلے کے جواب میں امام احمد رضا بطور تمہید فرماتے ہیں کہ کفالت دو طرح کی ہوتی ہے: ایک کفالت بالنفس، دوسری کفالت بالمال، کفالت بالنفس یعنی حاضر ضامنی جو کہ اس مقررہ تاریخ تک ہی موقت ہے جو کہ مقررہ تاریخ کے بعد ختم ہوجائے گی عرف کے مطابق یہ ۱۸ر تاریخ کے بعد ختم ہوگئی۔ دوسری کفالت بالمال ہے کہ اگر یہ بھاگ جائے تو مدعیہ کے مطالبے کا میں ذمّے دار ہوں یعنی مدعیہ کے مال کا میں ذمے دار ہوں، یعنی مطالبہ میں دونگا۔ مطالبے سے مراد زر ہے تو اس صورت میں کفیل پر مال دینا لازم ہوگیا، اگرچہ ۱۸ر تاریخ تک کفالت بالنفس تھی وہ زائل ہوگئی اور کفالت بالمال کفالت بالنفس کی تابع تھی، مگر بوجہ شرط مال دینا لازم ہوگیا، بشرطیکہ مطالبے کی ضمانت کو مدعیہ یا مدعی کا وکیل قبول کرے۔ اگر قبول نہ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کرے تو ضامن پر ۱۸/ تاریخ کے بعد نہ مال کی ضمانت باقی اور نہ نفس کی ضمانت رہے گی۔ اگر کوئی شخص کسی کی ضمانت لے کہ میں ۱۸/ فروری تک اس بندے کا حاضر ضامن ہوں کہ ۱۸/ تاریخ تک مدعاعلیہ شہر سے نہیں بھاگیں گے اگر یہ بھاگ گئے تو مدعیہ کے مطالبے کا میں ذمّے دار ہوں۔

امام احمد رضا اس مسئلے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ضامن کا یہ کہہ دینا کہ اگر زید یا فلاں بندہ بھاگ جائے تو میں مطالبے کا ذمّے دار ہوں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مدعیہ کے لیے ان سے طلب اور تقاضے کا ذمّے دار ہو، نہ کہ ان الفاظ سے یہ مراد لیا جائے کہ اگر مدعلیہ بھاگ جائے تو ان کے ذمّے جو روپیہ ہے یا جو مال ہے بھاگ جانے کی صورت میں وہ مال ضامن سے طلب کیا جائے اس صورت کا کفالت بالمال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف اور صرف مدعاعلیہ سے مال کے تقاضے کا وعدہ ہے، یہاں مطالبے یا تقاضے سے ہر گز یہ مراد نہیں لیا جائے گا کہ مدعاعلیہ کے بھاگ جانے سے ضامن یا کفیل سے اُس روپے یا زر کا مطالبہ کیا جائے بلکہ ضامن زید سے تقاضا کرے گا اور اس سے مال لے کر طالب کو ادا کرے گا۔ امام احمد رضا نے اس بات کی تائید میں "فتاوٰی عالمگیری" کی ایک عبارت پیش کی ہے۔

اگر کفالت بالمال بھی ہو تو اس صورت میں بھی یہ ضمانت ۱۸/ تاریخ تک بھاگنے تک تھی جبکہ اس مدت کے اندر یہی مدعاعلیہ (مقروض) فرار ہو جانے کا کس طرح ثابت نہیں تو ضامن پر مال کی ضمانت بھی لازم ہو گی۔[17]

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ عقد کفالت میں ابتدائے مدت کا ذکر نہ ہو یعنی یہ کہا جائے کہ فلاں تاریخ سے فلاں تک میں ضامن ہوں یا یہ کہا جائے کہا ایک ماہ تک کسی کا کفیل ہوں یعنی مدت کا بیان نہ ہو ابتدائے مدت کا بیان نہ ذکر کیا گیا ہو۔ بلکہ آخری مدت کا تذکرہ ہو یعنی ۱۸/ تک ضامن ہوں تو اس صورت میں کفالت اس وقت کے بعد متحقق ہو کر تا حصول بر أت ہمیشہ رہے گی۔ یعنی کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کے نفس کا تین دن تک ضامن بن جائے وہ تین دن گزرنے کے بعد کفیل بنے گا فوری کفیل نہ بنے گا۔ تین دن گزرنے کے بعد وہ مکفول لہ کے حوالے نہ کر سکا جس کا ضامن بنا تھا، تو اس صورت میں وہ ہمیشہ کے لیے کفیل بن جائے گا۔[18] امام احمد رضا اس بات کی تائید میں فتاوٰی سراجیہ کی عبارت نقل کرتے ہیں: "اگر ایک ماہ تک کسی کا کفیلِ نفس بنا تو ماہ گزرنے کے بعد وہ کفیل بنے گا۔"

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اگر کفالت بالنفس کی کہ فلاں فلاں کو میں حاضر کرنے کا ذمّے دار ہوں، یعنی ضمانت حاضر کرنے کی تھی یہ حکم لکھا بھی گیا کہ ناظر مدعلیہ کو سپردِ حاضر ضامن کریں گے، اس صورت میں اصل میں صرف کفالت بالنفس یہی واقع ہو کفالت بالمال کا تذکرہ محض یہی آیا اگر ضامن یہ کہے کہ میں اس کو کل تک نہ لے کر آیا تو اس کے ذمے جو مال ہے میں اس کا ضامن ہوں تو اس صورت میں وہ دونوں کفالتیں اس پر لازم ہیں اس طرح کہہ دینے سے کہ اس کے ذمے جو مال ہے میں اس کا ضامن ہوں اور ضامن نے باوجود قدرت کے مطلوب کو حاضر نہ کیا اس صورت میں کفیل اس مال کا ضامن ہو گیا کیونکہ اس نے کفالت بالمال کو ایسی شرط کے ساتھ جوڑا جو لوگوں میں معروف و مشہور ہے۔ لیکن اگر ضامن نے مال کی کوئی ذمّے داری نہیں لی، صرف کفالت بالنفس کی کفالت بالمال کا تذکرہ نہ کیا تو اصل میں وہ کفالت بالنفس ہی تھی، کفالت بالمال کا محض سرسری ذکر آیا تو اس صورت میں کفالت بالمال کفالتِ نفس کے تابع تھی۔ اس صورت میں کفیل کفالت بالنفس سے بری ہوا تو کفالت بالمال یعنی تابعہ کفالت، کفالتِ بالمال سے بھی بری ہو جاتا ہے۔[19] امام احمد رضا اس بات کی تائید میں "درمختار" کی ایک عبارت بھی نقل کی ہے۔

کفالت بانفس میں ایک مقررہ مدت تک کسی کا کفیل بناجاتا ہے۔ کفالت بالنفس میں یہ کہا کہ مقروض اس مدت تک شہر سے بھاگ جائے تو مدعیہ کے مطالبے کا میں ذمے دار ہوں جب کفالت بالنفس کی مدت گزر جائے۔ کفالت بالنفس ختم ہو جائے تو اس صورت میں کفالت بالمال جو ذکر کی تھی اماحمد رضا کے نزدیک وہ ختم ہو جائے گی یعنی کفالت بالنفس کے ختم ہوتے ہی کفالت بالمال بھی نہ رہی کیوں کہ کفالت بالنفس کے تابع کفالت بالمال تھی۔ طالب نے کفیل کو کفالت بالنفس سے بری کر دیا تو کفیل پر مال دینا بھی لازم نہ رہا، کیونکہ اس کی شرط یعنی کفالت بالنفس کی بقا ختم ہو گئی۔[20]

کفالت بالمال

امام احمد رضا سے سوال ہوا کہ کیا کفالت بالمال جائز ہے؟ مثلاً کوئی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

شخص کسی کے مطالبہ میں اپنا مکان مکفول کرے تو اس طرح کی کفالت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ امام احمد رضا اس مسئلے پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے وضاحت فرماتے ہیں کہ کفالت بالمال شرعاً جائز ہے لیکن کوئی شخص کسی کے مطالبے میں اپنا کوئی مکان، دکان یا کوئی جائیداد کو بطورِ ضمانت دے جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جائیداد پر تو مالک کا قبضہ باقی رہتا ہے، مگر وہ اپنی اسی جائیداد کو ہبہ کر سکتا ہے، نہ فروخت کر سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا کرے تو دائن یعنی قرض دینے والے کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس سے واپس لے حالانکہ شرع مطہرہ میں اس بات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اور کسی بھی طرح شرعاً دائن کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ وہ اس جائیداد سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس جائیداد کے مالک کو نہ تو مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے جائیداد کو فروخت یا ہبہ کرنے سے روکا جا سکتا ہے۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ سوال میں درج صورت میں اختیار کردہ طریقے غیر شرعی ہیں اور سراسر جہالت پر مبنی ہیں، شرعاً اس عقد سے متعلق دو باتیں ہیں (۱) کفالت، (۲) رہن۔

جبکہ اس سارے معاملے میں یہ دونوں عقد ہی نظر نہیں آتے، رہن یعنی گروی رکھوانے کی صورت میں (گروی) رہن لینے والے پر اس شے پر اُس کا قبضہ ہونا ضروری ہوتا ہے، مگر یہاں رہن تو مالک کے قبضے میں ہی نہیں یہ رہن ہی نہیں اور نہ ہی لوگ اسے رہن سمجھتے ہیں اور نہ ہی رہن کہتے ہیں جس کی وجہ سے یہ عقد باطل ہے۔[۲۱] دوسری صورت کہ کفالت کے طور پر یہ کیا جائے کہ "تیرا جو دین فلاں پر آتا ہے اس کا میں ضامن ہوں" اور "یہ کہ میں اپنی یہ جائیداد اس میں مستغرق (دے دیتا) کرتا ہوں" اس طرح یہ جائیداد تو آزاد ہی رہے گی اس کو فروخت یا ہبہ کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس شرط پر بھی کفالت کر لی جائے کہ اپنی اس مکان کی قیمت سے زر کفالت اور کروں گا تو پھر بھی کفیل پر لازم نہیں ہو گا کہ وہ اپنی اس جائیداد کو فروخت کر کے زرِ کفالت ادا کرے اور نہ ہی اسے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں کفیل پر ضمان ہی سِرے سے واجب نہ ہو گا اور نہ ہی اس جائیداد پر کوئی مطالبہ قائم ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس نے اپنی ذات کو ذمّے دار بنانے کا کوئی لفظ اپنے منہ سے ادا نہ کیا ہو۔ اس صورت میں اس کی ذات اور جائیداد دونوں آزاد ہیں اور ان پر کوئی ضمان واجب نہ ہو گا نہ اس کی ذات اور نہ اس کی جائیداد پر۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یعنی زید کسی زمین کا ٹھیکہ لے اور عمرو بلا استدعا خواہش زید کے اپنا مکان کفالت میں دے تو اس صورت میں زید سے عمرو رقم لینے کا حق رکھتا ہے کہ نہیں، یعنی اس رقم کی ضمانت بقرع اور احسان سمجھی جائے گی۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں یہ صورت بھی کفالت کی نہیں۔ جیسا کہ زید نے عمرو سے نہ تو کفالت کو کہا اور نہ عمرو نے قرض دار کے قبول کرنے سے قبل خود ہی اس کی رضامندی دے دی۔ اگرچہ بعد میں مکفول عنہ نے رضامندی دی بھی ہو، لیکن مکفول لہ پہلے ہی اپنی طرف سے رضامندی دے چکا تو ان سب صورتوں میں کفیل کو مقروض سے یعنی عمرو کو زید سے ادا کردہ رقم لینے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ یہاں تو شرعاً کفالت ہی نہیں ہوئی کیونکہ عقدِ کفالت کے لیے کچھ الفاظ مخصوص ہیں۔[۲۲]

امام احمد رضا سے سوال ہوا کہ ایسی جائیداد جو کہ ضمانت میں مکفول ہو جائیداد کا مالک اس مکفول جائیداد کو ہبہ کر دے اور موہوب لہ کا قبضہ بھی ہو جائے لیکن ہبہ کرتے وقت ہبہ نامے میں یہ لکھ بھی دیا جائے کہ یہ جائیداد موہوب لہٗ پر جو مطالبہ بر آمد ہو وہ اس کے ذمے ہی رہے گا حکومت نے اسی شرط پر کہ جائیداد بدستور مکفول ہی رہے اس ہبہ نامے کو منظور کر لیا اس صورت میں یہ ہبہ جائز رہا یا نہیں اور وہ جائیداد یا موہوب لہ اس مطالبے کے ذمّے دار ہوئے یا نہیں۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں اس صورت میں ہبہ جائز ہو گیا اور نافذ بھی ہو گیا اور یہ کفالت اس ہبہ کے لیے مانع نہیں ہو سکتی، ہبہ نامے میں جو یہ شرط ہے کہ جائیداد موہوب لہٗ پر جو مطالبے پر بر آمد ہو۔ موہوب لہ کے ذمے ہے یہ شرط فاسد ہے، ایسی فاسد شرطوں سے ہبہ فاسد نہیں ہوتا بلکہ وہ شرط باطل رہتی ہے۔[۲۳]

امام احمد رضا سے سوال ہوا کہ جائیداد عمرو نے اپنی جائیداد سے ضمانت مستاجری کر کے باضابطہ تصدیق کرادی زید نے پہلے سال بد قسمتی سے روپیہ ادا نہ کیا اور جائیداد مکفولہ کے نیلام کی درخواست دی، عمرو نے مجبور ہو کر زرِ ضمانت سرکار کو ادا کر کے جائیداد نیلام ہونے سے بچالی اور عمرو کے نام عدالت دیوانی میں زرِ ضمانت ادا کر کے ضمانت نامہ مصدقہ و داخلہ سرکاری نالش رجوع کر دی۔ اب زید کو یہ عذر کہ کفالت بالمال ناجائز ہے یہ کہ حکم دفعہ فلاں آئینِ قانون مجریہ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

اور عمل درآمد ریاست یہ ہے کہ صیغہ مال میں جو شخص مطالبۂ سرکاری کی ضمانت کر کے روپیہ سرکار میں داخل کرادے، اس کو اصل متاجر پر دعویٰ رجوع کر کے زرِ مدخلہ اپنا وصول کرانے کا اختیار ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے ایسے حکم قانون مجریہ اور عمل درآمد ریاست کے مقابلہ میں وہ ضمانت شرعاً جائز ہو سکتا ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ زید کا مطالبہ عذر باطل ہے اور کفالت اگر مطلوب کے حکم سے ہو تو بلاشبہ کفیل کو اصل مقروض سے وصول کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے یہی حکم اس صورت میں کہ اس کو متاجر پر دعویٰ کر کے زر مدخلہ وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے۔[۲۴]

اگر کوئی شخص محض احسان یا وعدے کے طور پر کسی کو کچھ دینے کا کہے کہ میں یہ وعدہ کرتا ہو کہ یہ میں ادا کروں گا اور اس شخص پر شرعاً وہ ادا کرنا واجب نہ ہو، مثلاً یہ کہ کسی کا نفقہ اپنے ذمے لے لینا اور یہ کہہ دینا کہ میں خورد و نوش کا ذمہ بھی لیتا ہو، وغیرہ وغیرہ؛ اس پر کوئی شخص ضمانت دے اور وعدہ کرنے والے بھی ضمانت کو منظور کر لے تو امام احمد رضا کے نزدیک ایسی ضمانت باطل ہوتی ہے کیونکہ یہ نفقہ یا خورد و نوش کو ادا کرنا محض وعدے یا احسان کے طور پر تھا جبکہ وہ سب کچھ اس شخص پر واجب نہ تھا، اس پر کسی کی ضمانت لینا باطل جبکہ اصل ہی پر مطالبہ نہیں ہو گا تو ضامن پر بھی کوئی مطالبہ نہ ہو گا۔ وعدے یا احسان کے لیے کسی پر جبر نہیں کیا جا سکتا وہ وعدہ پورا کرے، یہ اس کا اپنا فعل ہے۔[۲۵]

چند اشخاص نے مدیون کی ضمانت دی، عدالت کے ذریعے ضامنوں نے ضمانت نامہ بایں شرائط لکھا کہ جس تاریخ کو عدالت مدیون کو طلب کرے گی اس کو حاضر کریں گے۔ اگر حاضر کریں گے تو زرِ ڈگری مدیون (قرض دار) کو ادا کریں گے۔ بعد ازاں وہ ضامن اپنی اپنی ضرورتوں کے تحت یعنی اپنے شہروں سے باہر دور دراز چلے گئے ان کی عدم موجودگی میں عدالت سے ایک حکم جاری ہوا کہ تاریخ اطلاع یابی حکم ہذا سے ایک ہفتہ کے اندر مدیون کو عدالت میں حاضر کریں معیاد ہفتہ گزر جانے کے بعد ڈگری دار نے عدالت سے درخواست کی کہ ضامنوں نے مدیون کو مقررہ معیاد کے اندر عدالت میں حاضر نہیں کیا ہے۔ لہٰذا ضمانت نامہ ڈگری کا اور بذریعہ نیلام ضامنوں کی جائیداد سے زرِ وصول کیا جائے۔ ضامنان کے حضور نہ حاضر کرنے مدیون کی تائید میں چند اشخاص نے عدالت میں بیان دیا کہ ہم نے ضامنوں کو اسی شہر میں دیکھا ہے اس شہادت کے پیش نظر عدالت نے اس بات کا نوٹس لیا اور مال کا مطالبہ ضامنوں سے کیا دوسرے روز ضامنوں نے مدیون کو حاضر کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ جب عدالت نے حکم نامہ درج کیا اور ہم اپنے شہروں سے باہر دور دراز گئے تھے، ہم کو عدالت کی طرف سے حکم کی اطلاع نہ ہوئی جب علم ہوا دوسرے روز ہی ہم نے مدیون کو حاضر کر دیا، اس صورت میں جب کہ عدالت کی طرف سے یا ضمانت نامے میں بھی کوئی تاریخ مدیون کی حاضری کی مقرر نہ ہوئی تو ان سب حالتوں میں ضامنوں سے مال کا مطالبہ کیا جائے گا۔

امام احمد رضا اس مسئلے کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جو گواہیاں پیش کی گئیں ان میں سے اگر ایک شہادت بھی دعوے کے موافق ہو تو قبول کر لی جائے گی مگر ایسا نہیں ہے جتنی گواہیاں ہیں سب مدعا کے علاقے سے نہیں۔ ضامنوں نے جب نوٹس دیکھا اور وقت اطلاع سے سات دن کے اندر مدیون کو حاضر نہ کیا تاکہ حسبِ شرائط مطالبۂ مال ان پر عائد ہو یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ آدمی شہر سے جاتے وقت شہر میں کہیں ہوتا جائے جب یہ یقیناً ممکن ہے اور شہادتوں میں ان کے خلاف کوئی حرف نہیں اور ان کی واپسی واطلاع مضمون جو مدعا نے کہا شہادت سے ثابت نہیں، پھر کس بنا پر مال کا مطالبہ کر سکتا ہے حکم شرعی یہی ہے۔ ضمانت دینے والے صورت مذکورہ میں ضمانتِ نفس و ضمانتِ مال دونوں سے مطلقاً بری ہیں۔[۲۶]

خلاصۂ تحقیق

دین اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں واضح رہنمائی فراہم کرتا ہے جن میں اُدھار معاملات بھی شامل ہیں۔ قرآن کریم اور احادیثِ رسول ﷺ سے عقدِ کفالت کے جائز ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور ان سے راہنمائی لے کر علما نے اپنے اپنے دور میں پیش آنے والے مسائل کا حل تلاش کیا۔ امام احمد رضا نے عقدِ کفالت سے متعلق اپنی تحقیقات کو پیش کیا جو کہ اس عقد سے متعلق شرعی احکام کی تشریح پر مبنی ہیں۔ عقدِ کفالت میں انہی کی جائیداد کو مکفول کرنا درست نہیں، مکفول کی ہوئی جائیداد پر کوئی مطالبہ نہیں ہوتا وہ آزاد ہی رہتی ہے۔ مکفول کی ہوئی جائیداد کو ہبہ کرنا درست ہے۔ عقد

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کفالت میں اپنی کوئی شے رہن رکھوانا درست ہے۔ امام احمد رضا نے اس کے علاوہ کفالت بالنفس کے مسائل کو بھی بیان فرمایا۔

نتائج

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں: قرآن و حدیث سے عقدِ کفالت کے جائز ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ عقد کفالت کے درست ہونے کی اسلام نے جو شرائط بیان کی ہیں اس عقد کے وقت ان شرائط کو سامنے رکھا جائے تا کہ عقد کو باطل ہونے سے بچایا جاسکے۔ ضامن بننے کے لیے شرائط ہیں ان شرائط کی پابندی کرنا لازم ہے۔ چند صورتیں ایسی ہیں کہ جن میں ضامن اپنے ادا کیے ہوئے دین کو واپس نہیں لے سکتا، امام احمد رضا نے عقدِ کفالت سے متعلق تفصیلات کو اپنی تحقیقات میں بیان فرمایا ہے اور ان تمام باتوں کی نشاندہی کہ جو اس عقد کو باطل کر سکتی ہیں۔ یہ تحقیقات موجودہ دور میں عقدِ کفالت سے متعلق پیچیدہ اور جدید مسائل کے حل کرنے میں معاون ہیں۔

عملی اطلاق

امام احمد رضا کی کفالت سے متعلق تحقیقات کو ہم دورِ حاضر میں کئی معاملات سے متعلق شرعی احکام کے جاننے میں استعمال کر سکتے ہیں۔ ایسے معاملات کی چند جدید مثالیں یہاں پیش کی جارہی ہیں۔

شرکت میں ہر شریک ایک دوسرے کا کفیل ہوتا ہے۔ دونوں شخص اس شرکتِ مفاوضہ سے علیحدہ ہو جائیں تو قرض خواہ کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ دونوں سے جس سے چاہے اپنا دین وصول کر سکتا ہے۔

کورٹ میں بھی ضرور تاً مدعاعلیہ سے کفیل طلب کیا جاتا ہے جو اس امر کا ذمّے دار ہوتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ تاریخ پر کفیل کو یا ضامن کو حاضر کرے۔ اگر مدعاعلیہ ضامن کو مقررہ تاریخ پر حاضر نہ کرے تو عدالت مدعاعلیہ کو اپنی حراست میں رکھنے کی مجاز ہوتی ہے۔ حدود و قصاص کی کفالت نہیں ہو سکتی مگر جس شخص پر حد واجب ہو اس کے نفس کی کفالت ہو سکتی ہے۔

اسی طرح مکانوں، دکانوں کو کرائے پر دیتے وقت اجنبی شخص سے ضامن طلب کیا جاتا ہے۔ کرائے پر شے دینے کے لیے بعض اوقات مالک ضمانت طلب کی جاتی ہے۔ خرید و فروخت کے معاملے میں قیمت ادا کرنے کی ضمانت لی جاتی ہے۔

آج کل بینک قرضوں کے اجرا کے لئے قرض خواہ سے ضامن طلب کرتے ہیں۔ جس کی ضمانت پر قرضہ اس شخص دیا جاتا ہے۔ اسی طرح عورت کے مہر جو ایک طرح کا دَین ہے اس کی کفالت بھی ہو سکتی ہے۔

ماخذ و مراجع

۱۔ کتاب الفقہ، عبد الرحمٰن الجزیری، ج ۳، ص ۱۸۵، علما اکیڈمی، محکمہ اوقاف پنجاب، ۲۰۰۶ء۔

۲۔ نزہتہ القاری شرح صحیح بخاری، مفتی محمد شریف الحق امجدی، ج ۳، ص ۵۷۹، مطبوعہ رومی پبلیکیشنز لاہور، طبع اوّل جولائی ۲۰۰۰ء۔

۳۔ القرآن الکریم: ۱۲/ ۷۲۔

۴۔ القرآن الکریم: ۱۲

۵۔ نزہتہ القاری، ج ۳، ص ۵۸۳۔

۶۔ ایضاً، ص ۵۸۱۔

۷۔ ایضاً، ص ۵۸۰۔

۸۔ العطایا النبویہ فی الفتاوٰی الرضویہ (مع تخریج ترجمہ عربی عبارات)، امام احمد رضا بریلوی، ج ۱۷، ص ۶۸۰۔

۹۔ بہارِ شریعت، مولانا امجد علی اعظمی، ج ۲، ص ۱۵۔

۱۰۔ کتاب الفقہ، عبد الرحمٰن الجزیری، ج ۳، ص ۱۹۳۔

۱۱۔ ایضاً، جلد ۳، ص ۱۹۴۔

۱۲۔ ایضاً، جلد ۳، ۱۹۵۔

۱۳۔ بہارِ شریعت، ج ۳، ص ۲۱۔

۱۴۔ فتاوٰی رضویہ، ج ۱۷، ۶۵۴۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۶۵۴۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۶۶۴۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۶۵۹۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۶۶۱۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۶۵۹۔

۲۰۔ ایضاً، ص ۶۶۳۔

۲۱۔ ایضاً، ص ۶۷۷۔

۲۲۔ ایضاً، ص ۶۸۴۔

۲۳۔ ایضاً، ص ۶۸۸۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۶۸۷۔

۲۵۔ ایضاً، ص ۶۹۷۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۶۷۳۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ ؕ (النساء، آیت نمبر 43) اور جب پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منھ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (المتوفی 1367ھ / 1948ء) اپنے حاشیۂ قرآن "خزائن العرفان" میں مسئلہ تیمم سے متعلق رقمطراز ہیں: "تیمم میں نیت بالاجماع شرط ہے کیونکہ وہ نص سے ثابت ہے۔ جو چیز مٹی کی جنس سے ہو، جیسے گرد، ریتا پتھر ان سب پر تیمم جائز ہے۔ خواہ پتھر پر غبار بھی نہ ہو، لیکن پاک ہونا ان چیزوں کا شرطِ اوّل ہے۔" آگے چل کر تیمم کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: "تیمم میں دو ضربیں ہیں: (1) ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرہ پھیر لیں۔ (2) دوسری مرتبہ ہاتھوں پر۔"

امام احمد رضا خاں قادری محدثِ بریلوی مسئلۂ تیمم کے جواز سے متعلق امام ابو حنیفہ اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے حوالے سے رقمطراز ہیں: "تیمم ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس اور زمین کے اجزا سے ہو، جیسے مٹی، ریت، چونا، ہڑتال، گچ، پتھر، ڈھیلا، اثمد، سرمہ، گل سرخ، گلِ زرد، گیرو، دیوار، مردار سنگ وغیرہ۔" (خلاصۃ الفتویٰ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید، جلدِ سوم، ص619)

امام احمد رضا نے درمختار کے حوالے سے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ اگر مٹی خالص نہ ہو اس میں دیگر غیر زمینی اجزا کی ملاوٹ ہو تو کب اس مٹی سے تیمم جائز ہو گا۔ اس صورت کو بیان کرتے ہوئے حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: "مٹی میں جب ایسی چیز مل جائے جو جنس ارضی سے نہ ہو تو اس میں غلبہ کا اعتبار ہو گا مٹی کا غلبہ ہو تو تیمم جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلدِ سوم، ص612)

امام احمد رضا تیمم کے لیے زمین یا مٹی کی جنس سے متعلق ایک اور وضاحت کرتے ہوئے "فتاویٰ ظہریہ" اور "خزانۃ المفتین" کے حوالے سے مسئلہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "جو زمین کا جوہر نہ ہو یا زمین ہی کا جوہر ہو مگر وہ پگھلانے، جلانے کے ذریعے اپنے جوہر و اصل سے جدا ہو گیا ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں۔ تو سونا، چاندی تانبا، لوہا اور ایسی ہی دوسری چیزوں سے جب تک یہ زمین میں رہیں اور ان سے کچھ نہ بنایا گیا ہو، تیمم جائز ہے۔ جب ان سے کوئی چیز بنا دی گئی تو اس سے تیمم جائز نہیں جیسا کہ اس پر غبار نہ ہو۔" (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد سوم، ص625)

امام احمد رضا نے تیمم کے سلسلے میں اس کے فقہی مسائل کے بعد اپنے فتاویٰ میں تفصیل کے ساتھ ان تمام مٹی اور پتھروں کا تفصیل سے تجزیہ کیا اور بتایا کہ اس پاک مٹی یا پتھر کی کیا کیا شکلیں ہو سکتی ہیں، جن سے تیمم جائز ہو اور کون کون سی مٹی اور پتھر کی ایسی حالتیں ہیں کہ ان سے تیمم جائز نہیں۔ امام احمد رضا نے فقہائے کرام کے 1200 سالہ کام کو یکجا کر دیا اور تمام فقہائے کرام کی تحریروں کا وسیع مطالعہ کرتے ہوئے ان کی کتابوں اور فتاویٰ میں سے مٹی یا پتھر کی اقسام یا کیفیات کو سامنے رکھتے ہوئے اوّل ان کے جواز اور پھر عدم جواز کی فہرست مرتب کی جو احقر کی نظر میں خود ایک Ph.D کے مقالے سے کم کام نہیں۔ اس کی تفصیل امام احمد رضا کے فتاویٰ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

امام احمد رضا محدثِ بریلوی نے اوّل ایک سو اکاسی (181) چیزوں کو بیان کیا جن سے تیمم جائز ہے مگر ان میں صرف 74 وہ اقسام یا حالتیں ہیں جن کے بارے میں 1200 سال کے فقہائے کرام نے جواز کا فتویٰ دیا مگر یہ عجوبہ نہیں تو کیا ہے کہ خود امام احمد رضا نے 107/ اقسام کی مٹی یا پتھر یا ان کی حالتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اضافہ کیا۔ یہاں قرآنِ کریم کی یہ بات امام احمد رضا کے لیے صادق آتی ہے:

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

اس کے بعد امام احمد رضا نے ان پتھروں یا مٹی کی اقسام یا حالتوں کا ذکر کیا کہ جن سے تیمم فقہاے کرام نے ناجائز بتایا۔ اس سلسلے میں آپ رقمطراز ہیں:

"وہ بعض اشیا جن سے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک تیمم صحیح نہیں۔ ظاہر ہے کہ اشیائے معدودہ کہ جنسِ ارض ہیں ان کے سوا دنیا کی تمام چیزیں ہمارے ائمہ کے اجماع سے ناقابلِ تیمم ہیں تو ان

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کا شمار نا مقدور مگر ہم یہاں بدستور ان کا ذکر کریں جن پر کتب میں نص اس وقت پیشِ نظر۔ عام ازیں کہ ان میں کوئی محلِ خفا ہو یا نہ ہو جیسے علمانے نص فرمایا ہے کہ گھاس، لکڑی، مہندی، برف سے تیمم باطل ہے اس پر بعض عوام کہیں گے علمانے ایسی چیزیں کیوں گنائیں۔ ان سے تیمم نہ ہو سکتا ہر شخص جانتا ہے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے ہر شخص اگر جانتا بھی ہے تو یوں ہی کہ علمائے کرام افادہ فرماگئے ورنہ کیا اپنے گھر سے جان لیتا۔" (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد سوم، ص649)

امام احمد رضانے مٹی اور پتھر کے اقسام اور ان کی وہ حالتیں جن سے فقہائے کرام نے تیمم کو باطل قرار دیا1200 سال فقہی ریکارڈ میں سے 57/ اقسام یکجا کرکے ان کی فہرست مرتب کردی، مگر امام احمد رضا کی اپنی تحقیق نے اس میں 73 کا اضافہ کیا جو ان کی علمی بصیرت اور وسیع النظری کا بیّن ثبوت ہے۔ اس لحاظ سے امام احمد رضا نے کل 311 اقسام کی مٹی یا پتھر اور ان کی حالتوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے 181 سے تیمم جائز، جن میں 74 منصوصات ہیں یعنی فقہائے کرام کی کاوشوں نے 74/ اقسام بتائی ہیں جبکہ 107 کا اضافہ فردِ واحد یعنی امام احمد رضانے کیا ہے۔ اسی طرح 130/ اقسام وہ ہیں جن کے فقہائے کرام نے تیمم کو باطل بتایا ان میں 57 منصوصات ہیں جب کہ 73 زیادات امام احمد رضا کی جانب سے پیش کی گئی ہیں۔ اس موقع پر امام احمد رضا اظہارِ تشکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "ایسا جامع بیان اس تحریر کے غیر میں نہ ملے گا بلکہ زیادات درکنار اتنے منصوصات کا استخراج بھی سہل نہ ہو سکے گا اور ساری خوبیاں اولاً و آخراً خدا ہی کے لیے ہیں اور اسی سے باطناً وظاہراً توفیق ارزانی بھی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد سوم، ص658)

اب ملاحظہ کیجیے تیمم کے جواز کے سلسلے میں 181/ اقسام کے پتھر یا مٹی یا ان کی حالتوں اور کیفیات کے باعث مختلف ناموں کی فہرست اوّل 74 منصوصات ہیں اور بعد میں امام احمد رضا کی طرف سے اضافہ کیے گئے 107/ اقسام کی فہرست بھی شامل ہوگی۔ (1) خاک (2) خاک شور (3) ریتا (4) پتھر (5) باریک پسا یا سالم پتھر (6) غبار (7) ناپاک خشک چیز پر گرا ہوا غبار (8) ترزمین (9) مقبرے کی زمین (10) گرد باد بگولا (11) جلی ہوئی زمین (12) نمک زار زمین (13) پیلی مٹی (14) سرخ مٹی (15) گیرو (16) کالی مٹی (17) سپید مٹی (18) سبز مٹی (19) طفل مصری (20) ڈھیلا (21) گل ارمنی (22) گل مختوم (23) گوندے کی دیوار (24) ڈھیلوں کی دیوار (25) کچی اینٹ کی دیوار (26) مٹی سے لسی ہوئی دیوار (27) کچی اینٹ (28) گارا (29) کیچڑ جس میں مٹی غالب ہو (30) جلی ہوئی خاک (31) مٹی کے آب خورے مٹکے (32) وہ ظروف جن پر گیرو یا ملتانی مٹی کی رنگت ہو (33) سبز چیکتی چکنی مٹی (34) قلعی دار ظرف کا وہ رخ جس طرف قلعی نہیں (35) ٹھیکری (36) پسی ہوئی ٹھیکری (37) پکی اینٹ (38) روڑا (39) کتل (40) کنکریٹ (41) بجری (42) باریک کٹی ہوئی پکی اینٹ (43) کنکری (44) درزی کی بٹیاں (45) گچ (46) گچ کی ہوئی دیوار (47) کلس چونا (48) پتھر کی راکھ (49) کھنگر (50) پتھر پھونک کر پیس لیا جائے (51) نرم پتھر پیس کر پھونکا جائے (52) نورہ (53) یاقوت (54) زمرد (55) زبرجد (56) فیروزہ (57) بلخش (58) عقیق (59) مرجان (60) سرمہ (61) اصفہانی سرمہ (62) گندھک (63) زرنیخ زرد (64) زرنیخ سرخ (65) زرنیخ سپید (66) زرنیخ سیاہ (67) مردار سنگ معدنی (68) توتیا (69) معدنی شیشہ (70) لاھوری نمک (71) وہ نمک کہ مٹی سے بنا ہو (72) خاک جس میں کم راکھ ملی ہو (73) خاک جس میں کم آٹا ملا ہو (74) سونا، کپڑا، آدمی جانور جس چیز پر مٹی یا غبار ہو کہ ہاتھ پھیرے سے انگلیوں کے نشان بن جائیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، جلد سوم، ص628۔642)

امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے ان 74 اقسام کو جمع کرنے کے بعد اپنی تحقیق سے 107/ اقسام کی مٹی اور ان کی کیفیات کا اضافہ کیا جو مندرجہ ذیل ہیں اور ان سے بھی تیمم جائز ہے۔ ملاحظہ کیجیے 197/ اقسام کی مٹی کی تفصیلات: (75) خاک شفا (76) مسجد کی دیوار (77) مسجد کا کچا یا پکا فرش (78) زمین جس پر شبنم پڑی ہے (79) سخت زمین جس پر مینھ برس کر پانی نکل گیا (80) گھڑا اوپر سے بھیگا ہوا (81) کھریا مٹی (82) ملتانی مٹی (83) گل سرشوے (سر دھونے کی سفید مٹی) (84) گلِ خوردنی خالص (سوندھی مٹی جسے طین خراسانی بھی کہتے ہیں (85) پنڈول (86) پھوڑی مٹی (جلد بکھر جاتی ہے) (87) سنکر کی مٹی (مثل سونے کی) (88) چولھے کی بھٹ (89) تنوں کا پیٹ (90) دیوار کی لونی (91) ندی نالے کا گیلا ریتا (92) بالو (بھاڑ کا ریتا)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

(93)سراب کہ دور سے پانی نظر آتا ہے (94)ریگ رواں (95) دیگچیوں کا تلا (96)درختوں کا تنا جس پر آ بلے نے مٹی چڑھادی (97) سانپ کی بانبی (98)کنکر (99) کھرنجا (100)پکی سڑک (101)ریہ (نمکین خاک) (102) سچی چینی کے برتن جبکہ روغن نہ ہو(103)گندھک کے برتن (104)مٹی کے کھلونے (105)غلیل کے غلّے (106)پتھر کی بجری (107) سیمنٹ (108)ہرونجی (109)سیل کھری (110)گٹی عمارت کا چونا (111)کالا چونا (112) گٹا (113) صندلہ گٹی (114)سفید معدنی پتھر (اسفیداج) (115) کہگل کی دیوار (116) صندلہ دیوار (117) سیمنٹ کی دیوار (118)دیوار بالو (119)دیوار جن پر بادامی (120)لاکھی (121)سرخ (122)سبز (123)زرد (124)دھانی (125)آسمانی (126)کھتئ (127)زنگاری (128)خاکی (129)فاختئ (130)پیازی (131)فیروزی رنگتیں ہوں (132)پکی قبر (133)سنگ مرمر (134)سنگ موسیٰ (135)سنگ سپید (136)سنگ سرخ (137)چوکا گہرا سبز (138)سنگ ستارہ (سرخی مائل) (139)گئودنتی (سپید نیلگوں جھلکدار) (140)حجر الیہود (141)مقناطیس (142)سنگ سماق (143)سان (144)سلی (145)کرنڈ (146)کسولی (147)چقماق (148)ریل کا کوئلہ کہ پتھر ہے (149)سلیٹ (150)ترکستان کا پتھر (151)شام کا پتھر (152)صِقلِیَّہ (وہ پتھر گرم پانی سے مشتعل ہوتا ہے اور تیل سے بجھتا ہے) (153)حجرالقتیلہ (154)بلور معدنی (155) سنگ جراحت (156)لاجورد (157)زہر مہرہ (158)مہرۂ معرکہ (159)دریائی توتیا (یہ تو تیا بجری بھی ہوتا ہے سفید گول سنگریزے کی طرح) (160)الماس (ہیرا) (161) لعل (162)نیلم (163)پکھراج (164)یشب (165)گئو سید ک (نورتن کاایک پتھر) (166)سنگِ شجری (167)سنگ سنہرا (168)بُسَدّ یا بیخ مرجان (169)دہنج (دہن فرنگ) (170)عین الہر (لہسنیا) (171)جزع (مہرۂ یمانی) (172)دانۂ سلیمانی (173)سبز (174)خاکی (175)سنہری ہڑتال (176)توسِل (177)بٹا (178)چکیّ کے پاٹ (179)تولنے کے باٹ (پتھر کے) (180)کھرل کیوں نہ معدود ہوں (181)ابرک معدنی۔

امام احمد رضا محدثِ بریلوی نے یہاں کل 181/ اقسام کے پتھر یا مٹی یا اس کی کیفیات یا حالتوں کا ذکر کیا ہے۔ بعض نام پہچان میں آتے ہیں، بعض نام ایسے ہیں کہ ان کی تشریح کی ضرورت ہے جو کہ فتوے میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اس مقالے کا مقصد یہ ہے کہ کم از کم ان تمام اقسام کے پتھر یا مٹی کے نام یکجا کر دیے جائیں۔ اب بہت سے نام ایسے ہیں کہ جب تک قاری ان کی تفصیل نہ پڑھ لیں وہ سمجھ میں نہیں آئیں گے اس لیے ان قارئینِ کرام سے گزارش ہے کہ وہ ذوقِ مطالعہ کو بڑھاتے ہوئے فتاویٰ رضویہ جدید کی جلد سوم کے صفحہ 642 تا 649 ضرور مطالعہ کریں تاکہ ان تمام پتھروں اور مٹی کی حالتوں کی تفصیل سے آپ کو آگاہی حاصل ہو جائے۔ ان تمام ناموں میں ایک اور کام کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام ناموں کو آج کی اصطلاحات کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ راقم مستقبل میں کوشش کرے گا، لیکن اگر کوئی محقق اس کام کو مکمل کر لے تو اس کا یہ کام علمی دنیا میں ضرور پزیرائی حاصل کرے گا۔

ان تمام پتھروں اور مٹی کی اقسام یا ان کی کیفیات کو پڑھنے کے بعد ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ ان سارے پتھروں کے نام کون یاد رکھے گا اور کون ان تمام اقسام کو اپنے ذہن میں قائم رکھ سکے گا اور اس کی ضرورت کیا ہے جب کوئی ایسا مسئلہ آئے گا تو کسی مفتی سے پوچھ لیں گے؟ یہ بات درست ہے کہ عوام کو جب بھی معاملات میں الجھن درپیش ہوتی ہے وہ زمانے کے مفتیان سے ہی رجوع کرتے ہیں اور امام احمد رضا سے بھی ایک سائل یعنی مستفتی نے ایک مختصر سا سوال کیا تھا: "کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلہ میں سوال اوّل تیمم کی تعریف وماہیت شرعیہ کیا ہے1325ھ"

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں ایک انتہائی مبسوط رسالہ بنام:

"حسن التعمّم لبیان حدالتیمّم" (1325ھ)

(تیمم کی ماہیت و تعریف کا بہترین بیان) جو فتاویٰ رضویہ جدید جلد سوم کے صفحہ 311 سے شروع ہو کر 741 تک اور پھر جلد چہارم کے صفحہ 31 سے لے کر صفحہ 320 تک دیکھا جا سکتا ہے اس طویل مقالے یا رسالے کے اندر امام احمد رضا نے مزید 7 رسائل اور لکھے ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

سات رسائل ضمنیہ

(1) سمح الندری فیمایورث العجزعن الماء، جلد سوم، ص 411، 440۔
(2) الظفر لقول زفر، جلد سوم، ص 441، 463۔
(3) المطر السعید علی نبت جنس الصعید، جلد سوم، ص579، 707۔
(4) الجدّ السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید، جلد سوم، ص717، 738۔
(5) قوانین العلماء فی متیمّم علم عند زید ماء، جلد چہارم، ص31، 187۔
(6) الطلبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ، جلد چہارم، ص 282، 189۔
(7) مجلی الشمعۃ الجامع حدث ولمعۃ، جلد چہارم، ص283، 320۔

ان تمام رسائل میں مٹی یا پتھر سے تیمم کے مسئلے کے لیے امام احمد رضا کا رسالہ "المطر السعید علی نبت جنس الصعید" قابل مطالعہ ہے۔ اس رسالے میں امام احمد رضا جب پتھروں کی اقسام اور خاص کر جنسِ ارضی سے متعلق گفتگو فرماتے ہیں تو وہ ایک عالم حجریات اور عالم ارضیات نظر آتے ہیں اور علم حجریات سے متعلق کچھ ایسے قوانین پیش کرتے نظر آتے ہیں جن سے ابھی علم حجریات والے ناواقف ہیں احقر کوشش میں ہے کہ اس رسالے کو سہل انداز میں اور جدید اصطلاحات کے ساتھ عوام الناس اور قارئین کرام کے سامنے پیش کرسکے تاکہ دنیا جانے کہ علمائے دین صرف اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے ان احکامات ہی کو نہیں جانتے جو دینی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں، بلکہ وہ ان تمام قوانینِ فطرت سے بھی اچھی طرح آگاہ ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے قرآن وحدیث میں بیان فرمائے ہیں۔

امام احمد رضا سے جب تیمم سے متعلق سوال پوچھا گیا تو ان کے لیے آسان تھا کہ چند لائنوں میں اس کا مختصر جواب دیتے کہ کسی بھی پاک خشک مٹی یا پتھر سے جو جنس ارض سے تعلق رکھتا ہو اس سے تیمم کرلیا کریں۔ یہ جواب تو کافی ہوتا مگر اب جب سائل ان مٹی اور پتھروں کے اقسام کو دیکھتا اور ان کی مختلف حالتیں بھی اس کے سامنے ہوتیں اب وہ کسی کو پاک پتھر اور مٹی سمجھتا اور کسی کو نہیں یا رنگ برنگی مٹی اور پتھروں میں سے کن کن کو وہ تیمم کے لیے چنتا اور کن کن کو وہ رَد کردیتا ہے یا اگر کسی اور مفتی کے پاس جاکر وہ اس قسم کی تفصیلی معلومات حاصل کرتا تو وہ مفتی اس کو کہاں سے اور کس طرح جواب دیتا۔ ایک مخلص مفتی اس سے وقت طلب کرتا کہ مجھے مطالعے کا موقعہ دو کہ 1200 سال کی تاریخ دیکھ سکوں کہ ہمارے فقہانے کن کن پتھروں اور مٹی سے تیمم روا رکھا ہے۔ اس کے بعد صحیح جواب دوں گا۔ اب یہ مفتی کتنے عرصے میں 1200 سالہ فقہائے کرام کے تمام کام کو یکجا کرکے اس کی فہرست تیار کرتا یہ سوالیہ نشان ہے مگر امام احمد رضا نے قیامت تک کے مفتیان کے لیے آسانی پیدا کردی اور انھوں نے 1200 سال کی تاریخ میں پھیلے ہوئے تمام تیمم کے مسائل کو چٹکی بجاتے اس طرح اکٹھا کرلیا جیسے آج کمپیوٹر چند سیکنڈ میں اگر فقہائے کرام کی تمام کتابیں اس میں موجود ہیں تو لفظ تیمم کی مٹی یا پتھر کے تمام عبارتوں کو یکجا کردے گا اور آپ پرنٹ نکال کر اس لسٹ کو حاصل کرلیں گے مگر آج سے 100 سال قبل امام احمد رضا نے جب یہ رسالہ لکھا تو اس وقت یہ ڈیٹا کمپیوٹرائزڈ نہیں تھا مگر ان کے ذہن کے کمپیوٹر میں وہ سارا مواد ضرور موجود تھا اور انھوں نے اس کو ایک رسالے کی صورت میں مرتب کردیا۔ امام احمد رضا نے 1200 سال کے فقہا کرام کے کام کو نہ صرف اکٹھا اور ایک ساتھ مرتب کیا بلکہ قیامت تک آنے والے فقہائے کرام جتنا کچھ مزید اس تیمم کے سلسلے میں پتھروں اور مٹی کی اقسام سے متعلق سوچ سکتے تھے انھوں نے تمام ممکنہ صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان پتھروں اور مٹی کے مزید 107/ اقسام کا اضافہ کرکے تیمم کے لیے 181/ اقسام کے پتھروں اور مٹی کی حالتوں کی ایک طویل فہرست مرتب کردی کہ نہ جانے تیمم کرنے والا کہاں ہو اور اس کو کیا چیز میسر ہو۔ چنانچہ جنسِ ارض سے تعلق رکھنے والے تمام پتھروں، خاک، مٹی، گیلی یا خشک خالص یا ملاوٹ شدہ ان سب کا ذکر کرکے تفصیل سے آگاہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ امام احمد رضا کی قبر پر کروڑہا رحمتیں نازل کرے کہ ان کی فہم وذکا، وسعتِ نظری، علم کی گہرائی نے ہمارے لیے تیمم کے مسئلے میں آسانی کردی۔ امام احمد رضا نے تیمم کے سلسلے میں ان پتھروں اور مٹی کی اقسام اور کیفیات کا بھی تفصیلی مطالعہ کرکے فہرست دے دی ہے جن سے تیمم فقہائے کرام نے باطل قرار دیا ہے۔ یہ وہ مٹی اور پتھر کی اقسام ہیں جو جنسِ ارض سے تعلق نہیں رکھتیں یا مٹی کی وہ حالتیں ہیں جن میں مٹی اور خاک کا غلبہ نہیں جنس ارض کا غلبہ ہے اس لیے ان سے تیمم نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ انھوں نے پہلے پچھلے 1200 سال کی فقہائے کرام کی کتابوں کا مطالعہ کرکے 57/ اشیا کی فہرست مرتب کی جن سے تیمم ناجائز ہے اور پھر اپنی تحقیق سے اس میں 73 کا اضافہ کرکے اس کی کل تعداد 130/ تک پہنچادی اس طرح کل 311/ اقسام کی فہرست مرتب ہوئی جن میں سے 181/ سے تیمم جائز رکھا

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

گیا جب کہ 130 سے ناجائز قرار پایا۔ اب ملاحظہ کیجئے وہ فہرست جس میں پہلے 57 منصوص چیزوں کا ذکر ہے اور بعد میں مزید ان کی صورت میں 73 کا اضافہ فکرِ رضا ہے۔

پہلے ملاحظہ کیجیے 57 / اقسام کے اشیا یا ان کی حالتیں جو پچھلے فقہائے کرام نے وقتاً فوقتاً لوگوں کو تعلیم دیتے ہوئے جمع فرمائیں۔

منصوصات:

(1) جما ہوا پانی (2) کپڑا (3) نمدا (4) درخت (5) گھاس (6) لکڑی (7) کھورا (8) نباتات (9) میوے (10) مہندی (11) وسمہ (12) گیہوں (13) جو (14) ہر قسم کا غلہ (15) آٹا (16) ستو (17) جملہ اقسامِ طعام (18) سونا (19) چاندی (20) لوہا (21) رانگ (22) سیسا (23) تانبہ (24) صُفر معدنی زرد تانبا (25) جست (26) موتی یا (27) غبار سے پسے پسے ہوئے موتی (یہ اشیا وہ ہیں کہ ان کو کان سے نکال کر اور پگھلا کر خالص دھات میں ڈھالا گیا ہے اس لیے اب ان سے تیمم نہیں ہو سکتا۔ ہاں جب تک یہ کان میں موجود تھے ان سے تیمم جائز تھا)۔ (28) چھوٹا موتی (29) سانبھر (30) ہر نمک کہ پانی سے بنا ہو (31) مشک (32) عنبر (33) کافور (34) زعفران (35) سُک ایک قسم کی خوشبو (36) زاج (پھٹکری) (37) ہیرا کسیس سبز (38) ہیرا کسیس سیاہ (39) مرد ارسنگ (40) پارہ (41) مصنوعی شیشہ (42) راکھ (43) نمک زار زمین (44) نمک زار گیلی (45) ظروف قلعی کے ساتھ (46) ظروف جس پر رنگ کیا ہوا ہو (47) روغنی ظروف (48) ٹھیکری جس میں دوائیں ڈال کر پکائی ہوں (49) مٹی جس میں راکھ کا غلبہ ہو (50) خاک جس میں آٹا برابر یا غلبے کے ساتھ ہو (51) کیچڑ جس پر پانی غالب ہو (52) ناپاک زمین (53) غبار کے ناپاک زمین سے اٹھا (54) غبار کہ ناپاک تر چیز پر گرا اور خشک ہو گیا (55) غبار کہ خشک چیز ناپاک پر گرا اور اس کو تری ملی (56) درزی کی رنگین بٹیاں (57) قبرستان کی نجس مٹی۔

(فتاویٰ رضویہ، جدید، جلد سوم، ص650 تا655)

امام احمد رضا نے اپنی محنت، حافظ اور مطالعے کی بنیاد پر پچھلے فقہائے کرام کی طرف سے بتائی گئی 57/ اشیا کی فہرست مرتب فرمائی جو آپ نے اوپر ملاحظہ کی اب امام احمد رضا کی اپنی تحقیق سے 73/ اشیا کی مزید فہرست ملاحظہ کریں جن سے تیمم باطل ہے: (58) زمین یا پہاڑ جس پر دوب اُگی ہے (59) جس پر برف جما ہوا ہے (60) جس زمین پر برف پگھل کر بہہ رہا ہے (61) جس زمین پر مینھ برس رہا ہے (62) جس زمین پر مینھ برس کر کھل گیا مگر پانی جاری ہے (63) پکا فرش یا دیوار جس پر کاہی جمی ہے (64) باورچی خانے کی دیوار جس پر دُھر تا چڑھا ہے۔ (65) وہ زمین جس پر کسم کی لجھی پھری ہے (66) مٹی کا چراغ جس پر کانٹھ چڑھی ہے (67) گِلِ حکمت جس میں غیر جنس ارض کی مقدار زیادہ ہے (68) رامپوری چینی جس پر مسالا ہے (69) تام چینی کہ جس پر ٹین اور مسالا ہے (70) وہ سچّی چینی یا (71) مٹی کے کھلونے جن پر غیر جنس ارض کا روغن ہے (72) وہ نورہ اور (73) گِلِ خوردنی اور (74) غلیل کے غُلّے جن میں غیر جنس مقدار میں کم نہیں (75) پارے کا کٹورہ (76) پارے کا کشتہ (77) سونے، چاندی، رانگ کسی دھات کا کشتہ (78) پیتل جو تانبہ اور جست سے ملا کر بنتا ہے (79) گانسا سات دھاتوں کا مجموعہ (80) بھرت (81) نکل (82) جرمنی سلور (83) لکڑی (84) شورہ (85) نوشادر (86) سہاگا (87) پھٹکری (88) نیلا تھوتھا (89) بورۂ ارمنی (90) کہربا یہ گوند ہے (91) قلعی کا سپیدہ (92) کاجل (93) طباشیر (بانس کی رطوبت) (94) سیندور رانگ اور سفیدہ کا مرکب (95) شنجرفِ مصری (96) شنجرفِ شامی (97) شنجرفِ مہوسان (98) شنجرفِ ہندی (99) شنجرفِ رمانی (100) شنجرف رومی (101) لوبان (102) اگربتی (103) مولی کا نمک (104) سجی (105) لیموں کا سَتُ (106) نباتات کے اڑائے ہوئے جوہر (107) جلا کر نکالے ہوئے نمک (108) کانچ (109) سیپ (110) گھونگھا (111) سنکھ (112) خرمہرہ (113) سیپ کا چونا (114) لاجورد (115) توتیا (116) مہرۂ کار (مصنوعی) (117) سنکھیا (118) وہ پتھر جو پہاڑی بکری (119) بندر اور (120) ساہی کے سر و جوف میں ملتے ہیں (121) سنگ ماہی پتھر جٹّے کے سر میں کہ ایک مچھلی ہے۔ (122) گئور دہن گائے کے بدن میں (123) مارمہرہ سانپ کے سر میں جسے من کہتے ہیں (124) سنگِ قمر (اوس گر کر جم جاتی ہے اور چودھویں رات میں براق کی طرح چمکتا ہے (125) سنگ قمر جس چٹان پر جمی ہو اس پر بھی نہیں (126) سنگ گردہ (127) سنگ مثانہ (128) سنگ بصری سیسے کا دھواں) (129) سنگ راسخ جلا ہوا تانبا (130) سنگ سبوُیہ (ایک قسم کے بیج)۔

* * * *

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کلامِ رضا اور علومِ ریاضی

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی شریف)

ادب کو سماج کا آئینہ بھی کہا گیا ہے اور کوئی بھی ادیب یا شاعر اپنے عہد کے ماحول اور اپنے گردو پیش سے آنکھیں موند کر اچھے ادب کو جنم نہیں دے سکتا۔ آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اور اس دور کے شاعر کا سائنس اور سائنسی ایجادات سے متاثر ہونا فطری ہے اور اس کا کسی سائنسی نظریے یا نقطے کو اپنے اشعار کے ذریعے پیش کر دینا یا انہیں اشعار کے قالب میں ڈھال دینا اور ریاضی و سائنس کی اصطلاحات کو بطورِ تشبیہ و استعارہ یا علامت استعمال کر لینا کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ ہی یہ کوئی ادبی نقص یا ادبی جرم ہے۔ ہاں یہ شاعر کی فنی مہارت ہے کہ وہ سائنسی نظریات یا اصطلاحات کو اپنی شاعری میں اس انداز سے پیش کرے کہ حسنِ شاعری ختم نہ ہونے پائے اور اس کے شعر بجائے شعر کے چیستان اور معمّا بن جائیں۔

مشہور ماہرِ نفسیات و مفکر ہربرٹ اسپنسر تو سائنس کو شاعری مانتا ہے اور کہتا ہے کہ چونکہ ریاضی اور سائنس کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس لیے سائنس ہر شے کو ریاضی کے اصولوں پر پرکھتی ہے اور پھر بڑی جستجو و تحقیق کے بعد اس کی سچائی کی سند عطا کرتی ہے اور چونکہ سائنس سچائی کی ایک علامت اور نشان ہے اور سچائی حسن بھی ہے اس لیے سائنس بھی شاعری ہے کیونکہ یہ دونوں حسن ہیں اور سچائی ہیں۔

بہر حال ہربرٹ اسپنسر کی بات کو سچ تسلیم کریں یا نہ کریں یہ تو ماننا ہوگا کہ ہر بڑے ادیب اور شاعر کو ادب و شعر اور لغت وزبان میں دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ دوسرے مروجہ علوم وفنون سے بھی واقفیت ہونی چاہیے اور اچھے بلکہ آفاقی شاعری کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں مختلف علوم وفنون کی جلوہ ریزیاں بھی ہوں۔ جدید ناقدین اور دانش وراس بات کو مانتے ہیں کہ تنقید و تاریخ میں جن نقادوں نے سائنس کو سوچا سمجھا ہے، اسے اپنایا ہے ان تحریروں میں منطقی رنگ پیدا ہوگیا ہے اور ان کا استدلال قوی ہوگیا ہے۔ آل احمد سرور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ "سائنس نے مجھے خوبیوں اور خامیوں کو پرکھنا سکھایا ہے۔ سائنس نے بنیادی اور جزوی باتوں میں فرق کرنا سکھایا۔" آج کا دور تو سائنس کا دور ہے اور اس دور کا شاعر سائنسی ایجادات اور ان کی افادیت سے متاثر ہے۔ ایک شاعر معاشرے پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے اثر کو اپنی شاعری میں مضمون کے طور پر باندھتا ہے اور کہتا ہے۔

یہ کارخانوں کے دل کی دھڑکن
یہ گنگناتی ہوئی مشینیں
میرے تصرف میں سیل دریا
ہیں بجلیاں میری دسترس میں

ایک اور شاعر صدیق افغانی اس طرح کہتا ہے۔

چمکتی دھوپ میں رستوں کے پتھر توڑنے والو
سورج کی منجنیق سے شعلے برس پڑے

بہر حال ریاضی اور سائنس کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ریاضی کے بغیر سفر سائنس شروع ہی نہیں ہو سکتا اس لیے شعرا نے سائنس کے ساتھ ساتھ ریاضی کو بھی شاعری میں جگہ دی ہے۔

اعجاز احمد صدیقی کے اشعار پڑھیے۔

نہیں ہے کوئی خط مستقیم اب ایسا
کہ جس پہ ڈھونڈ سکیں ان تمام نقطوں کو
کسی طرح جو خط مستقیم پر بھی نہیں
الگ الگ کوئی جن کا نہیں وجود وعدم

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

سائنس کے ثمرات نے دنیا کی تہذیب و تمدن کے فروغ میں بڑی مدد پہنچائی ہے ایٹمی توانائی بھی اسی کے ثمرات میں ایک ہے: جاوید وششٹ کا یہ شعر ملاحظہ کریں۔

سمجھا ہے تو ذرے کو فقط ذرہ ناچیز!
چھوٹی سی یہ دنیا ہے جو سورج سے بڑی ہے

ایٹم ہی کے سلسلے میں ایک جدید شاعر نعیم کا یہ شعر بھی دیکھیں۔

امیر چرخ کا احسان نہیں ہے مجھ پہ نعیم
مجھے ہے ناز کہ ذرہ سے آفتاب بنا

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے آخری زمانے میں سائنس نے اپنا ایک معیاری مقام بنالیا تھا، لیکن حضرت رضا نے سائنس کی ہر تھیوری اور اس کے نظریے کو آنکھ بند کر کے قبول نہیں کیا، وہ خالص مذہبی انسان تھے اور ایک زبردست عالم دین اور مصلحِ قوم بھی تھے۔ وہ ہر شے کی صداقت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے تھے اور انہیں کی کسوٹی پر پرکھتے تھے؛ یعنی وہ کامل کی روشنی میں ناقص کو پرکھتے تھے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ویسے تو کسی کالج یا یونیورسٹی سے علومِ جدیدہ یعنی سائنس و ریاضی یا فلسفہ و منطق اور نجوم و فلکیات کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی، لیکن اللہ نے انہیں ان علوم کا ایسا جامع بنایا تھا کہ اچھے اچھے ان کی قابلیت کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے اور ریاضی و سائنس کے بڑے بڑے پروفیسر نہ صرف یہ کہ ان کی علمی وجاہت کے آگے گردنیں خم کرتے تھے، بلکہ ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔

لوگارثم، مثلّثِ مسطح و مثلّثِ کروی، جبر و مقابلہ وجدید ریاضی میں وہ یکتائے زمانہ تھے۔ ان فنون کے علاوہ توقیت و نجوم، ہیئت وارضیات اور طبعیات و کیمیا پر بھی ان کے متعدد رسالے اور مستقل تصانیف ہیں۔ امریکی ہیئت داں البرٹ ایف پورٹا کی سائنسی پیشن گوئی اور اس کے نظریات کے رد میں امام احمد رضا نے "معینِ مبین بہر دورِ شمس وسکونِ زمین" نامی رسالے کی تصنیف کی اور ان کے مقابلے میں پورٹا کے سارے اندازے اور اس کے مزعومات غلط ثابت ہوئے۔ "الکلمۃ الملہمہ" اور "فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین" ان کی دو مشہور کتابیں ہیں۔ "فوز مبین" میں انہوں نے گردشِ زمین کے نظریے کا ابطال کیا ہے سائنس اور ریاضی ہی کے اصولوں اور نیوٹن و آئن سٹائن کے نظریات کو بھی کنڈم کیا ہے۔

امام احمد رضا کی ریاضی اور سائنس میں مہارت و قابلیت کا لوہا ڈاکٹر سرضیاء الدین اور پروفیسر حاکم علی لاہوری جیسے ماہرینِ سائنس و ریاضی نے بھی مانا ہے۔ امریکی فاضلہ ڈاکٹر باربرا مٹکاف نے علی گڑھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر سرضیاء الدین کا امام احمد رضا کی خدمت میں آکر ریاضی لا ینحل مسئلہ کے حل کرانے کے واقع کو اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جس مسئلے کے حل کے لیے ڈاکٹر صاحب جرمنی کا سفر کرنے والے تھے۔ پروفیسر مسعود احمد، پروفیسر ابرار حسین، ایم حسن بہاری وغیرہ نے امام احمد رضا کی سائنس اور ریاضی میں حیرت انگیز مہارت پر مقالے بھی لکھے ہیں، جو مختلف جرائد و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ فاضل اہلِ حدیث ڈاکٹر پرفیسر محی الدین الوائی ازہر امام احمد رضا کے علمِ ریاضی اور شعر و ادب میں بیک وقت دسترس رکھنے کے سلسلے میں اس طرح اپنا تاثر پیش کرتے ہیں: "پرانا مشہور مقولہ ہے کہ شخصِ واحد میں دو چیزیں تحقیقاتِ علمیہ اور نازک خیالی نہیں پائی جاتیں، لیکن مولانا احمد رضا کی ذاتِ گرامی اس تقلیدی نظریے کے عکس پر بہترین دلیل ہے۔ آپ عالمِ محقق ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین نازک خیال شاعر بھی تھے، جس پر آپ کے دیوان "حدائقِ بخشش"، "حدائق العطیات و مدح رسول" بہترین شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ فلسفہ، علمِ فلکیات، ریاضی اور دین و ادب میں آپ ہندو ستان میں صفِ اوّل کے ممتاز علما اور شعرا میں تھے۔"

غرض یہ کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنی شاعری میں ریاضی اور سائنس کی مصطلحات کو بطورِ فن استعمال کیا ہے، جب کہ غالب و سودا اور اقبال وغیرہ نے فلکیات کی کچھ اصطلاحیں ضرور بیان کی ہیں، لیکن محض تقلیداً اور رسماً۔

معارفِ رضا کراچی، جلدِ چہارم، ۱۹۸۴ء صفحہ ۱۴۷ پر علامہ شمس بریلوی کا ایک مضمون بعنوان "امام احمد رضا کے دس اشعار" (مبنی بر علم ہیئت و نجوم) شائع ہوا ہے، جس میں علامہ موصوف نے ان اشعار کی تشریح بھی کی ہے اور فاضل بریلوی کی نجوم و ہیئت میں

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مہارت اور ان علوم کے مصطلحات کا شاعری میں بطور فن استعمال پر روشنی بھی ڈالی ہے۔ علامہ موصوف نے جن اشعار کا انتخاب کیا ہے وہ "حدائقِ بخشش" کے ہیں۔

اس مضمون میں میں حدائق بخشش حصۂ اوّل و دوم ہی سے اشعار پیش کروں گا۔ ویسے تو اگر قمر، خورشید، انجم، کہکشاں، نور، گردوں، فلک اور چرخ جیسے الفاظ کے استعمال کو سائنسی اشعار کہہ کر پیش کیے جائیں تو دیوانِ رضا میں جانے کتنے اشعار مل جائیں گے اور اس لحاظ سے تو قصیدۂ نور کے تقریباً تمام اشعار کو سائنسی کہہ سکتے ہیں یہاں پر وہی اشعار پیش کیے جائیں گے جن میں صحیح معنوں میں ریاضی اور سائنس کی مصطلحات یا نظریات کو پیش کیا گیا ہے اور جنہیں رسماً یا تقلیداً نہیں بلکہ ضرورتاً اور بطورِ فن استعمال میں لایا گیا ہے۔

علمِ نجوم پر مبنی اشعار

دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

سعدَین کا قِران ہے پہلوئے ماہ میں!
جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلّی قمر کی ہے

آیئے علمِ نجوم کی صطلاحات پر مبنی اس شعر کو دیکھیے جو سرکار ابد قرار نورِ مجسم ﷺ کے یوم ولادت یعنی بارہ ربیع الاول شریف سے متعلق ہے بارھویں تاریخ کو آمد نور مجسم کا تذکرہ نجوم کی اصطلاحات کے استعمال سے کس قدر شاعرانہ اور فن کارانہ انداز میں کرتے ہیں:

بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

آمدِ نور کے تذکرے کو پیش کرنے کے لیے نوری کائنات ہی سے علامات کو پیش کرنے کی ضرورت اور اس طرح نور و نکہت کے شاعر امام احمد رضا نے نوری منظر پیش کرکے اپنی فنکاری کا بھی ثبوت پیش کیا اور شعر کا نوری پیکر تراش کر اپنے قارئین کے وجدان و بصیرت کو بھی نور میں نہلا دیا۔

سیدنا غوثِ پاک کی منقبت کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

نبوی ظل علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند حسینی ہے اجالا تیرا

غوثِ اعظم سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں اور حسنین کریمین حضرت علی اور سیدہ فاطمہ زہرہ سے ہیں اور حضرت فاطمہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی بیٹی ہیں، اس طرح غوث پاک کا سلسلہ حضورِ اکرم تک پہنچا ہے اور وہی ان سب کی اصل ہیں چونکہ غوثِ اعظم عبد القادر جیلانی والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں اس لیے ان کو حسنی چاند اور حسینی اجالا کہا گیا۔ چاند کی روشنی دراصل سورج ہی کی رہینِ منّت ہے اور چاند کی ایک منزل ہے اور جب سورج کی روشنی برج سے ہوکر آتی ہے تو چاند اس منزل پر روشنی پاتا ہے۔ نبوی ظل سے روشنی برج میں پہنچی اور مولا علی نے برج سے بتولی منزل کو ظلّ نبوی کی روشنی پہنچائی اور چاند چمکا یعنی حضرت حسن وجود میں آئے اور غوث اعظم اولاد حسن ہیں لہٰذا انہیں حسنی چاند کہا گیا اور والدہ کی طرف سے سیدنا غوث پاک حسینی ہیں لہٰذا یہ حسینی اجالے ہیں گویا غوث اعظم ایسے چاند ہیں جس میں حسینی اجالا ہے اور ساری روشنی سرکارِ مدینہ خورشیدِ رسالت ﷺ کی عطا کردہ ہے۔ اس طرح امام احمد رضا نے نجوم کی مصطلحات اور معلومات سے شعر کو صداقت کا جامہ پہنا دیا اور اپنی بات واضح کردی۔

علمِ ہیئت پر مبنی اشعار

سیاہی مائل اس کی چاندنی ہے
قمر کا یوں فلک مائل ہے یا غوث

طلائے مہر ہے ٹکسال باہر
کہ خارج مرکز حامل ہے یا غوث

ہر میزاں میں چھپا ہو تو حمل میں چمکے!!
ڈالے دو بوند شب دے میں جو بارانِ عرب

اس شعر میں سرکارِ مدینہ ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے کہ کس طرح برج میزان میں چھپا ہوا سورج ان کے حکم سے حمل میں آکر

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

چمکنے لگتا ہے اور کالی رات روشن ہو جاتی ہے اور وقت دن میں تبدیل ہوتا ہے۔

ارضیات پر مبنی ایک شعر

نبوی خور علوی کوہ بتول معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلاّ تیرا

جدید سائنس دانوں اور ماہرین ارضیات نے ہیرا اور کوئلہ کو ایک ہی فیملی کاربن کا ممبر بتایا ہے اور تجربات سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اگر کوئلے کو ایک مخصوص مدت تک ایک مخصوص حرارت ملتی رہے تو کان کے اندر مختلف ری ایکشنز سے وہ بھی ہیرا بن سکتا ہے۔ ویسے دامنِ کوہ میں جو ہیرا ملتا ہے وہ سورج کی حرارت اور اس کی توانائی سے ایک خاص ہیرے کی شکل حاصل کرتا ہے جسے لعل کہتے ہیں جس کی آب و تاب اور رنگ ہی اور ہوتا ہے حضرت غوثِ اعظم کو امام احمد رضا نے حسنی لعل کہا ہے تو ظاہر ہے یہ ہیرا علوی کوہ کے دامن میں موجود بتولی کان کا ہے اور اسے حرارت و توانائی نبوی خورشید یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ سے ملی ہے اس لیے کہ وہی ان کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔ سرکار غوث پاک والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی سیّد ہیں اور اس طرح یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بھی اولاد ہیں اور اصل ان سب کی سرورِ کونین ﷺ ہیں۔ امام احمد رضا فاضلِ بریلوی نے ارضیات کی اصطلاح اور اس کے علم کی بنا پر بہت ہی خوبصورت شعر کہا ہے، جس میں صداقت بھی ہے اور حسن بھی اور ساتھ ہی ساتھ معنٰی آفرینی اور بلند خیالی بھی۔

علمِ طبعیات پر مبنی اشعار

آج علمِ طبعیات (فزکس) میں وقت، رفتار اور زبان سے متعلق اہم تھیوریاں رائج ہیں اور اگر کوئی شے بہت زیادہ تیز رفتاری سے حرکت کرے اور اس کی حرکت میں واقع ہونے پائے تو وہ خلا میں پہنچ کر اس سے آگے دوسرے مقامات تک بھی جا سکتا ہے اور اگر کوئی شے روشنی کی رفتار حاصل کرے تو اس کے لیے زماں کا فاصلہ کچھ نہیں رہ جاتا۔ قدیم ہیئت دان اور یونانی فلسفی فلک کے خرق و التیام کے قائل نہیں تھے، لیکن موجودہ دور کی سائنسی ترقی اور خلائی سیاروں کو چاند تک پہنچانے والوں نے اس فلکیاتی نظریۂ یونان کو باطل کر دیا جیسے مسلمانوں نے کبھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ اب حضرت رضا قدس سرہٗ کے مندرجہ ذیل اشعار میں فزکس کی اس تھیوری اور وقت و فاصلہ اور زمان سے متعلق نظریات ملاحظہ کریں۔

عرش جس خوبیِ رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سروِ خراماں ہم کو
بانِ فلسفی سے امن خرق و التیام اسری
پناہ دور رحمت ہائے یک ساعت تسلسل کو
کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جایئے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

آج کی یونیورسٹیوں میں فلسفہ و منطق کو شعبۂ سائنس سے علیحدہ رکھا گیا ہے۔ سائنس کے تحت دورِ جدید میں فزکس، کیمسٹری، اسٹرونومی (ہیئت)، اسٹرولوجی (نجوم)، ارضیات (جیولوجی) وغیرہ آتے ہیں، لیکن یہ بھی ایک سچائی ہے کہ ہر مضمون کی خود اپنی ایک فلاسفی ہوتی ہے اور جدید ریاضی اونچے درجات میں پہنچ کر خود لاجک (منطق) اور فلسفہ بن گئی ہے۔ یہاں ہندسے نے ارتھ میٹک تک محدود نہ رہ کر ماڈرن الجبرا میں ایک عجیب مقام بنالیا ہے۔ آج الجبرا میں رنگ تھیوری، سیٹ تھیوری، کمپلکس ویری ایبل، ٹاپولوجی، تھیوری آف ری ایل ویری ایبل وغیرہ فلسفہ و منطق کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ مابعد الطبعیات (میٹافزکس) خود ہی فلسفہ ہے، لہٰذا اب ذیل میں فلسفہ و منطق، مابعد الطبعیات اور سائنس و ریاضی کے تحت کچھ اشعار پیش کروں گا:

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفٰے کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

(فلسفہ، ذکرِ معراج)

غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بنا، تم بِنا تم پہ کروروں درود

(فلسفہ)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ممکن میں یہ قدرت کہاں، واجب میں عبدیت کہاں!
حیران ہوں یہ بھی ہے خطا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
(فلسفہ مابعد الطبعیات)

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے
(فلسفہ ذکر معراج)

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے
(فلسفہ ذکر معراج)

سراغِ اَین و متٰی کہاں ہے نشانِ کَیف و الیٰ کہاں ہے!
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
(مابعد الطبعیات)

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور!
لِمْ ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پہ کروروں درود
(منطق)

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حدِّ اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا!
(منطق)

کمان امکان کے جھوٹے نقطو تم ہی اول و آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے!
(جیومیٹری)

خط، دائرہ اور دوسری شکلیں مثلاً پیرابولا، ہاپیر بولا وغیرہ سب نقطے ہی کے راستے ہیں اور اسی سے بنے ہیں۔ ایک مختلف زاویوں سے راستہ طے کرکے مختلف شکلیں بنانا ہے۔ نقطے کی اس چال کو لوکس یعنی خطِ سفر کہتے ہیں۔ دائرہ بھی نقطے ہی کے ایک مخصوص راستہ طے کرنے کی وجہ سے بنتا ہے اور جب دائرہ کھینچا ہوا ہو تو یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ نقطے نے کس مقام سے چل کر سفر شروع کیا تھا اور کونسا نقطۂ اوّل ہے اور کونسا آخر، اور یہ بھی نہیں بتایا جاسکتا کہ دائرے کی تشکیل کے لیے یہ داہنے سمت سے چلا تھا یا بائیں سمت سے۔ یعنی کلاک وائز یا اینٹی کلاک وائز۔ اس شعر میں انہیں نکتوں کو پیشِ نظر رکھ کر معراج کا فلسفہ پیش کیا گیا ہے یہاں کمان امکان سے مراد دائرہ ہے ایک شعر اور ملاحظہ ہو۔

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاضل خطوط واصل
کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

م۔ مرکز ہے اور ب۔ ج محیط۔۔۔ ا، د۔ب، ج۔ اور خطوط واصل معراج کے بیان میں قرب کا ذکر کس خوبی سے جیومیٹری کی اصطلاحات اور وہ خاص کیفیت جسے لیمیٹنگ پوزیشن کہتے ہیں کا نقشہ کھینچتے ہیں بغیر ریاضی کے علم کے اس طرح کا بیان کسی علم کے ذریعے ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ ان اشعار سے حضرت رضا کی تبحّرِ علمی، ریاضی و سائنس میں ان کی مہارت اور ان کی شاعرانہ فنکاری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

منقبت بحضور سیّدی اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
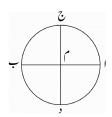
ہم نے دیکھا ہی نہیں تم سا کہیں احمد رضا
کوئی تیری خوبیوں جیسا نہیں احمد رضا
واصفِ شاہِ مدینہ زندگی بھر تُو رہا
عُمر بھر کی مدحتِ سُلطانِ دیں احمد رضا
بے مثل اک عاشقِ محبوبِ ربِّ کائنات
جاں نثارِ رحمتِ للعالمیں احمد رضا
اوج دینِ حق کی خاطر، خدمتِ اسلام میں
تیرے جُملے کارنامے ہیں حَسیں احمد رضا
علم و عرفان کا ہے وہ مُشتاقؔ خورشیدِ مُنیر
''آسمانِ علم کا ماہِ مُبیں احمد رضا''

محمد مُشتاق حسین قادری
(فاضل دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

رضا ھائر ایجوکیشن پروجیکٹ

شذرہ سکندری (شعبہ اُردو، شاہ عبدالطیف یونیورسٹی، خیرپور)

رضاہائرایجوکشن پروجیکٹ کے تحت ہر ماہ رضویات کے کسی عنوان پر تحقیق کا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ ادارے کی کوشش ہے کہ یہ خاکے متعلقہ علم و فن کے ماہرین پیش کریں تاکہ سے ان شعبوں میں کالج اور یونیورسٹی سطح پر تحقیق کی حوصلہ افزائی ہوسکے۔اس ماہ کا خاکہ امام احمد رضا کے برادرِ گرامی حسن رضاخاں بریلوی سے متعلق ہے۔ حسن بریلوی اُردوشاعری و تصانیف کے حوالے سے مذہبی طبقے میں متعارف ہیں مگر آپکی شخصیت و فن پر اب تک تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑا طبقہ آپ کی ادبی خدمات سے کم واقف ہے۔ حسن بریلوی پر اس زاویے سے تحقیق کے لئے درج ذیل خاکہ محترمہ شذرہ سکندری نے مرتب کیا ہے۔ شذرہ سکندری شاہ عبدالطیف یونیورسٹی کے شعبہ اُردو میں مدرس ہیں نیز کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ ادارہ اس موضوع پر تحقیق کے خواہشمند اسکالرز سے تعاون کے لئے تیار ہے۔(عبید)

حسن رضاخاں بریلوی: فن و شخصیت

مقدمہ

بابِ اوّل: حسن رضاخاں بریلوی کے دور کی ادبی صورتحال

فصلِ اوّل: حسن رضاخاں بریلوی کے عہد میں اُردوشاعری کا فنی و موضوعاتی مطالعہ

فصل دوم: حسن رضاخاں کے عہد میں اردو نثر کا مطالعہ، اسلوب کے خصوصی حوالے سے

بابِ دوم: حسن رضاخاں بریلوی کی سوانح حیات

فصل اول: آباواجداد

فصل دوم: ولادت، ابتدائی تعلیم، اساتذہ

فصل سوم: سیاسی، سماجی اور معاشرتی مقام و مرتبہ

فصل چہارم: حسن رضاخاں بریلوی کی تصانیف کا مختصر جائزہ

باب سوم: حسن رضاخاں بریلوی کی غزل گوئی

فصل اول: حسن رضاخاں بریلوی کی غزل گوئی کا موضوعاتی مطالعہ

فصل دوم: حسن رضاخاں بریلوی کی غزل گوئی کا فنی تجزیہ

فصل سوم: حسن رضاخاں بریلوی کی غزل گوئی پر داغ دہلوی کے اثرات کا مطالعہ

فصل چہارم: اردو غزل گوئی میں حسن رضابریلوی کا مقام و مرتبہ

باب چہارم: حسن رضاخاں بریلوی کی نعتیہ شاعری

فصل اول: حسن رضا سے قبل اردو نعت کی روایت کا مطالعہ

فصل دوم: حسن رضابریلوی کی نعت گوئی کا فنی مطالعہ

فصل سوم: حسن رضابریلوی کی نعت کا فکری مطالعہ

فصل چہارم: اردو نعت گوئی میں حسن رضاخاں کی انفرادیت و مقام

باب پنجم: حسن رضاخاں بریلوی کی نثر نگاری

فصل اول: حسن رضاخاں بریلوی کی نثری تصانیف کا تعارف

فصل دوم: حسن رضاخاں بریلوی کے نثری اسلوب کا تجزیہ

باب پنجم۔ حسن رضابریلوی کی اردوشاعری کا مجموعی مطالعہ

(تمام شاعرانہ اصناف نیز شاعرانہ زبان کا مطالعہ)

باب ششم۔ اردوادب میں حسن رضاخاں بریلوی کا مرتبہ

خلاصہ تحقیق

حاصل تحقیق

سفارشات

کتابیات

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

کلامِ رضا اور عقیدۂ ختمِ نبوّت

سیّد شبیر حسین شاہ زاہد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی ہندوستان کی وہ نابغۂ روزگار شخصیت تھے جن کے علوم کمالات کا اندازہ ہر دور میں کیا گیا ہے اور جن کے علمی، ادبی، فقہی، دینی اور فکری کمالات کا احاطہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے۔ جن کی عبقری شخصیت کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے علامہ محمد اقبال نے اپنے تاثرات کا اظہار ان لفظوں میں کیا ہے: ''ہندوستان کے آخر دور میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ ان کے فتاویٰ، ان کی ذہانت، فطانت، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں ان کے تجر علمی کے شاہد ہیں۔ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے۔'' (دیکھیے شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، قسط ۷، ص ۳۲۸، عنوان بریلوی احمد رضا خان)[۱]

عقیدۂ ختمِ نبوت، اسلام کا اہم ترین اور بنیادی عقیدہ ہے۔ جس پر تمام دینی عقائد کی عمارت استوار ہے۔ ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک ایک لاکھ سے زائد انبیا اور تین سو تیرہ رسول مبعوث ہو چکے۔ حضور رسالت مآب ﷺ اللہ کی طرف سے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اور نہ کوئی پرانا نبی دوبارہ دعوائے نبوت کے ساتھ واپس آئے گا۔ اب قیامت تک حضور ختم المرسلین ﷺ کی نبوت کا ڈنکا بجتا رہے گا اور قرآن مجید کی حکمرانی قائم رہے گی اور امتِ مسلمہ پھلتی پھولتی رہے گی۔ کسی بھی قسم کا ظلی، بروزی، امتی، تبع، مثیل نبی کا تصور اب ناقابل فہم ہے۔ وحی کا دعویٰ بھی اب کفر شمار ہوگا۔ قرآنِ مجید نے سورۂ احزاب کی آیت۔ ۴۰ کے حوالے سے واضح طور پر اختتام منصب نبوت کا اعلان فرمادیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شیئ علیما (محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور سلسلۂ انبیا کو ختم کرنے والے اور اللہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے)۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اس پر آشوب دور میں ہوئے کہ جب ہندوستان میں غاصب انگریزوں کی حکومت تھی۔ ہندوؤں، عیسائیوں اور اسلام دشمن مسلمانوں کی متفرقہ و مشترکہ سازشیں مسلمانانِ ہند کے شیرازے کو بکھیرنے میں مصروف تھیں۔ انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی بھی آپ ہی کے دور میں ہوا۔[۲] جسے دعوائے کفر، عمل کذب، کلماتِ باطل اور نظریاتِ قاتل کی وجہ سے ''مسیلمہ پنجاب'' کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے نہ صرف مرزا قادیانی کے اعمال وعقائد کی گرفت کی، بلکہ بدلائل اس پر کفر وارتداد کے فتوے صادر فرمائے؛ جو آپ کی متعدد کتب اور فتاویٰ میں ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں مثلاً ختم نبوت، حسام الحرمین، رسائلِ ردِّ قادیانیت، تاریخ محاسبہ قادیانیت اور فتاوی رضویہ کی مجلدات۔ آپ شاعری بالخصوص نعتیہ شاعری کے بے تاج بادشاہ تھے۔ آپ نے اپنے شاعرانہ کلام میں متعدد جگہ اثباتِ ختم نبوت پر اشعار مدون فرمائے۔ مثلاً ''حدائق بخشش'' میں آپ فرماتے ہیں۔

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی

بجھ گئیں جس کے آگے سب ہی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

خلق سے اولیا، اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

ملکِ کونین میں انبیا تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

آتے رہے انبیا کما قیل لھم
والخاتم حقکم کہ ختم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

(ص ۱۰۲، رباعی اول)

نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا
تاجور نے کرلیا کچا علاقہ نور کا
انبیا اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

(حصہ دوم، ص ۵۔۴)

سب سے اول سب سے آخر
ابتدا ہو انتہا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے
تم موخر مبتدا ہو

(ص ۴۴، خلاصہ فکر وعرض خاص)

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(ص ۲۵ نعت ''مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام'')

اعلیٰ حضرت نے اپنی ''مثنوی رد امثالیہ'' میں بھی ختم نبوت کا اثبات کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ

کن ظہور مہدی عالی جناب
برزمین آعیسٰی گردوں قباب
آں یکے گویاں محمد آدمی ست
چوں من و در وحی اورا بر تریست

(بحوالہ حدائق بخشش حصہ دوم، ص ۷۷)

جزورسالت نیست فرقے درمیاں
من برادر خورد باشم او کلاں
نیست پایانش الی یوم التناد
ختم کن واللہ اعلم بالرشاد

(بحوالہ ایضاً، ص ۷۹)

در دلِ شاں قصد تازہ فتنہا
برلبِ شاں ایں کلامِ ناسزا
گر بہ شش طبقاتِ زیرینِ زمیں
حق فرستاد انبیا و مرسلیں
شش چو آدم شش چو موسیٰ شش مسیح
شش خلیل اللہ شش نوح و نجیح
ہمد رانہا شش چو ختم الانبیا
مثلِ احمد در صفاتِ اعتلا
انبیائے سابقیں اے محتشم!
شمعہا بودند درلیل و ظلم
درمیانِ ظلمت و ظلم و غلو
مستنیر از نور ہریک قومِ او
آفتابِ خاتمیّت شد بلند
مہر آمد شمعہا خامش شدند
تاج مثلیت گہی برسر نہند
گہ خطابِ خاتمیّت می دہند

(حوالہ ایضاً، ص ۸۴)

گاہ بالذات ست آں ختمِ اے ہمام
گاہ بالعرض آمد و تخییل خام
می رسد ازوے بہر فرض نبی
شقۂ معزولی از پیغمبری

(حوالہ ایضاً، ص ۸۵)

اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیف ''الاستمداد علی اجیال الارتداد''[۳] میں متعدد مسلمان فرقوں کے وہ اقوال بھی اپنی شاعری میں سموئے ہیں جو عقیدۂ ختمِ نبوت کے منافی ہیں۔ ان اشعار کا حوالہ جاتی پس منظر مذکورہ کتاب کے حاشیے میں مولانا مصطفٰے رضا خاں بریلوی نے تفصیلاً دیا ہے۔ جس کا یہاں موقع و مقام نہیں ہے۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار اسی سلسلے میں ہدیہ ہیں: (الف) وہابیوں کے مخالف عقیدۂ ختمِ نبوت اعتقادات پر یوں روشنی ڈالتے ہیں کہ:

اسرار روئیت ختم نبوت
سب کو عدم میں سلاتے یہ ہیں

(ص ۴۱)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ختم جنہوں نے نبوت کر دی
جس پر دل ہمکاتے یہ ہیں

(ص ۴۸)

(با) دیوبندی حضرات کے عقیدۂ ختم نبوت سے متضاد و متحارب اقوال وعقائد کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ:

شاہ کے پچھلے نبی ہونے کو
فضل سے خالی بتاتے یہ ہیں
منکرِ خاتم کو پھر کافر بھی
دھوکے کو لکھ جاتے یہ ہیں
در کفر و دین ماندہ مذبذب
نے ایمان نہ ثباتے یہ ہیں
دھوکہ کھل گیا چند ورق پر
پھر وہی پلٹا کھاتے یہ ہیں
شہ کے بعد نبوت تازہ
پاک خلل سے بتاتے یہ ہیں

(ص ۷۹)

(تا) مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی) کے رسالے امدادیہ کے حوالے سے انکار ختم نبوت پر آپ نے یہ اشعار مدون کیے۔

وار جو ختم نبوت پر تھے
اب وہ بیج اگاتے یہ ہیں
یعنی اپنے نبی جینے کو
تسکین بخش بتاتے یہ ہیں
اپنے نام پہ استقلالاً
صلی علی بھنواتے یہ ہیں

غرض کہ اسی طرح آپ نے مشکوک، مبہم اور کفریہ اقوال پر گرفت کی ہے اور اپنا عاشقانہ مسلک اور دوسروں کا فاسقانہ عقیدہ بیان کیا ہے۔ آپ نے کسی کی کوئی رورعایت نہیں کی۔ جب وقت آیا تو بلا جھجک اور بلا مروت انہیں دین کی کسوٹی پر پر کھا۔ منکرینِ عقیدۂ ختم نبوت "حدائق بخشش" میں مناقبِ غوث الاعظم میں شامل متعدد اشعار کے حوالے سے آپ کو منکرِ ختم نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح سوادِ اعظم کو یہ باور کراتے ہیں کہ تمہارے امام کا اگر عقیدہ مخالف ہو کر بھی تمہارا امام مسلمان رہ سکتا ہے تو ہم بھی کیوں نہیں رہ سکتے۔ کراچی سے میرے ایک مہربان نے ایک مکتوب کے ذریعے آپ پر یوں انگشت نمائی کی ہے: "احمد رضا خاں بریلوی اپنی نعتیہ نظموں کے مجموعہ کتاب حدائق بخشش میں عبد القادر جیلانی کے مناقب یوں بیان کرتے ہیں۔" ص ۱۲۰۔

قد بے سایہ ظل کبریا ہے
تو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث

(ص ۱۸۵)

ترجمہ: "عبد القادر جیلانی کے بعد پھر سے آغازِ رسالت ہو گا اور وہ نیا رسول بھی شیخ جیلانی کے تابع ہو گا"[۴۱] پھر فرماتے ہیں کہ "مندرجہ بالا خیالات کے حامل ختم نبوت کو نہیں مانتے اس لحاظ سے کیا انہیں دین اسلام سے خارج تسلیم کیا جائے گا؟" گفتگو کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ بہتر ہو گا کہ موضوع زیر بحث سے متعلق چند اشعار حدائق بخشش ہی سے ہدیہ ناظرین کر دیے جائیں۔ تاکہ الوہیت و رسالت اور رسالت وولایت میں ملحوظ حد ادب کے بارے میں فاضل بریلوی کے عقائد واضح کیے جاسکیں۔ فضائل سرکار غوثیت وِصل دوم وسوم مشمولہ حدائق بخشش حصہ اول میں آپ فرماتے ہیں کہ:

نبی سے آخذ اور امت پر فائض
ادھر قابل ادھر فاعل ہے یا غوث
الوہیت، نبوت کے سوا تو
تمام افضال کا قابل ہے یا غوث
نبی کے قدموں پر ہے جز نبوت
کہ "ختم" اس راہ میں حائل ہے یا غوث
الوہیت ہی احمد نے نہ پائی
نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث

فاضل بریلوی کے ان نظریات سے یہ اندازہ کرنا کرئی اتنا مشکل نہیں ہے کہ آپ حضرت سید عبد القادر جیلانی غوث اعظم کو کمالات نبوت و فضائل رسالت کا مظہر سمجھتے ہیں لیکن چونکہ سرور کائنات ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت منقطع ہے لہٰذا آپ بھی نبی نہیں ہو سکتے۔ یہ نظریہ بعینہٖ حدیث سے اخذ کردہ ہے۔ جو اس طرح ہے کہ: (۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ہوتا تو عمر ہوتا"۔(۲) رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ "اے علی! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون، مگر میرے بعد نبوت نہیں ہے۔" (۳) ختم المرتبت ﷺ نے فرمایا کہ "اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔" (۴) خاتم الانبیا ﷺ نے فرمایا کہ "اگر ابراہیم (آپ کے صاحبزادے) زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔"

درج بالا چاروں ارشادات رسالت میں ایک بات واضح طور پر محسوس کی جاسکتی ہے کہ حضرت عمر، علی، ابو بکر اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم میں کمالات و اوصاف نبوت کو قبول کرنے کی مکمل صلاحیتیں موجود تھیں۔ آپ سب حضرات قدسی کمالات و صفات نبوی کے مظہر تو بنے مگر چونکہ شرف نبوت اب کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا اس لیے آپ بھی نبی نہ بن سکے۔ بالکل یہی بات فاضل بریلوی نے کہی کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم اوصاف و کمالات کے مظہر تو ہیں مگر چونکہ منصب نبوت رسول اللہ ﷺ کے بعد منقطع ہوچکا ہے اس لیے نہ آپ نبی ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں۔ منصب ہی منقطع ہوچکا ہے لہٰذا آپ نبی نہیں ہیں۔ منقبت میں تعریفی لہجہ اور انداز بیان کی بلندی کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ منقبت، منقبت ہی ہوتی ہے نعت نہیں ہوسکتی۔ اگر آپ سرکار غوث صمدانی کو کسی بھی قسم کا نبی سمجھتے تو ان کی منقبت نہ کرتے بلکہ نعت کہتے لیکن آپ کے پورے کلام میں سے ایک بھی مثال ایسی پیش نہیں کی جاسکتی۔

رسولِ اکرم شاہِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علما انبیائے بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔) اس ارشادِ رسالت میں علما کو انبیائے بنی اسرائیل فرمانے کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقتاً علمائے امت محمدی انبیا کے زمرے میں آگئے۔ بلکہ یہ ہے کہ عمل و اثرات کے لحاظ سے یہ انبیائے بنی اسرائیل کا کردار ادا کریں گے۔ مثلاً تبلیغِ دین اور تشہیرِ حق کے لیے انبیا کی سی کوششیں۔ حمیتِ دین کے لیے انبیا کا سا کردار، انہماک فی العبادت اور تقوے میں انبیا کی سی مماثلت، خشیت الٰہی، ورع اور عاجزی میں انبیا کی متابعت، کرامات کے ذریعے معجزۂ انبیا کا تمثل۔ یہ وہ نبوی کمالات ہیں جو اولیاے امت و علماے امت کو فرداً فرداً عطا فرمائے گے۔ مجموعی طور پر ایک نبی میں جتنے کمالات ہوسکتے ہیں ان کو ایک ایک کرکے اولیائے امت پر تقسیم کر دیا گیا اور بقول حضرت مجدد الف ثانی "انہوں نے انبیا کا پس خوردہ کھایا پس کمالاتِ نبوی بھی متابعت نبوت کے سبب ان کو حاصل ہوئے۔" یہی وہ کمالات ہیں جن کے سیدنا غوث اعظم میں ہونے کا ذکر اعلیٰ حضرت نے اپنے مناقبی قصیدہ میں کیا ہے۔ باقی جہاں تک فضیلتِ نبوت علی الولایت کا تعلق ہے اس کے آپ شدت سے قائل ہیں۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی تصانیف میں خود سیدنا سید الاسیاد، فرد الافراد، غوثِ اعظم، غیثِ اکرم، غیاثِ عالم، محبوبِ سبحانی، مطلوبِ ربانی، شاہبازِ لامکانی، ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی کا یہ قولِ فیصل نقل کیا ہے کہ: "ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد اکرم ﷺ کے قدمِ پاک پر ہوں۔ مصطفیٰ ﷺ نے جہاں سے قدم اٹھایا میں نے اسی جگہ قدم رکھا۔ مگر نبوت کے قدم کہ ان کی طرف غیر نبی کو اصلاً راہ نہیں۔" سیدنا غوثِ اعظم کے اس فرمانِ عالی سے یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ آپ بھی اتباع انبیا کے قائل تھے۔ منصبِ نبوت کے حصول کا عقیدہ نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لیے جائز سمجھتے تھے اور نہ دوسروں کے لیے۔ فاضلِ بریلوی کا یہ اقتباس اپنی تصانیف میں درج کرنا اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ آپ باوجود اعلیٰ ترین منقبت کے سرکار غوثِ اعظم کو مرتبۂ نبوّت سے دور سمجھتے تھے۔ لہٰذا فاضلِ بریلوی پر انکار ختمِ نبوّت کا اتہام ان کے عقائد و نظریات سے جہالت کی دلیل ہے۔

حواشی

۱۔ علامہ اقبال نے جس شدّت کا ذکر کیا ہے۔ وہ حبِّ رسول اور عشقِ رسول کی مظہر ہے کہ آپ کسی بھی ذریعہ دلیل سے رسول کی شان میں گستاخی کرنے والے کے حق میں بہت شدید ہیں۔ یہ شدّت آپ کے عشقِ رسول کے جذبے کا تقاضا بھی ہے، جس کا اعتراف مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی کیا ہے دیکھیے فقہ القرآن، جلد پنجم، ص۸، از مولانا عمر احمد عثمانی۔

۲۔ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو "مرزا قادیانی" لکھتے ہیں، "غلام احمد" اس کے نام سے حذف کر دیتے ہیں اس لیے کہ وہ غلام احمد نہیں بلکہ گستاخ احمد تھا۔ قادیانی فرقے کو آپ احمد یا قادیانی نہیں لکھتے بلکہ "غلامیہ" لکھتے ہیں۔ غلام احمد کی نسبت سے یا غلام انگریز کی نسبت سے۔

۳۔ شائع کردہ مظہر فیض رضا، برج منڈی، فیصل آباد۔

۴۔ مجھے یہ شعر مل نہ سکا جس کا ترجمہ میرے مہربان نے دیا ہے۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

حجۃ الاسلام، ایک مختصر تعارف

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی (بریلی شریف)

حجۃ اسلام شاہ حامد رضا خاں بریلوی کی حیات و خدمات پر پیشِ نظر مضمون ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی رحمۃ اللہ علیہ کی کاوش ہے۔ ڈاکٹر عزیزی ہی کی زیرِ سرپرستی ماہنامہ دنیا بریلی شریف کے مدیر جناب یونس رضا مونس حضرت حجۃ الاسلام پر پی، ایچ، ڈی مقالے کی تکمیل میں مصروف تھے۔ اب اگرچہ ڈاکٹر عزیزی ظاہری طور پر ہمارے درمیان نہیں مگر ان کے علمی کارنامے رضویات کے سفر میں نئے شامل ہونے والے محققین کے لیے راہنمائی کا ذریعہ رہیں گے۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کوشش رہے گی کہ آپ کے مقالات وقتاً فوقتاً ماہنامہ معارفِ رضا کی زینت بنتے رہیں۔ عبید

چودھویں صدی کے مجدد، مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کے فرزندِ اکبر ماہِ ربیع الاوّل ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء محلّہ سوداگران، بریلی شریف میں تولد ہوئے۔ محمد نام پر عقیقہ ہوا، عرف حامد رضا رکھا گیا، اس طرح پورا نام محمد حامد رضا ہوا۔ لفظ محمد کے اعداد ۹۲/ ہیں اور اس لحاظ سے عقیقہ کا یہ نام حجۃ الاسلام کا تاریخی نام بھی بن جاتا ہے اس لیے کہ ۱۲۹۲ھ آپ کا سنِّ ولادت بھی ہے۔ حجۃ الاسلام آپ کا خطاب ہے، شیخ الانام اور جمال الاولیا کے القاب سے بھی آپ کو یاد کیا گیا۔

درس وتدریس

حضرت حجۃ الاسلام نے جملہ علوم وفنون اپنے والدِ گرامی سے حاصل کیے۔ درس کے وقت آپ کے بعض سوالات حضور اعلیٰ حضرت کو ایسے پسند آتے کہ "قال الولد الاعز" لکھ کر سوال اور جواب قلم بند فرمادیتے۔ مدینہ طیبہ کے جیّد عالم حضرت علامہ عبد القادری طرابلسی شامی سے حجۃ الاسلام کا جو مکالمہ ہوا اس کا تذکرہ اعلیٰ حضرت نے ملفوظات میں خود فرمایا۔ ۱۳۲۳ھ میں حضور اعلیٰ حضرت کے دوسرے اور تاریخی حج وزیارت کے موقع پر جب آپ پہلی بار ان کے ہمراہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں شیخ العلی حضرت علامہ محمد سعید بابصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت علامہ سید احمد برزنجی کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے، اکابر علما نے انہیں سندیں عطا کیں۔ حضرت علامہ خلیل خربوطی نے سندِ فقہِ حنفی عطا فرمائی، جو علامہ سید طحطاوی سے انہیں صرف دو واسطوں سے حاصل تھی۔

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے تلامذہ کو خود سیدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی نے سندات عطا فرمائیں۔ دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے درجۂ اعلیٰ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی جگہ پر بھی آپ نے کام کیا، آپ تفسیر "بیضاوی شریف" کے درس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

بیعت وخلافت

حضور حجۃ الاسلام کو بیعت و خلافت کا شرف نور العارفین حضرت سیدنا ابو الحسین احمد نوری نور اللہ مرقدہ سے حاصل ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت نے بھی جمیع سلاسل جس قدر خود ان کو اجازت تھی، اجازت فرمائی اور تمام علوم و فنون، اوراد واعمال اور اذکار واشغال کا مجاز و ماذون کیا۔

حج وزیارت

حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ لرحمۃ نے پہلا حج تو اپنے والد گرامی سیدنا اعلیٰ حضرت کے ہمراہ ۱۳۲۳ھ میں کیا اور دوسری بار حج وزیارت کا شرف ۱۳۲۴ھ میں حاصل ہوا۔ آپ بھی اپنے والدِ ماجد فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ ہی کی طرح ہمہ وقت مدینہ امینہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے بیتاب رہتے تھے۔ اپنی ایک نعتِ پاک کے مقطع میں سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے اپنی بے قراری کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامدؔ و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

اس مقطع سے جہاں آپ کی زیارتِ طیبہ کی بیتابی کا اظہار ہوتا

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ہے، وہیں اپنے برادرِ اصغر مفتیِ اعظم حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ سے غایت درجہ محبت اور ساتھ میں ان کے لیے بھی حاضری کی تمنا کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

مظہر اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام ہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کو اپنے اس فرزندِ ارجمند سے بڑی محبت تھی اور وہ ان پر بڑا ناز بھی کرتے تھے اور کیوں نہ ہو ایسا لائق و فائق، عالم و فاضل، ادیب و خطیب، دیندار و پارسا اور حسین و جمیل بیٹا قسمت والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔

حجۃ الاسلام ہر لحاظ سے اپنے والد کے جانشین اور وارث و امین تھے، ان کی ہر تحریک اور ان کے ہر کام میں معاون و مددگار، ان کے ہمدم و ہمراز، قدم قدم پر ان کے ساتھی اور پیروکار، ان کے دستِ راست اور وکیل تھے۔ تصدیقات حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ سے لے کر وہابیوں، دیوبندیوں اور ندویوں کے رد اور ان کی سرکوبی نیز بدایونیوں اور فرنگی محلیوں کے تعاقب تک ہر موڑ پر اپنے والدِ گرامی کا ساتھ دیا۔ وہ تمام دینی خدمات جو اعلیٰ حضرت کے ساتھ مواجہہِ اقدس میں آپ نے حرمین طیبین میں سر انجام دیں ان کو اعلیٰ حضرت نے بے حد سراہا ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت پوکھریرا (جواب ضلع سیتا مڑھی بہار میں ہے، اس وقت ضلع مظفر پور میں تھا) کے ایک جلسہ کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب محبیٰ نے دعوت دی، مصروفیت کے سبب اعلیٰ حضرت نے حضرت حجۃ الاسلام کو اپنی جگہ پر وہاں ایک گرامی نامہ کے ساتھ روانہ کر دیا، جس میں یہ تحریر فرمایا: ''اگرچہ میں اپنی مصروفیت کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر حامد رضا کو بھیج رہا ہوں۔ یہ میرے قائم مقام ہیں، ان کو حامد رضا نہیں احمد رضا ہی کہا جائے۔'' اور کیوں نہ ہو، انہیں کے لیے تو حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے:

حامد منّی انا من حامد
حمد سے حمد کماتے یہ ہیں

یعنی حامد مجھ سے اور میں حامد سے ہوں۔ اعلیٰ حضرت کا اس طرح فرمانا ایک طرف تو اپنے فرزند اکبر سے ان کی از حد محبت اور ان پر بے انتہا ناز کا غماز ہے ہی، دوسری جانب اس میں اعلیٰ حضرت کی ایک کرامت بھی پوشیدہ ہے، اعلیٰ حضرت کو معلوم تھا کہ ان کا خاندانی سلسلہ ان کے بڑے بیٹے حامد رضا خاں سے ہی چلے گا۔ اعلیٰ حضرت کے فرزندِ اصغر مفتیِ اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے ایک ہی اولادِ نرینہ ہوئی تھی، جو بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی، آج اعلیٰ حضرت کا خاندان حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ ہی کی اولاد سے چل رہا ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت نے ''الاستمداد'' میں اپنے خلفا کی فہرست حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے نام سے شروع کی اور بڑے بڑے پیارے الفاظ سے ان کو نوازا۔ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی اور حجۃ الاسلام کے ناموں میں اتحاد جملی ہے؛ اسی بنا پر ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے اپنا تعویذ حجۃ الاسلام کے گلے میں ڈال دیا، ایک وقف نامے کی رجسٹری میں حجۃ الاسلام کو متولی قرار دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا: ''مولوی حامد رضا خاں پسر کلاں جولائق، ہوشیار اور دیانت دار ہیں متولی کر کے قابض و دخیل بحیثیت تولیت کاملہ کر دیا۔'' اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کو اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر کیا اور اپنی نمازِ جنازہ پڑھانے کی انہیں کے لیے وصیت فرمائی، اعلیٰ حضرت نے اپنے وصال سے ایک جمعہ قبل اپنے پاس مرید ہونے کے لیے آنے والوں کو حجۃ الاسلام سے بیعت کی ہدایت ان الفاظ میں فرمائی: ''ان کی بیعت میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ میرا ہاتھ، ان کا مرید میرا مرید، ان سے بیعت کرو۔''

علمی و تبلیغی کارنامے

جانشینِ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ ایک بلند پایہ خطیب، مایہ ناز ادیب اور یگانہ روزگار عالم و فاضل تھے۔ دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت، ناموسِ مصطفیٰ کی حفاظت، قوم کی فلاح و بہبود ان کی زندگی کے اصل مقاصد تھے اور یہی سچ ہے کہ وہ غلبۂ اسلام کی خاطر زندہ رہے اور سفر آخرت فرمایا تو پرچم اسلام بلند کر کے اس دنیا سے سرخرو و کامران ہو کر گئے۔ اپنی صدی کے مجدد ان کے والد محترم سیدنا اعلیٰ حضرت نے خود ان کی علمی و دینی خدمات کو سراہا ہے، ان پر ناز کیا ہے، حجۃ الاسلام نے مسلکِ حقہ اہلِ سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی خاطر برّ صغیر کے مختلف شہروں اور قصبوں کے دورے فرمائے، گستاخانِ رسول وہابیہ سے مناظرہ کیے ہیں، سیاست دانوں کے دامِ فریب سے مسلمانوں کو نکالا ہے، شدھی تحریک کی پسپائی کے لیے جی توڑ کر کوشش کی ہے اور ہر جہت سے باطل اور باطل پرستوں کا رد اور انسداد کیا ہے۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مناظرۂ لاہور

ملّتِ اسلامیہ کے منتشر شیرازے کو مجتمع کرنے کی خاطر ۱۵ / شوّال المکرّم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں لاہور میں جماعتِ اہلِ سنّت اور دیوبندی جماعت کے سربر آوردہ لوگوں کی ایک میٹنگ رکھی گئی جو بعد میں مناظرے میں تبدیل ہوگئی، دونوں طرف کے ذمّے داروں کی یہ خواہش تھی کہ گفتگو کے ذریعے مسئلہ طے ہو جائے اور حق واضح ہونے پر حق کو تسلیم کرتے ہوئے دونوں ایک ہو جائیں۔ لہٰذا دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف سے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب ہوا اور جماعتِ اہلِ سنّت کی طرف سے حضرت حجۃ الاسلام کا۔ آپ بریلی سے لاہور تشریف لے گئے، مگر اُدھر سے تھانوی جی نہیں پہنچے، اس موقع پر حجۃ الاسلام نے جو خطبہ دیا وہ بے مثال خطبہ تھا اور سننے والے بڑے بڑے علما و فضلا ان کی فصاحت و بلاغت اور علم و فضل کی جلوہ سامانیاں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اسی موقع پر پنجابی مسلمانوں نے نعرہ لگایا کہ دیوبندی مناظر نہیں آیا تو چھوڑو، اِن کے بھی چہرے دیکھ لو (حجۃ الاسلام کی طرف اشارہ کرکے) اور اُن کے بھی چہرے دیکھ لو (دیوبندیوں کی جانب اشارہ کرکے) اور فیصلہ کر لو کہ حق کدھر ہے۔ اس مناظرے کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام کی ملاقات ڈاکٹر اقبال سے بھی ہوئی، حجۃ الاسلام اور ڈاکٹر اقبال کی ملاقات کا حال حضرت علامہ تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر کیا ہے، جس کا عکس "دعوتِ فکر" از علامہ منشا تابش قصوری ص ۳۵ / پر چھپا بھی ہے۔ ڈاکٹر اقبال کو جب حجۃ الاسلام نے دیوبندی مولوی کی گستاخانہ عبارتیں سنائیں تو وہ سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور بیساختہ بولے کہ مولانا یہ ایسی عباراتِ گستاخانہ ہیں کہ ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑا، ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہیے۔ اسی مناظرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید ایوب علی صاحب رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنی ایک منقبت میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

ہندوستان میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے
لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا
سمجھے تھے کیا اور کیا ہوا ارمان دل میں رہ گیا
تیرے ہی سر سہرا رہا حامد رضا حامد رضا
ایوبؔ قصہ مختصر آیا نہ کوئی وقت پر
تیرے مقابل مَن چلا حامد رضا حامد رضا

حجۃ الاسلام کی سیاسی بصیرت

حجۃ الاسلام سیاست دانوں کی چالوں کو خوب سمجھتے تھے اور اپنے زمانے کے حال سے پوری طرح باخبر رہ کر مسلمانوں کو سیاست و ریاست کے چنگل سے بچانے کی ہر ممکن جدوجہد کرتے رہتے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ اس آندھی میں اڑنے والے مسلم علما قائدین اور دانشوروں سے افہام و تفہیم اور حق نہ قبول کرنے پر ان سے ہر طرح کی نبرد آزمائی کے لیے بھی تیار تھے، چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

ابوالکلام آزاد کی تھرتھراہٹ

بریلی شریف میں تحریکِ خلافت کے اراکین نے ایک جلسہ رکھا جس میں چند علمائے اہلِ سنّت بھی مدعو تھے اور بوقت جلسہ وہ بھی سیاسی نیتاؤں اور مولویوں کے ساتھ براجمان تھے۔ اسی موقع پر مناظرے کی ٹھن گئی، مخالفین کو ابوالکلام آزاد کی طلیق اللسانی اور زبان آوری پر بڑا ناز تھا، اہلِ سنّت و جماعت کی طرف سے حضرت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب بہاری علیہ الرحمۃ جو اس وقت علی گڑھ یونیورسٹی میں شعبۂ دینیات کے صدر تھے مناظر اور حجۃ الاسلام اپنی طرف کے صدر منتخب ہوئے۔ علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے سوالات کی بوچھار شروع کی، حجۃ الاسلام بیچ بیچ میں انھیں ضروری ہدایات دیتے رہے، تھوڑی ہی دیر میں ابوالکلام آزاد اور ان کے رفقا گھبرا اٹھے حتّٰی کہ جس وقت علامہ سید سلیمان اشرف صاحب نے تقریر شروع کی تو ابوالکلام گونگے بن گئے، ہر شخص اپنا اور بے گانہ متعجب تھا کہ آزاد اور ان کے رفقا کو یہ سانپ کیوں سونگ گیا؟ ابوالکلام اس موقع پر بید کی طرح کانپ رہے تھے۔ ابوالکلام آزاد نے ایک بار عربی زبان میں مناظرے کا چیلنج دیا تو حجۃ الاسلام نے منظور کرتے ہوئے یہ شرط رکھی تھی کہ مناظرہ بے نقطہ عربی میں ہوگا، یہ سن کر وہ ہکا بکا رہ گئے اور خاموشی سے نکل جانے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔

مولٰینا عبدالباری فرنگی محلّی کی توبہ

مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلّی پر ان کے کچھ سیاسی حرکات اور تحریرات کی بنا پر سیدنا اعلیٰ حضرت نے ان پر فتویٰ صادر فرمادیا؛ انہیں

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مولانا عبد الباری صاحب نے نجدیوں کے حرمین شریفین کے قبہ جات گرانے اور بے حرمتی کرنے کے سلسلے میں لکھنؤ میں ایک کانفرنس منعقد کی تھی۔ حضرت حجۃ الاسلام صاحب جماعتِ رضائے مصطفےٰ کی طرف سے چند مشہور علما کے ہمراہ لکھنؤ تشریف لے گئے، وہاں عبد الباری صاحب اور ان کے متعلقین و مریدین نے زبردست استقبال کیا، جب مولانا عبد الباری صاحب نے حجۃ الاسلام سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا جب تک میرے والدِ گرامی کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے آپ توبہ نہیں کرلیں گے میں آپ سے نہیں مل سکتا۔ حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلّی علیہ الرحمۃ کا لقب "صوت الایمان" تھا، لہٰذا انہوں نے حق کو حق سمجھ کر کھلے دل سے توبہ کرلی اور یہ فرمایا: "لاج رہے یا نہ رہے، میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے توبہ کررہا ہوں، مجھ کو اس کے دربار میں جانا ہے؛ مولوی احمد رضا خاں نے جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔"

احکامِ شرعیہ اور جرح و بیباکی

لکھنؤ ہی میں مسلمانوں کے نکاح و طلاق کے معاملے میں قانون بنائے جانے کے سلسلے میں ایک کانفرنس کے موقع پر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف سے شرکت کے لیے گئے تھے، اس کانفرنس میں شیعہ اور ندوی مولویوں کے علاوہ شاہ سلیمان چیف جسٹس ہائی کورٹ اور حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی علیہ الرحمہ کے داماد بھتیجے عبد الوالی بھی تھے، حجۃ الاسلام صاحب نے جرح میں سب کو اکھاڑ پھینکا اور فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوا۔

حمایتِ اسلام اور شریعتِ مصطفےٰ و ناموسِ رسالت کے معاملے میں حجۃ الاسلام نے ہمیشہ حق گوئی سے کام لیا، کبھی بھی، کسی بھی مصلحت کو پاس پھٹکنے نہیں دیا۔

مصلحانہ شان و عظمت

۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کے مذہبی و قومی، سیاسی و سماجی اور ملی و معاشی استحکام کے سلسلے میں ایک لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے مراد آباد میں چار روزہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی، جس کی صدارت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے فرمائی تھی اور اس موقع پر آپ نے جو فصیح و بلیغ، پر مغزو پر تدبیر خطبہ دیا تھا وہ آپ کی سیاسی بصیرت، علمی جلالت، مذہبی قیادت و سیادت اور ملی و قومی ہمدردی اور دینی حمایت کی ایک شاندار مثال ہے اور جس سے ان کی عالمانہ، مصلحانہ و مفکرانہ شان و عظمت کا بھرپور اظہار ہوتا ہے۔ یہ خطبہ سب سے پہلے ۱۹۳۵ء میں شہزادۂ حجۃ الاسلام مفسرِ اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ نے "خطبۂ صدارت جمعیت عالیہ" کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس خطبے کی فوٹو کاپی حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب لاہوری نے فقیر کی درخواست پر روانہ فرمائی اور فقیر نے بحکم مخدوم مکرم موجودہ مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ ادارۂ سنّی دنیا سے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔ خطبۂ ہٰذا عوام و خواص، علما و طلبہ ہر ایک کے لیے لائقِ مطالعہ ہے، اس خطبے سے حجۃ الاسلام کی ادبی شان بھی جھلکتی ہے۔

زبان و ادب پر مہارت

حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی زبان دانی، ان کی فصاحت و بلاغت نثر نگاری و شاعری خصوصاً عربی زبان و ادب پر عبور اور مہارت کی تعریف علمائے عرب نے بھی کی ہے۔ ۱۳۴۲ھ میں حجۃ الاسلام کے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر عرب کے معروف عربی داں حضرت شیخ سید حسن دباغ اور سید محمد مالکی ترکی نے آپ کی عربی دانی اور قابلیت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اس طرح اعتراف کیا ہے: "ہم نے ہندوستان کے اکناف و اطراف میں حجۃ الاسلام جیسا فصیح و بلیغ دوسرا نہیں دیکھا، جسے عربی زبان میں اتنا عبور حاصل ہو۔" حضور اعلیٰ حضرت کی عربی زبان کی کتب "الدولۃ المکیہ" اور "کفل الفقیہ الفاہم" کی طباعت کے وقت اعلیٰ حضرت کے حکم پر اسی وقت عربی زبان میں تمہیدات تحریر کردیں جنہیں دیکھ کر اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوئے، خوب سراہا اور دعائیں دیں۔

عربی دانی کا ایک اہم واقعہ

حجۃ الاسلام کو ایک بار دار العلوم معینیہ اجمیر شریف میں طلبہ کا امتحان لینے اور دار العلوم کے معائنے کے لیے دعوت دی گئی، طلبہ کے امتحان وغیرہ سے فارغ ہو کر جب آپ چلنے لگے تو مولانا معین الدین صاحب نے دار العلوم کے معائنے کے سلسلے میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا "فقیر تین زبانیں جانتا ہے، عربی، فارسی اور اردو، آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں"، مولانا معین الدین صاحب اس وقت تک

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

اعلیٰ حضرت یا حجۃ الاسلام سے مکمل طور پر متعارف نہیں تھے، انہوں نے کہہ دیا "عربی میں تحریر کر دیجیے"۔ حضور حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحات کا نہایت ہی فصیح و بلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرما دیا، حجۃ الاسلام کے اس طرح قلم برداشتہ لکھنے پر معین الدین صاحب حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے اور سوچ بھی رہے تھے کہ جانے کیا لکھ رہے ہیں کیوں کہ ان کو بھی اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔ جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمہ کے لیے مولانا مرحوم بیٹھے تو انہیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی۔ بمشکل تمام لغت دیکھ دیکھ کر ترجمہ کیا وہ بھی پورا ترجمہ نہیں کر سکے، بعض الفاظ انہیں لغت میں بھی نہ ملے بعد میں انہیں وہ الفاظ عرب علما کی زبانی اور کچھ ان کی کتب سے حاصل ہوئے تب جا کر انہیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔ اسی لیے عرب کے بڑے بڑے علما حجۃ الاسلام کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ: "ان کی عربی زبان، ان کی گفتگو اور تحریر سب کچھ اہلِ عرب جیسی بلکہ ان سے بہتر ہے۔"

منظوماتِ حجۃ الاسلام

حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ عربی کے زبر دست عالم ہونے کے علاوہ اردو کے بھی بہترین شاعر اور ادیب تھے۔ آپ نے حمد و نعت کے علاوہ منقبتیں بھی کہی ہیں، لیکن آپ کا دیوان آپ کی زندگی میں چھپ نہ سکا جس کی وجہ سے آپ کے کلام محفوظ نہیں رہ سکے، صرف ایک حمد اور تین نعتیں موجود ہیں؛ انھیں میں سے چند اشعار پیش ہیں تاکہ شعر و ادب کے شائقین اور نعت خوان حضرات حجۃ الاسلام کے کلام کو ملاحظہ کریں، ان سے محظوظ ہوں اور ایمان و عقیدہ تازہ کریں اور ان کی شاعرانہ عظمت کا اندازہ کریں۔

حمد

اللہ اللہ اللہ اللہ
دل مرا گدگداتی رہی آرزو
آنکھیں پھر پھر کے کرتی رہیں جستجو
عرش تا فرش ڈھونڈ آیا میں تجھ کو تو
نکلا اقرب ز حبل ورید گلو

اللہ اللہ اللہ اللہ
طور سینا پہ تو جلوہ آرا ہوا
صاف موسیٰ سے فرما دیا لن ترا
اور انی انا اللہ شجر بول اٹھا
تیرے جلووں کی نیزنگیاں چار سو

اللہ اللہ اللہ اللہ
کون تھا جس نے سبحانی فرما دیا
اور ما اعظم شانی کس نے کہا
بایزید اور بسطام میں کون تھا
کب انا الحق تھی منصور کی گفتگو

اللہ اللہ اللہ اللہ
میں نے مانا کہ حامد گنہگار ہے
معصیت کیش ہے اور خطا کار ہے
میرے مولیٰ مگر تو تو غفار ہے
کہتی رحمت ہے مجرم سے لا تقنطوا

اللہ اللہ اللہ اللہ

نعت شریف

گنہگاروں کا روزِ محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دولہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہوگا
کبھی تو چمکے گی نجم قسمت ہلالِ ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرہ پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوش خرام ہوگا
خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی، ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی
انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا
حضورِ روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر، آنکھیں بند، لب پر مرے درود و سلام ہوگا

نعت شریف

محمد مصطفیٰ نورِ خدا نام خدا تم ہو
شہِ خیر الوریٰ شانِ خدا صلے علیٰ تم ہو
نہ کوئی ماہ وش تم سا نہ کوئی مہ جبیں تم سا
حسینوں میں ہو تم ایسے کہ محبوبِ خدا تم ہو

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

حسینوں میں تمہیں تم ہو نبیوں میں تمہیں تم ہو
کہ محبوب خدا تم ہو نبی الانبیا تم ہو
انا من حامد و حامد رضا منّی کے جلووں سے
بحمد اللہ رضا حامد ہیں اور حامد رضا تم ہو

نعت شریف

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ سحر ہے شام دو
ان کے جبینِ نور پر زلفِ سیہ بکھر گئی
جمع ہیں ایک وقت میں ضدین صبح و شام دو
پی کے پلا کے مے کشو ہم کو بچی کچھی ہی دو
قطرہ دو قطرہ ہی سہی کچھ تو برائے نام دو
ایک نگاہِ ناز پر سیکڑوں جام مئے نثار
گردش چشم مست سے ہم نے پیے ہیں جام دو
نامِ حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو
تلووں سے ان کے چار چاند لگ گئے مہر و ماہ کو
ہیں یہ انہیں کی تابشیں ہیں یہ انہیں کے نام دو
اب تو مدینے لے بلا گنبد سبز دے دکھا
حامد و مصطفیٰ تیرے ہند میں ہیں غلام دو

تصانیف و تراجم

حجۃ الاسلام کی تصانیف میں الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی، سد الفرار، سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سبیل العناد والفتنۃ، الاجازات المتینۃ، حاشیۃ ملا جلال مشہور ہیں، الدولۃ المکیۃ کا ترجمہ بھی ان کا علمی و ادبی شاہکار ہے اس کے علاوہ "فتاوٰی حامدیہ" آپ کی فقہی شان وعظمت کا بیّن ثبوت ہے جسے فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب نے انتہائی محنت و مشقت اور کافی تلاش وجستجو کے بعد جمع فرمایا ہے جو اپنے آپ میں ایک عظیم کارنامہ ہے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کی مشہورِ زمانہ کتاب "حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین" جسے انہوں نے اپنے دوسرے حج و زیارت کے موقع پر ۱۳۲۴ھ کو عربی زبان میں تالیف فرمایا تھا اور جس پر علمائے حرمین شریفین کی تقریظات و تصدیقات ہیں، اس کے ترجمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کا ترجمہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے کیا ہے، لیکن یہ غلط ہے اس کا ترجمہ حضور اعلیٰ حضرت کے برادرزادہ یعنی ان کے منجھلے بھائی استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔ اس ترجمے کا نام حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب نے "مبین احکام و تصدیقات اعلام" رکھا۔ یہ تاریخی نام ہے اور ۱۳۲۵ھ میں اس کا ترجمہ ہوا ہے، شروع سے اب تک حسام الحرمین کے جتنے بھی ایڈیشن چھپ چکے ہیں سب پر مترجم کی حیثیت سے علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا ہی نام ہے۔ یہ بھی اعلیٰ حضرت کے خلیفہ ہیں، اعلیٰ حضرت نے "الاستمداد" میں ان کے لیے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

دے حسنین وہ تقبیح ان کو
جس سے برے کھسیاتے یہ ہیں

علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے حضور اعلیٰ حضرت کا وصیت نامہ بھی "وصایا شریف" کے نام سے مرتب کیا ہے، وصیت میں اعلیٰ حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادگان کے ساتھ انھیں بھی شامل کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے بیشتر کتب و رسائل انہیں کے اہتمام میں شائع ہوئے ہیں۔ ان سے اعلیٰ حضرت کی چوتھی صاحبزادی بھی منسوب تھیں۔ ان سے ایک صاحبزادی بھی تھیں جو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔

فنِّ تاریخ گوئی میں کمال

آپ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کی طرح حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کو بھی تاریخ گوئی کے فن میں کمال حاصل تھا۔ ۱۳۴۴ھ میں حضرت مولانا عبدالکریم درس رحمہ اللہ علیہ کے وصال پر حجۃ الاسلام نے درج ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ وصال ۱۳۴۴ھ

مولٰینا القرشی الصدیقی الکرانچوی ۱۳۴۴ھ
رحمۃ اللہ المولیٰ تعالیٰ برحمۃ واسعہ ۱۳۴۴ھ
الشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم ۱۳۴۴ھ
حضرۃ مولٰینا وبکل مجد اولٰینا ۱۳۴۴ھ
ادخلوا خالدین بھا ۱۳۴۴ھ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

نمقه العبد امجانی حامد رضا ۱۳۴۴ھ

النوری الرضوی ۱۳۴۴ھ

درس عبد الکریم عبد کریم
کرد جان خودش بحق تسلیم
موت العالم تمۃ العالم
ثلمۂ دین احمد بے میم
روح الرا وحہ وسقاہ
زاب کوثر وجعفر وتسلیم
درس و وعظ وحمایت سنت
رد بدعات وطرف اہل جحیم
امر معروف ونہی عن المنکر
کارِ او بود در حیات کریم
درس دین نبی بگو حامد
ختم شد در کراچی والتسلیم

۱۳۴۴ھ

نوری مسجد جنکشن بریلی شریف جب بن کر تیار ہوئی تو آپ نے برجستہ عربی میں درج ذیل تاریخیں کہیں:

انما یعمر المسجد من
آمن باللہ والاخریٰ
من بناہ بنی لہ اللہ
بیت د ربجنۃ الماویٰ
شکر اللہ سعی قیمہ
ذی محمد رضا نقی رضیٰ
بخ لعمری بناہ ما اشمخ
ارخ اسّہ فایہ نجل رضیٰ
قلت سبحٰن ربی الاعلیٰ
مسجد اسّس علی تقویٰ

۱۳۲۹ھ

آپ نے اپنے والدِ ماجد اعلیٰ حضرت کے وصال کے موقع پر درجِ ذیل تاریخیں کہیں:

تواریخ الوفاۃ ۱۳۴۰ھ

نور اللہ ضریحہ ۱۳۴۰ھ

شیخ الاسلام والمسلمین ۱۳۴۰ھ

امام ھداۃ السنۃ الحاج احمد رضا ۱۳۴۰ھ

الھاو البریلوی القادری البرکاتی ۱۳۴۰ھ

رضی اللہ الحوزعنہ ۱۳۴۰ھ

راح شیخ الکل فی کل ۱۳۴۰ھ

مولوی معنوی قرآن زبانت ماوری ۱۳۴۰ھ

ھم اولیائی تحت قبائی لایعرفھم ۱۳۴۰ھ

مریدین، خلفا اور تلامذہ

حجۃ الاسلام کے مریدین کی تعدادیوں تو لاکھوں میں تھی، لیکن اب بھی ہزاروں کی تعداد میں ان کے مریدین موجود ہیں: چتوڑ، گڑھ، جے پور، اودے پور، جودھپور، سلطان پور، بریلی واطراف، کانپور، فتح پور، بنارس اور صوبہ بہار وغیرہ میں ان کے مریدین زیادہ ہیں، کراچی اور پاکستان کے مختلف شہروں میں بھی آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔

آپ کے خلفاو تلامذہ میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسرِ اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی، حضرت علامہ محمد حماد رضا خاں قادری بریلوی، محدثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سردار احمد گرداسپوری ثم لائل پوری، حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خاں قادری بریلوی، حضرت علامہ محمد عنایت محمد خاں غوری، حضرت علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی، حضرت علامہ محمد سعید شبلی فرید کوٹی، حضرت علامہ احسان علی صاحب فیض پوری سابق شیخ الحدیث دار العلوم منظرِ اسلام، حضرت علامہ ولی الرحمٰن پوکھریروی، حضرت علامہ حافظ محمد میاں اشرفی، حضرت علامہ ابوالخلیل انیس عالم صاحب بہاری، حضرت علامہ قاضی فضلِ کریم صاحب بہاری، حضرت علامہ رضی احمد صاحب وغیرہ سرِ فہرست ہیں۔ پاکستان کے مشہور شاعر حسان العصر جناب اختر الحامدی بھی حضور حجۃ الاسلام ہی سے شرف بیعت وارادت رکھتے ہیں۔

حضور حجۃ الاسلام اپنے تلامذہ اور خلفا میں سب سے زیادہ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

محدّثِ اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد گرداسپوری سے محبت فرماتے تھے۔ حضرت علامہ سردار احمد صاحب جو میٹرک کر چکے تھے اور پٹواری کی ملازمت بھی اختیار کرلی تھی انھوں نے جب مناظرۂ لاہور کے موقع پر حجۃ الاسلام کے چہرۂ زیبا کو دیکھا تو ان پر فریفتہ ہوگئے۔ آپ ہر روز ان کے رخِ انور کی زیارت کو جلسہ گاہ میں حاضر ہو جاتے اور یک لخت حضور حجۃ الاسلام ہی کو دیکھتے رہتے۔ حضور حجۃ الاسلام کے استفسار پر انھوں نے ان کے ساتھ بریلی شریف چلنے کی تمنا ظاہر کی تو حجۃ الاسلام بکمالِ شفقت اپنے ہمراہ بریلی شریف لائے اور برسوں اپنی صحبت و خدمت میں رکھ کر ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ آپ ایک معمولی پٹواری سے محدّثِ اعظم بن کر افقِ عالم پر چھا گئے۔ محدّثِ اعظم پاکستان نے دارالعلوم منظرِ اسلام اور دارالعلوم مظہرِ اسلام میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں، تقسیمِ ہند کے بعد آپ پاکستان تشریف لے گئے اور لائل پور میں ایک مدرسہ بنام ''مظہر اسلام'' قائم فرمایا اور تادمِ آخری وہیں دینِ متین کی خدمت انجام دیتے رہے، آپ کا مزارِ مبارک لائل پور میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

حسنِ سیرت

جس طرح حجۃ الاسلام کا چہرہ خوبصورت تھا اسی طرح ان کا دل بھی حسین تھا وہ ہر اعتبار سے حسین تھے، صورت و سیرت، اخلاق و کردار، گفتار و رفتار، علم و فضل، زہد و تقویٰ سب میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ حجۃ الاسلام بلند پایہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کے مالک تھے، متواضع اور خلیق، مہربان اور رحیم و کریم تھے، اپنے ہوں یا بیگانے سبھی ان کے حسنِ صورت و سیرت اور حسنِ اخلاق کے معترف تھے، البتہ وہ دشمنانِ دین و سنّیت اور گستاخانِ خدا و رسول کے لیے برہنہ شمشیر تھے اور غلامانِ مصطفےٰ کے لیے شاخِ گل کی مانند لچک دار و نرم خو تھے۔ شبِ برأت آتی تو سب سے معافی مانگتے حتیٰ کہ چھوٹے بچوں، خادماؤں، خادموں اور مریدوں سے بھی فرماتے کہ ''اگر میری طرف سے کوئی بات ہوگئی ہو تو معاف کردو اور کسی کا حق رہ گیا ہو تو بتا دو'' حضور حجۃ الاسلام الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اور اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

حجۃ الاسلام اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی بڑے لطف و کرم اور محبت سے پیش آتے تھے اور لطف یہ کہ ہر مرید و شاگرد یہی سمجھتا کہ اسی سے زیادہ محبت فرماتے ہیں، ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ کلکتہ کے طویل سفر سے بریلی شریف واپس ہوئے، ابھی گر پر اترے بھی نہ تھے کہ بہاری پور بریلی شریف کا ایک شخص آیا جس کا بڑا بھائی آپ سے مرید تھا اور اس وقت بسترِ مرگ پر پڑا ہوا تھا، اس نے عرض کیا: ''حضور روز ہی دیکھ جاتا ہوں، لیکن چونکہ حضور سفر پر تھے اس لیے دولت کدے پر معلوم کرکے واپس مایوس لوٹ جاتا تھا۔ میرے بھائی حضور کے مرید ہیں اور سخت بیمار ہیں، چل نہیں سکتے، ان کی بڑی تمنا ہے کہ کسی صورت اپنے مرشد کا دیدار کرلوں'' اتنا کہنا تھا کہ آپ نے گھر کے سامنے تانگہ رکوا کر اس پر بیٹھے بیٹھے ہی اپنے چھوٹے صاحبزادے نعمانی میاں کو آواز دی اور فرمایا کہ یہ سامان اتروالو میں بیمار کی عیادت کرکے ابھی آتا ہوں اور آپ فوراً اس شخص کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ اللہ اکبر! کلکتہ سے بریلی تک کا لمبا سفر طے کرکے کئی روز کے بعد گھر تشریف لائے، سفر کی تکان مگر اپنے آرام کا کچھ خیال نہیں فرمایا اور ایک غریب کے گھر اس کی عیادت کو اسی عالم میں تشریف لے گئے۔

بنارس کے ایک مرید آپ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے ایک بار انھوں نے آپ کی دعوت کی، احباب میں گھرے رہنے کے سبب آپ ان کے یہاں وقت پر کھانے میں نہیں پہنچ سکے۔ ان صاحب نے کافی انتظار کیا اور جب آپ نہ پہنچے تو گھر میں تالا لگا کر بیوی کے ساتھ کہیں چلے گئے۔ ہجوم ختم ہونے کے بعد جب آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ گھر میں تالا لگا ہوا ہے اور صاحبِ خانہ ندارد، آپ مسکراتے ہوئے لوٹ آئے، بعد میں آپ سے ایک ملاقات میں انھوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کیا، لیکن حجۃ الاسلام نے بجائے ان پر ناراض ہونے یا اپنی ہتکِ عزّت محسوس کرنے کے انھیں الٹا منایا اور ان کی دل جوئی فرمائی۔ یہ تھی احباب کے ساتھ آپ کی شانِ رحیمی و کریمی اور یہی شانِ ولایت بھی ہے۔

آپ خلفائے اعلیٰ حضرت اور اپنے ہم عصر علما سے نہ صرف محبت رکھتے تھے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے جبکہ بیشتر آپ سے عمر میں اور تقریباً علم میں بھی آپ سے چھوٹے اور کم پایہ کے تھے۔ ساداتِ کرام خصوصاً مارہرہ شریف کے مخدوم زادگان کے سامنے تو

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

بچھ جاتے اور ان کو آقاؤں کی طرح احترام دیتے تھے، حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے آپ کو بے پناہ انسیت والفت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے، ان کو آپ ہی نے "شبیہ غوث اعظم" کا لقب دیا تھا۔ حجۃ الاسلام ہر جلسے خصوصاً بریلی شریف کی تقریبات میں ان کا شاندار تعارف کراتے۔ حجۃ الاسلام کے محدّثِ اعظم علیہ الرحمہ سے بھی خوشگوار تعلقات تھے۔ صدرالافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور صدرالشریعہ حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی کو بہت چاہتے تھے، شیر بیشۂ اہلِ سنّت حضرت علامہ محمد حشمت علی صاحب پیلی بھیتی سے بھی بڑے لطف وعنایت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ نے شیر بیشۂ اہلِ سنّت کی شادی میں بھی شرکت فرمائی تھی۔

حافظِ ملّت حضرت علامہ محمد عبدالعزیز صاحب بانی الجامعۃ الاشرفیہ پر بھی آپ خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ حافظِ ملّت کی دعوت پر آپ اپنے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا حماد رضا خاں قادری نعمانی میاں کے ہمراہ ۱۹۳۴ء میں مبارک پور اعظم گڑھ تشریف لے گئے۔ آپ کو اپنے داماد و تلمیذ اور خلیفہ حضرت علامہ تقدس علی خاں قادری بریلوی سے بھی بڑی محبت تھی، علامہ تقدس علی خاں سفر میں آپ کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ الغرض حجۃ الاسلام کے بارے میں مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ زہرہ صورت اور مشتری سیرت انسان تھے۔

حسنِ صورت

حضور حجۃ الاسلام بہت ہی حسین وجمیل اور وجیہہ وشکیل تھے، جانے کتنے غیر مسلم حتّٰی کہ عیسائی پادری بھی آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے، آپ کا چہرہ ہی برہان تھا اور آپ صورت وسیرت ہر اعتبار اور ہر ادا سے اسلام کی حجت، حقانیت کی دلیل اور سچائی کی برہان تھے۔ جے پور، چتوڑ گڑھ، اودے پور اور گوالیر کے راجگان آپ کے دیدار کے لیے بیتاب رہا کرتے تھے اور آپ جب ان راجگان میں سے کسی کے شہر میں بسلسلۂ پروگرام یا مریدین ومتوسلین کے یہاں تشریف لے جاتے تھے تو آپ کی زیارت کے لیے امنڈ پڑتے تھے۔ کئی بدمذہب اور مرتدین صرف آپ کے چہرۂ زیبا ہی کو دیکھ کر تائب ہوئے، آپ کو شہسواری کا بھی شوق تھا آپ کی زمینداری میں اچھی نسل کے گھوڑے موجود تھے۔

حجۃ الاسلام کی شہ سواری کا ایک واقعہ بڑا مشہور ہے: نوجوانی کا عالم تھا، گرمی کی دوپہر میں آپ محلّہ سوداگران کی مسجد کی فصیل پر کچھ دوسرے لوگوں کے ساتھ املی کے درخت کے سائے میں کھڑے تھے، ناگاہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور چیلنج کرنے لگا کہ ہے کوئی جو میرے اس سرکش گھوڑے پر سواری کر سکے؟ حضرت حجۃ الاسلام اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے آگے بڑھے اور جست لگا کر گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ ابتدا میں تو گھوڑے نے شرارت کی، لیکن آپ نے ایڑ لگا کر اسے دوڑنے پر مجبور کر دیا بالآخر گھوڑا آپ کو لے کر ہوا ہو گیا، احباب گھبرا اٹھے اور فوراً جا کر ان کے عمّ محترم حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کو خبر کی، وہ آئے اور گھوڑے والے کو پکڑا اور فرمایا "اگر میرے بچے کو کچھ ہو گیا تو تیری خیر نہیں" ادھر سرکش گھوڑا حجۃ الاسلام کا مطیع ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ اس پر بڑی شان کے ساتھ سواری کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔ گھوڑے کا مالک یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گیا اور اس نے آپ کی شہسواری کی بڑی تعریف کی اور آپ کے عمّ محترم سے معافی طلب کر کے چلا گیا۔

زہد وتقویٰ

حجۃ الاسلام حضرت علامہ، محمد حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نہایت ہی متقی اور پرہیز گار شخصیت کے مالک تھے، علمی وتبلیغی کاموں سے فراغت پاتے ہی ذکرِ الٰہی، اوراد ووظائف میں مصروف، ہو جاتے، ایک بار آپ کے جسمِ اقدس میں ایک پھوڑا نکل آیا جس کا آپریشن ناگزیر تھا، ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجیکشن لگانا چاہا تو آپنے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے کا انجیکشن نہیں لے سکتا۔ بالآخر ہوش کے عالم میں ہی دو تین گھنٹے تک آپریشن ہوتا رہا، اور آپ کسی بھی درد وکرب سے بے خبر درود شریف کا ورد کرتے رہے یہاں تک کہ آپریشن ہو گیا، یہ دیکھ کر ڈاکٹر آپ کی ہمت واستقامت پر حیران وششدر رہ گئے۔

حجۃ الاسلام بکثرت درود شریف کا ورد فرماتے تھے، سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو سچا عشق تھا۔ سرکار ہی کے دین کی خدمت میں اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کر دیا، آپ کی عزت وعظمت اور آپ

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

سے عقیدت و محبت کو سرمایۂ حیات تصور کرتے تھے اور مصطفیٰ کی عظمت و ناموس کی حفاظت و صیانت کرتے ہوئے آپ پر زندگی قربان کر دی۔ حجۃ الاسلام کو زیارتِ روضۂ انور کی ہر دم تڑپ رہا کرتی تھی۔ سرکار کی بارگاہ میں اپنی حاضری کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں۔

حضورِ روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہو گی حامدؔ
خمیدہ سر، آنکھیں بند، لب پر میرے درود و سلام ہو گا

کشف و کرامات

آپ کے علمی و تبلیغی کارنامے، دین میں آپ کی استقامت، حق گوئی و بے باکی ہی کیا کسی کرامت سے کم ہے، آپ نائبِ رسول اکرم، شریعت میں نائبِ امام اعظم اور طریقت میں نائبِ غوث اعظم اور اپنے وقت کے حجۃ الاسلام تھے۔ بیشتر کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں۔ آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر نہ جانے کتنوں کو ایمان نصیب ہوا اور نہ معلوم کتنے مرتد تائب ہوئے، لیکن عوام عموماً جس بات کو کرامت کہتے اور سمجھتے ہیں یعنی خوارقِ عادات یا کسی ناممکن یا محال کام کو پورا کر کے دکھا دینا اس طور پر بھی آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور پزیر ہوئیں، جس کا تفصیلی ذکر مفتی نشترؔ فاروقی صاحب نے ''سوانح حجۃ الاسلام'' (زیرِ ترتیب) میں فرمایا ہے۔ چند واقعات یہاں بھی ذکر کیے جاتے ہیں۔

بنارس میں آپ کے تبلیغی دورے بہت ہوا کرتے تھے، یہاں کا ایک ہندو جس کی شادی کو برسوں ہو گئے تھے، مگر کوئی اولاد نہیں ہوتی تھی، جب وہ اپنے پنڈتوں اور گروؤں سے مایوس ہو گیا تو آپ کا شہرہ سن کر حاضرِ خدمت ہوا اور آپ سے اولاد کے لیے درخواست کی، آپ نے اسے دعوتِ اسلام دی تو اس نے شرط رکھی کہ اگر لڑکا ہو گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا اس پر آپ نے فرمایا ''ایک نہیں دو'' اور نام بھی تجویز فرما دیا، ایک سال کے بعد اس غیر مسلم کے یہاں لڑکا ہوا اور اس کے چند سال بعد دوسرا لڑکا ہوا۔ چنانچہ اولاد کی پیدائش کے بعد وہ آپ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور آپ سے مرید بھی ہو گیا، بنارس کی دعوت کا واقعہ آپ کی دعا سے پیدا ہونے والے اسی شخص کے بڑے لڑکے کا ہے۔

اپنی والدۂ ماجدہ کے وصال کے موقع پر حضور حجۃ الاسلام نے قبر کو ڈھکنے کے لیے اپنے خادم فدا یار خاں سے پتھر لانے کو کہا، مگر ایک پتھر کے بجائے دو پتھر لانے کو کہا (جبکہ ایک قبر کو ڈھکنے کے لیے ایک ہی بڑا پتھر کافی تھا) فدا یار خاں صاحب یہ سن کر پریشان ہو گئے اور وہ سمجھ گئے کہ دوسرا پتھر حضرت اپنی قبر شریف کے لیے فرما رہے ہیں۔ شاید جلد ہی حضرت حجۃ الاسلام بھی پردہ فرمانے والے ہیں وہ غمگین ہو گئے اور عرض کی حضور دو کی کیا ضرورت ہے ایک کیوں نہ لائیں، اس پر حجۃ الاسلام نے فرمایا، ''پتھر بڑی مشکل سے ملتا ہے، بعد میں دوسرا پتھر لانے کے لیے تمہیں ہی پریشانی ہو گی۔''

اس اشارے سے فدا یار خاں صاحب اور دوسرے لوگوں کو اور بھی یقین ہو گیا کہ حضرت کو خبر ہے کہ وہ بھی جلد ہی پردہ فرمانے والے ہیں اسی لیے دوسرا پتھر لانے کو فرما رہے ہیں۔ بہر حال فدا یار خاں حضرت سے معذرت کر کے ایک ہی پتھر لائے۔ والدۂ ماجدہ کے پردہ فرمانے کے کچھ ہی ایام بعد حضور حجۃ الاسلام کا بھی وصال ہو گیا اور آپ کی تدفین کے سلسلے میں قبر شریف ڈھکنے کے لیے پتھر تلاش کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی۔ اللہ اکبر! حضرت حجۃ الاسلام کو اپنے وصال کی خبر تھی اور یہ بھی علم تھا کہ پتھر دستیاب کرنے میں احباب کو دشواری ہو گی، یہی وجہ تھی کہ والدہ ماجدہ کے وصال کے موقع پر اپنے لیے بھی پتھر لانے کو فرما دیا تھا، حضرت حجۃ الاسلام اللہ کے سچے ولی تھے اور انہیں اپنے مولیٰ سے قبل وصال ہی اپنے وصال کی خبر ہو چکی تھی۔

ایک بار حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے بغیر کسی پروگرام کے اچانک بنارس جانے کی تیاری شروع کر دی اور خادم کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو جاؤ بنارس چلنا ہے، گھر والے بھی حیران کہ اچانک ایسی کیا بات ہو گئی کہ بنارس جانا پڑ رہا ہے۔ لوگوں نے عرض کی حضور موسم بھی ناساز گار ہے اور ہر طرف سیلاب ہے۔ خصوصاً بنارس و اطراف میں سیلاب کا زیادہ زور ہے اس لیے ایسی حالت میں سفر مناسب نہیں ہے۔ مگر حجۃ الاسلام نے کسی کی نہیں سنی اور بنارس کے لیے گھر سے نکل پڑے اور ٹرین کے بعد کشتیوں اور پالکیوں سے بنارس کے ایک غیر معروف مقام پر پہنچ گئے، حضرت کے وہاں پہنچتے ہی ایک بزرگ نے بڑی بیتابی سے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا جیسے وہ آپ ہی کے منتظر ہوں۔ حجۃ الاسلام سے ملاقات کے بعد وہ بزرگ بیٹھ گئے اور آپ بھی ان سے بہت قریب مگر مؤدب طریقے پر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

پھر دونوں ایک دوسرے سے اتنا قریب ہوئے کہ ایک دوسرے سے مل گئے، اب ان بزرگ نے اپنے دامن کو تین بار حجۃ الاسلام کی طرف جھٹکا پھر حجۃ الاسلام بڑے ہی اطمینان کے ساتھ ان سے مل کر رخصت ہوئے اور بنارس میں کسی کے یہاں رُکے بغیر بریلی شریف واپس آ گئے۔

سفر میں آپ کو کوئی دقت بھی نہ ہوئی، اس دن حجۃ الاسلام نے ذکرِ الٰہی بہت دیر تک کیا، جس سے آپ کے چہرے پر ایک عجیب نکھار پیدا ہو گیا، آپ تو پہلے ہی حسین اور نکھرے سنورے چہرہ والے تھے کہ دیکھنے والے فدا ہو جاتے تھے اور جانے کتنے تاریک دل ان کے چہرے کے نور سے نورِ ایمان پاجاتے تھے، مگر اس روز سے نورانیت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ یہ راز آج تک نہیں کھل سکا کہ ان بزرگ نے آپ کو کیا دیا، کوئی خبر، کوئی پیغام یا کوئی امانت، یہ تو یہی دونوں بزرگ جانیں، ولی ہی ولی کو پہچانتا ہے ایک ولی کو خبر ہوئی اور وہ دوسرے ولی سے ملنے کے لیے اچانک بہ ہزار دشواری بنارس پہنچ گیا۔

ایک واقعہ جو کراچی میں حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے مفسرِ اعظم علیہ الرحمہ حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے بڑے داماد الحاج شوکت حسن خاں صاحب نے روایت کیا وہ بھی حجۃ الاسلام کے کشف اور ان کی کرامت کی زبردست مثال ہے۔

اولاد وامجاد

حضور حجۃ الاسلام کے دو صاحبزادے مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی عرف جیلانی میاں خلفِ اکبر، حضرت علامہ حماد رضا خاں قادری بریلوی عرف نعمانی میاں خلف اصغر اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے جیلانی میاں قدس سرہ العزیز کے صاحبزادگان بریلی شریف میں ہیں آپ کی تیسری اولاد اور پہلے فرزند مفکرِ اسلام حضرت علامہ محمد ریحان رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ وصال فرما چکے ہیں، تعلیمی اور تبلیغی، سیاسی اور سماجی میدان میں ان کی خدمات نمایاں ہیں۔

حضور مفسرِ اعظم کی چھٹی اولاد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری از ہری بریلوی دام ظلہ العالی اس وقت دنیائے سنیت میں اپنے علم وفضل، زہد و تقویٰ اور دینی و تبلیغی خدمات میں نمایاں شان کے حامل ہیں۔ ۵۰ / ۵۵ ہی سال کی عمر میں آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے، جو ہند و پاک، نیپال و بنگلہ دیش، سری لنکا اور ہالینڈ و انگلینڈ، امریکہ وافریقہ اور عرب ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں، تاج الشریعہ حضور مفتیِ اعظم کے حقیقی جانشین اور موجودہ مفتیِ اعظم ہیں۔ مشہور اسلامی اسکالر، ماہرِ رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد پرنسپل سائنس کالج ٹھٹھہ سندھ پاکستان نے اپنی تصنیف "اجالا" میں آپ کے علم وفضل کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

وصالِ مبارک

حضور حجۃ الاسلام اپنے وصال سے ایک سال قبل ہی اپنی رحلت کے حالات و کوائف بیان فرمانے لگے تھے، آپ اپنے وصال کی کیفیت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے: زبان سرکار کے درود وسلام اور ذکر میں مشغول ہوگی روح قرب و وصال کے چھلکتے ہوئے کیف و سرور کے جام سے محظوظ ہوگی۔ ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء دورانِ نمازِ عشاعالم تشہد میں آپ کا وصال ہوا، نمازِ جنازہ آپ کے تلمیذ ارشد محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب لائل پوری نے پڑھائی۔

مزارِ پر انوار

حضور حجۃ الاسلام کا مزار مقدس روضۂ اعلیٰ حضرت کے مغربی جانب "گنبدِ رضا" میں واقع زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۱۷ر جمادی الاولیٰ کو "عرسِ حامدی" کے نام سے ہوتا ہے۔ اسی موقع پر جامعہ رضویہ منظرِ اسلام کے طلبہ کی دستار بندی بھی کی جاتی ہے۔

یادگاریں

خانقاہِ اعلیٰ حضرت آپ کی یادگاروں میں سے مخصوص یادگار ہے۔ آپ نے اس کی تعمیر کرائی، آپ کی تصانیف و تبرکات بھی آپ کی یادگار ہیں بیش تر تبرکات علامہ سردار احمد صاحب کے مدرسۂ مظہر اسلام لائل پور پاکستان میں محفوظ ہیں۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

خانوادۂ رضویہ اور دائرہ شاہ اجمل کے باہمی روابط

شاہ سید احمد اجملی (سابق سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد)

حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ کے وصال کی خبر سن کر میرے دل پر جو گزری اس کا اظہار احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ جس وقت مجھے اس حادثۂ فاجعہ کی اطلاع ملی، میری نگاہوں میں پوری تاریخ گھوم گئی میرے خاندان سے مرحوم کے خاندان کے جو روابط ہیں وہ سب روزِ روشن کی مانند عیاں ہیں۔ میرے اور ان کے درمیان تین ایسے اہم روابط ہیں جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتے۔

پہلا رابطہ یہ ہے کہ ان کے والد محترم مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور میرے والد حضرت مولانا سید نذیر احمد اجملی الہ آبادی بے حد اچھے دوستوں میں تھے۔ چنانچہ جب حضرت مولانا سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد، آستانۂ جنیدیہ شہر غازی پور و آستانۂ حضرت سید شاہ ولی، سکندر پور، ضلع بلیلا، کا ۱۹۱۸ء میں وصال ہوا تو آپ کی تعزیت کے لیے حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ میرے والد حضرت مولانا سید نذیر احمد اجملی الہ آبادی کے پاس الہ آباد تشریف لائے۔ والد علیہ الرحمۃ کی جانب سے آپ کی آمد پر اسٹیشن پر استقبال کے لیے ایک اشتہار شائع ہوا اور والدِ محترم نے مع اپنے خاندان کے جملہ افراد و عوام کے الہ آباد کے اسٹیشن پر مولانا کا استقبال کیا۔ مولانا دائرہ شاہ اجمل حاضر ہوئے حضرت سید شاہ محمد بشیر الہ آبادی کے مزار پر حاضری دی، فاتحہ پڑھی اور دیگر بزرگان خاندان کے مزار پر حاضری دی اور میں بحیثیت ان کے فرزند اور بحیثیت سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل اسٹیشن پر حضرت کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ مجھے ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جب آپ رسم تعزیت ادا کر رہے تھے، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے؛ جیسے اپنے مربی اور بزرگ کی موت پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ مولانا موصوف دو دن میرے غریب خانے پر جلوہ افروز رہے اور محفلیں منعقد ہوتی رہیں حضرت مولانا موصوف نے اس فقیر کے خاندان میں موجود تبرکات مثلاً موئے مبارک، دستارِ سرور کائنات ﷺ، تسبیح غوث پاک و جانمازِ حضرت غوث پاک اور دیگر بزرگانِ دین بزرگانِ خاندان و پیر انِ سلسلہ کے تبرکات کی زیارت کی۔ غالباً آپ کے ساتھ آپ کے فرزند حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ یہ ایسا رابطہ ہے جو ان دونوں بزرگوں کے درمیان تھا اور یہ ہمیں بتا گئے کہ ہم یہ رابطہ ہمیشہ قائم رکھیں۔

چنانچہ جب میرے مریدین کے گاؤں موضع مہند ضلع غازی پور میں حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے تو اسی تعلق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جیسے ہی انہیں اس گاؤں میں میری موجودگی کا علم ہوا بہ نفس نفیس مجھ سے ملنے میرے حجرے میں تشریف لائے اور میں بھی جہاں جہاں وہ تشریف فرما تھے ان سے ملاقات کے لیے گیا۔ اس وقت جب میں یہ سطور رقم کر رہا ہوں میری نگاہ میں مولانا علیہ الرحمۃ کا چہرہ گھوم رہا ہے جس محبت کش و مسحور کن انداز سے مولانا علیہ الرحمۃ مجھ سے ملے۔ ع

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہو گئیں

دوسرا رابطہ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے یہ ہے کہ حضرت سلسلۂ برکاتیہ مارہرہ شریف میں مرید و خلیفہ تھے۔ یہ سلسلہ حضرت غوث الاولیا پیر سید محمد کالپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات میں پیوست ہوجاتا ہے۔ ہمارے جد حضرت سیدنا شاہ محمد افضل الہ آبادی قطب الا قطاب بانی دائرہ بھی حضرت پیر سید محمد کالپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور اجل خلفا میں سے ہیں۔ غرض کہ جہاں سے ہمیں روشنی ملی وہیں سے حضرت مولانا کے اکتسابِ فیض کی کڑیاں بھی مل جاتی ہیں۔ حضرت مولانا نے اس رابطے کا بھی ہمیشہ خیال رکھا اور فرماتے تھے "جس کی دعا قبول نہ ہوتی ہو دائرہ شاہ اجمل میں بانی دائرہ قطب

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

والا حضرت سید نا شاہ محمد افضال الٰہ آبادی کی بارگاہ میں جائے اس کی دعا قبول ہوگی۔"

تیسرا رابطہ جس کا اظہار ہمیشہ فاضل بریلوی نے کیا وہ حضرت مولانا سید شاہ محمد بشیر الٰہ آبادی اور میری دادی مرحومہ کے جدامجد پیر فقیر اللہ سکندر پوری کی ذاتِ ہمہ صفات ہے۔ حضرت سید فقیر اللہ سکندر پوری سجادہ نشین آستانۂ حضرت شاہ ولی سکندر پور و آستانۂ جنیدیہ غازی پور کے جد امجد اور حضرت پیر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب بھی مل جاتا ہے۔ اس تعلق پر فاضل بریلوی کی گہری نظر تھی۔ چنانچہ جب بھی اور جہاں بھی جدی حضرت مولانا سید شاہ محمد بشیر علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی ان کی دست بوسی فرماتے اور اس محبت و عقیدت سے جدی علیہ الرحمۃ سے ملتے جو عقیدت و محبت ایک مرشد زادہ سے ہونی چاہیے۔ جدی علیہ الرحمۃ بھی مولانا سے بے حد محبت کرتے اور مثل اپنے فرزند اور مثل اپنے بھانجے یعنی والد علیہ الرحمۃ کی مانند مولانا سے ملتے۔

میں نے ان واقعات اور حقائق کو اس لیے رقم کیا کہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ اور میرے خاندان کے درمیان جو روابط رہے اور ہیں وہ واضح ہو جائیں۔ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ جن خصوصیات کا مجسمہ تھے ان خصوصیات کا اظہار ان سے ملاقات پر ہوا۔ مرحوم ایک صاحب نظر عالم، ایک محتاط مفتی اور ایک مرشد کی حیثیت سے اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی موت "موت العالم" کی مصداق ہے ایسے دور میں جب ایسے بے باک ترجمان کی ضرورت تھی ان حالات میں جب ایسے باعمل عالم کی ضرورت تھی وہ ہم سے بچھڑ گئے۔ ان کی موت سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی تقریباً ناممکنات میں سے ہے۔ اس خاندان نے جو خدمات کی ہیں اور خاص طور سے ناموسِ رسول ﷺ اور عشقِ رسول ﷺ کی نعمت تقسیم کرنے میں اس خاندان نے جو کردار ادا کیا وہ لائقِ ستائش ہے۔ مرحوم اپنے خاندان کی تمام روایات کے امین تھے اولادِ رسول ﷺ سے انہیں اپنے والد کی مانند محبت تھی سادات کرام کا وہ جس جذبے سے استقبال کرتے تھے، جس محبت سے ملتے تھے اب شاید اس کی نظیر نہ مل سکے۔ عشقِ رسول ﷺ نے ہی حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ کو بریلی کی سرزمین سے اٹھا کر شہرت کے آسمان پر چمکا دیا اور عشقِ رسول ﷺ و اولادِ رسول ﷺ نے ہی حضرت مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ کو وہ شہرت دوام عطا کی جو مشکل سے ہی کسی کو ملتی ہے۔ میری دعا ہے کہ پروردگار ان کے مزار پر ہمیشہ انوار کی بارش فرماتا رہے۔ اور ان کے نائبین مولانا ریحان رضا خاں اور مولانا (اختر رضا خاں) ازہری میاں، اور ان کے خاندان کے جملہ افراد کو ان رہنماؤں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ حضرت اس ربط کو ہمیشہ قائم رکھیں جو میرے خاندان اور ان کے خاندان کے درمیان رہا۔ آمین بجاہ سید المرسلین

مولانا محمد انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں

"جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت در پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہلِ حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں تو واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایک زبردست عالمِ دین اور فقیہہ ہیں۔

(رسالہ دیوبند ص ۲۱، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ)

لیاقت پورِ ضلع رحیم یار خان میں مقیم مولانا قاضی اللہ بخش صاحب فرماتے ہیں کہ:

"جب میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا تو ایک موقع پر حاضر و ناظر کی نفی میں مولوی انور شاہ کشمیری صاحب نے تقریر فرمائی۔ کسی نے کہا کہ مولانا احمد رضا خاں تو کہتے ہیں کہ حضور سرورِ دوعالم ﷺ حاضر و ناظر ہیں، مولوی انور شاہ کشمیری نے ان سے نہایت سنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ پہلے احمد رضا تو بنو پھر یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ترتیب وپیشکش: **فرحان احمد قادری** (مصطفوی شریعہ کالج، کراچی)

امام احمد رضا مرجع خواص و عوام تھے۔ آپ کے زمانے کے علماء و مشائخ، والیانِ ریاست و جج صاحبان آپ کی طرف کثیر مسائل کے حل کے لیے رجوع کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ عام مسلمان بھی اپنے روزمرّہ کے معاملات میں آپ سے شرعی احکام معلوم کرتے۔ معارف رضا میں ان فتاویٰ کو پیش کرنے کے لیے "جانیے" کے عنوان سے سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس ماہ کا انتخاب فتاویٰ رضویہ (مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات) کی جدید جلد ۲۴ سے ماخوذ ہے۔ بطورِ حوالہ متعلقہ صفحہ نمبر (قوسین) میں درج کر دیا گیا ہے۔ (عبید)

کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کو ناجائز پیشہ وروں (میراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے؟

سنّی سیّد کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے: چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ اُن پر لعنت کرے، اور نبی کی دعا قبول ہے ازاں جملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔ (سنن الترمذی، کتاب القدر) اور ایک حدیث میں کہ ارشاد فرماتے ہیں ﷺ: جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں سے ایک سے خالی نہیں، یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ۔ (کنزالعمال) مجمع الانہر میں ہے: جو کسی عالم کو "مولویا" یا سید کو "میروا" اس کی تحقیر کے لیے کہے وہ کافر ہے۔

اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ، اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت معلوم نہ ہو اسے بلا دلیلِ شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسّی کوڑوں کا سزاوار، اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم حرام، قال اللہ تعالیٰ: والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا۔ جو لوگ ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں، بغیر اس کے کہ انہوں نے (کوئی معیوب کام) کیا ہو، ان کا دل دکھاتے ہیں تو بے شک انہوں نے اپنے سر پر بہتان باندھنے اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھالیا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس نے بلاوجہ شرعی سنّی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ عنہ۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)۔ (ص: ۳۴۱)

ظالم کے ظلم میں مدد کرنا

اللہ عزوجل فرماتا ہے: الا لعنة اللہ علی الظّٰلمین۔ سنتا ہے اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ظلم اندھیریاں ہے قیامت کے دن۔ (صحیح البخاری، کتاب المظالم)

(۱) ظلم کے مددگار ظالم ہیں اور اس سے بڑھ کر عذاب وغضب ولعنت کے سزاوار۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: لاتعاونوا علی الاثم والعدوان۔ تم پر حرام ہے کہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جو دیدہ و دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اسے مدد دینے چلا، وہ اسلام سے نکل گیا۔

(۲) ہاں مددگاروں پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور اس کی مدد سے جدا ہوں، اللہ عزوجل قرآنِ کریم میں کسی مسلمان کے ساتھ مسخرگی کرنے، اس پر طعن کرنے، اس کا برا لقب رکھنے سے منع کرکے فرماتا ہے: ومن لم یتب فاولٰئك ھم الظّٰلمونo جو ان باتوں سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔ (ص: ۳۴۶)

ظالم کے ساتھ اہلِ برادری کا سلوک

اہلِ برادری یا کسی مسلمان کو ظالم کا حکم اس کے ظلموں میں ماننا جائز

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اور ظالم باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہیے اسے برادری سے نکال دیں، اس سے میل جول چھوڑ دیں، اس کے پاس نہ بیٹھیں کہ اس کی آگ انہیں بھی نہ پھونک دے۔ اور فرماتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ: واما ینسینك الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین۔ اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ص: ۳۴۷)

جو مظلوم کی مدد پر قادر ہو اور نہ کرے، تو اس کا کیا حکم ہے

جو مظلوم کی دادرسی پر قادر ہو اور نہ کرے تو اس کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جس کے سامنے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور یہ اس کی مدد پر قادر ہو ، اور نہ کرے اللہ تعالیٰ اسے دنیاوآخرت دونوں میں ذلیل کرے گا اور حکم سن کر گناہ پر ہٹ کرنا استحقاقِ عذابِ نار ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: واذا قیل له اتق اللهاخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم وبئس المهاد۔ جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے گناہ کی ضد چڑھے؛ ایسے کو جہنم کافی ہے اور کیا برا ٹھکانا۔ ابلیس کی پیروی سے حکمِ خدا اور سول پر نہ چلنا اور ظالم کے حکم پر چلنا گناہِ کبیرہ ہے، استحقاق جہنم ہے؛ مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق فاجر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ اللہ ورسول کے حکم پر اس کے حکم کو ترجیح ہے ایسا سمجھے تو آپ ہی کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (ص: ۳۴۸،۳۴۷)

وعدہ خلافی کا حکم

جو شخص کسی سے ایک امر کا وعدہ کرے اور اس وقت اس کی نیّت میں فریب نہ ہو، بعد کو اس میں کوئی حرج ظاہر ہو اور اس وجہ سے اس امر کو ترک کرے تو اس پر بھی خلافِ وعدہ کا الزام نہیں۔ حضورِ پرنور سیّدِ عالم ﷺ فرماتے ہیں: یہ بدعہدی نہیں کہ آدمی (کسی شخص سے) وعدہ کرے اور نیّت اسے پورا کرنے کی ہو اور پورا نہ کرسکے، بلکہ بدعہدی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور اسے پورا کرنے کا سرے سے ارادہ ہی نہ ہو۔ (ص: ۳۵۱)

صلح یا دفعِ ظلم کے لیے جھوٹ بولنا

صلح یا دفعِ ظلم کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے؛ بیوی کی رضاجوئی کے لیے اور جنگ میں حوصلہ افزائی کے لیے بھی جھوٹ بولنا مباح ہے۔

ردالمحتار میں ہے: اپنا حق ثابت کرنے کے لیے جھوٹ بولنا مباح ہے، جیسے شفعہ کرنے والے کو بیع کا علم رات کو ہوا تھا صبح کے وقت یہ گواہی دے کہ مجھے ابھی ابھی سودے کے بارے میں علم ہوا ہے، اسی طرح نابالغہ لڑکی رات کو بالغ ہوئی اور اس نے شوہر سے صبح یہ کہا کہ میں نے ابھی ابھی خون حیض دیکھا ہے، جان لیجیے کہ جھوٹ کبھی مباح اور کبھی واجب ہوتا ہے اس میں ضابطہ جیسا کہ "تبیین المحارم" وغیرہ میں "احیاء العلوم" کے حوالے سے مذکور ہے کہ ہر اچھا مطلوب کہ جس تک صدق وکذب (سچ اور جھوٹ) دونوں سے رسائی ہوسکے تو اس صورت میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور ہر اچھا مطلوب جس تک رسائی صرف کذب سے ہوسکے تو جھوٹ بولنا مباح ہے جبکہ اس مطلوب کو حاصل کرنا مباح ہو اور اگر مطلوب حاصل کرنا واجب ہو تو پھر جھوٹ بولنا واجب ہے جیسا کہ بے گناہ (معصوم) کو دیکھے جو کسی ایسے ظالم سے روپوش ہو رہا ہے جو اسے مار ڈالنے یا ایذا پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو ایسی صورت میں (اس مظلوم کو بچانے کے لیے) جھوٹ بولنا اور یہ کہنا کہ میں نے اسے نہیں دیکھا یا مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں، واجب ہے۔ اس طرح اگر کوئی ظالم کسی کی امانت کے متعلق پوچھے جس کے لینے کا وہ ارادہ رکھتا ہو تو اس امانت کے بارے میں لاعلمی کا اظہار اور انکار کردینا ضروری یعنی واجب ہے۔ حاصل یہ کہ جب کوئی مقصود ومطلوب بغیر جھوٹ کہے پورا نہ ہو اس صورت میں جھوٹ بولنا مباح ہے خواہ اس کا تعلق جنگ سے ہو یا مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے سے ہو یا جس کا نقصان ہوا ہو ، اس کی دل جوئی کے لیے ہو اور اگر بادشاہِ وقت اس سے ایسے گناہ کے بارے میں دریافت کرے جو اس سے در پردہ سرزد ہوا ہو؛ جیسے بدکاری، شراب نوشی وغیرہ تو اس کے لیے روا ہے کہ صاف کہہ دے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا کیوں کہ اس کا ظاہر کرنا دوسرا گناہ ہے اور اس کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ کسی اور مسلمان بھائی کے بارے میں دریافت کیے پر بھائی کا بھید ظاہر کرنے سے انکار کردے، اور مناسب ہے کہ آدمی جھوٹ کے فساد کا سچائی کے نتیجے سے تقابل کرے۔ اگر سچائی سے فساد کا اندیشہ ہو تو جھوٹ اختیار کرے، اور اگر اس کا تعلق اس کی اپنی

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ذات سے ہو تو جھوٹ نہ بولنا مستحب ہے، اور اگر کسی دوسرے سے تعلق ہو تو دوسرے کے حق میں چشم پوشی سے کام لینا یا صرفِ نظر کرنا جائز نہیں ہے اور ہوشیاری چشم پوشی نہ کرنے میں ہے کیوں کہ یہ مباح ہے۔ (ص: ۳۵۵،۳۵۴)

خود جھوٹ بولنا اور دوسرے شخص کو مجبور کر کے جھوٹ بلوانا

بلاضرورتِ شرعی جھوٹ بولنا اور بلوانا کبیرہ گناہ ہے، قال اللہ تعالیٰ: قتل الخراصون۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مارے جائیں وہ لوگ جو اٹکل پچّو سے باتیں بنانے والے ہیں۔ (ص: ۳۵۶)

جو مقتدی اپنے امام پر جھوٹا الزام لگا کر اس کی عزت کو داغ دار کرے، اس کا حکم

جو الزام وہ امام پر رکھتا ہے اگر جھوٹا ہے تو مفتری اور سخت عذاب کا مستحق، صحیح حدیث میں ہے جو کسی مسلمان پر جھوٹا الزام رکھے وہ سخت بدبو اور سخت گرم پیپ جو دوزخیوں کے بدن سے بہہ کر مثل دریا کے ہو جائے گا اس میں ڈالا جائے گا اور حکم دیا جائے گا کہ اسی میں رہ جب تک کہ اپنے کہے ہوئے کا ثبوت نہ دے دے اور کہاں سے دے سکے گا جبکہ جھوٹی بات ہے اور اگر الزام سچا ہے، مگر امام میں وہ عیب خفیہ ہے جسے وہ چھپاتا ہے اور ظاہر نہیں کرنا چاہتا یہ اس پر مطلع ہو گیا اور اسے شائع کرتا ہے تو تین گناہوں کا مرتکب ہے، اشاعتِ فاحشہ ایک اور امام کے پس پشت کہا تو غیبت جسے صحیح حدیث میں فرمایا : غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ اور جو امام کے بر رو کہا تو یہ ایذائے مسلم ہے اور صحیح حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں: جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہِ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اس پر توبہ فرض ہے اور امام سے معافی چاہنا اور اسے راضی کرنا بھی کہ حق العبد ہے، مگر اس کے سوا کوئی مالی کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔ (ص: ۳۵۷)

غیبت

غیبت حرام ہے، مگر مواضعِ استثنا میں، مثلاً فاسق کی غیبت اس کے فسق میں جائز ہے، حدیث میں فرمایا: اگر فاسق کی غیبت کی جائے تو وہ غیبت نہیں اور بدمذہب کی برائیاں بیان کرنا بہت ضرور ہے۔ حدیث میں ہے : کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے ہو تو پھر کب لوگ اسے پہچانیں گے، لہٰذا بدکار میں جو کچھ نقائص اور خرابیاں ہیں انہیں بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔

ہاں جس کی غیبت جائز نہیں وہ سخت کبیرہ، حدیث میں فرمایا: غیبت زنا کرنے سے بدتر ہے۔ اسے سمجھانا چاہیے، توبہ لینا چاہیے، نہ مانے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے، (ص: ۳۵۸)

حقیقی ماں اور سوتیلی ماں میں اور ان کے حق حقوق میں فرق

حقیقی ماں اور سوتیلی کے حقوق میں زمین آسمان کا فرق ہے، حقیقی ماں بذاتِ خود مستحق ہر گونہ خدمت وادب و تعظیم واطاعت کی ہے اور اسے ایذا دینی معاذاللہ! اللہ اور سول کو ایذا دینی ہے، اور سوتیلی ماں کا اپنا ذاتی کوئی حق نہیں جو کچھ ہے باپ کے ذریعے سے ہے، یعنی وہ بات نہ ہو جس میں باپ کو ایذا ہو کہ باپ کی ایذا اللہ ورسول کی ایذا ہے جل جلالہ، ﷺ۔ (ص: ۳۶۸)

سوتیلی ماں پر تہمت اور سوتیلی ماں کا حق

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرامِ قطعی ہے، خصوصاً معاذاللہ اگر تہمتِ زنا ہو، جس پر قرآنِ عظیم نے فرمایا: یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مؤمنین۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

تہمتِ زنا لگانے والے کو اسی (۸۰) کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اس کی گواہی مردود ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاسق رکھا، یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملے میں ہیں اگرچہ اس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلاً نہ ہو، اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم وخاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اس کی تعظیم وحرمت اس پر بلاشبہ لازم، اسی حرمت کے باعث ربّ العزت جل وعلا نے اسے حقیقی ماں کی مثل حرام ابدی کیا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نکوکاری یہ ہے کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔ دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ماں باپ کے ساتھ نکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا: ان کے دوست کی عزت کرنا۔ باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اس کی منکوحہ اس کی ناموس کی تعظیم وتکریم کیوں نہ احق وآکد ہو گی، خصوصاً جبکہ اس کی ناراضی میں باپ کی ناراضی ہو باپ کی ناراضی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔ (ص: ۳۸۷،۳۸۶)

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

مرید کے پیر پر حقوق

مرید کا پیر پر حق یہ ہے کہ اسے مثل اپنی اولاد کے جانے، جو بات بری دیکھے اس سے منع کرے، روکے، نیکیوں کی ترغیب دے۔ حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے، اپنی دعا میں اسے شریک کرے، اس کی طرف سے براہ نادانی جو گستاخی بے ادبی واقع ہو اس سے در گزر کرے، اس پر اپنے نفس کے لیے ناراض نہ ہو، اس کی ہدایت کے لیے غصّہ ظاہر کرے اور دل میں اس کی بھلائی کا خواستگار رہے، اس کے مال سے کچھ طلب نہ رہے، تابمقدور اس کی ہر مشکل میں مدد گار رہے وغیرہ وغیرہ۔(ص: ۳۶۸)

والدین کا حق اولاد بالغ کو تنبیہ خیر واجب ہے یا فرض؟

جو حکم فعل کا ہے وہی اس پر آگاہی دینی ہے فرض پر فرض، واجب پہ واجب، سنّت پہ سنّت، مستحب پہ مستحب۔ مگر بشرطِ قدرت بقدرِ قدرت بامیدِ منفعت، ورنہ :علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم ۔ (لوگو!) اپنی جانوں کی فکر کرو، لہٰذا تمہیں کچھ نقصان نہیں جو بھٹک گیا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔(ص: ۳۷۰)

حقِّ والدین اولاد پر کس قدر ہے؟

اتناہی کہ ادا ناممکن ہے مگر یہ کہ وہ مر جائیں اور یہ ان کو از سرِ نو زندہ کر سکے تو کرے کہ وہ اس کے وجود کا سبب ہیں۔ اگر والد سے بیٹے کا حق ادا کرنے میں کوتاہی اور قصور ہو گیا(تو اس کے باوجود) والد کے حقوق بحال ہیں وہ بیٹے سے کبھی ساقط (اور معاف) نہیں ہو سکتے۔ (ص: ۳۷۰،۳۷۱)

باپ کی نافرمانی

باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے اور باپ کی ناراضی اللہ جبار و قہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کی جنّت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اس کی دوزخ ہیں، جب تک باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہو گا، عذابِ آخرت کے علاوہ دنیا میں ہی جیتے جی سخت بلا نازل ہو گی، مرتے وقت معاذاللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔ حدیث میں ہے رسول ﷺ فرماتے ہیں: اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت، اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت ، دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :ماں باپ تیری جنّت اور تیری دوزخ ہیں۔ چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: والد جنّت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے؛ اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھو دے، خواہ نگاہ رکھ۔ پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: تین اشخاص جنّت میں نہ جائیں گے: ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور دیّوث اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے۔ چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: تین شخصوں کا کوئی فرض و نفل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا: عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے والا اور ہر نیکی وبدی کو تقدیرِ الٰہی سے نہ ماننے والا۔ ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں : سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے لیے اٹھا رکھتا ہے، مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔ آٹھویں حدیث میں ہے :ایک جوان نزع میں تھا اسے کلمہ تلقین کرتے تھے، نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضورِ اقدس ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا: کہ لا الٰہ الا اللہ، عرض کی: نہیں کہا جاتا، معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے، اسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا۔ مگر ان امور سے وہ عاصی اور اس کا فعل مخالفِ حکمِ خدا ہوا، اس کا منکرِ خدا ہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعاً ضروری نہیں یا معاذاللہ باپ کی توہین و تذلیل جائز ہے جو مطلقاً بلا تاویل ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ بے شک منکرِ الٰہی ہو گا اور اس پر صریح الزامِ کفر۔ (ص: ۳۸۳تا۳۸۶)

اپیل برائے دعاے صحت

نبیرہ و خلیفہ وجانشینِ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ سیّد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، جگر گوشۂ قطبِ ربّانی حضرت ابو مخدوم سیّد شاہ محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ماہنامہ "آستانہ"، کراچی، کے مدیرِ اعلیٰ حضرت علامہ ڈاکٹر پیر سیّد محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی دامت برکاتھم العالیہ کے دل کا بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔ قارئینِ معارفِ رضا سے بالخصوص اور تمام مسلمانوں سے بالعموم دعائے صحت کی درخواست ہے۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

دور و نزدیک سے

قارئینِ معارفِ رضا کے خطوط و ای میل اور خبریں

شذرہ سکندری (شاہ عبدالطیف یونیورسٹی، خیرپور، پاکستان)

قابل صد احترام مدیر، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

اُردو زبان و ادب کے حوالے سے علما و مشائخ کی خدمات اب تک خاطر خواہ انداز میں منظر عام پر نہیں آسکیں اسی لئے ان افراد کو زبان و ادب کے حوالے سے شایان شان مقام نہیں مل سکا۔ موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر میں جامعہ کراچی سے ڈاکٹر تنظیم الفردوس صاحبہ کی زیر نگرانی ''اُنیسویں صدی کے علمائے دین کی اُردو خدمات'' پر پی ایچ ڈی کر رہی ہوں۔ یہ کام نہایت وسیع بھی ہے اور مشکل بھی کیونکہ اس میں بڑی تعداد میں ایسے علما کرام آرہے ہیں جن کی تصانیف کی تلاش میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ متعلقہ علما کی اُردو تصانیف و تراجم کے نام تو مل رہے ہیں لیکن اصل مسئلہ ان علما کی اصل تصانیف کے دستیاب ہونے کا ہے۔ مقالے میں علمائے کرام کی اُردو کتب سے پیراگراف لکھ کر اس زمانے میں رائج اردو کے محامد و محاسن نیز دیگر فنی خصوصیات کا ذکر کرنا ہے۔ موضوع سے متعلق ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اور اراکین ادارہ نے اب تک جو علمی تعاون کیا ہے اس کے لئے میں شکر گذار ہوں۔

میں آپ کے موقر رسالے کے توسط سے قارئین کرام سے ملتمس ہوں کہ اگر انیسویں صدی کے کسی بھی عالم دین کی کوئی بھی اُردو تصنیف، تالیف، مکتوب، شاعری یا دیگر زبانوں سے تراجم ان کی دسترس میں ہیں تو وہ ازراہ کرم درج ذیل ایڈریس پر مطلع فرما کر علمائے اہل سنت کی اُردو خدمات کو منصّہ شہود پر لانے میں تعاون فرمائیں۔ یہ تعاون بجائے خود ایک علمی و ادبی خدمت ہوگی۔

شذرہ سکندری، بذریعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا،
۲۵ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی۔۷۴۴۰۰ (پاکستان)۔
ای میل shazra.sikandari@gmail.com

فضل حبیبی عظمی (گجرات، پاکستان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! آپ کا کرم نامہ موصول ہوا۔ شکریہ! ماہ رمضان المبارک جمعہ اس میں دعائیں زیادہ اور تیزی سے قبول ہوتی ہیں بارگاہ رب العزت میں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ کے ساتھ عمر دراز سے نوازے آمین ثم آمین!

سورۂ قدر میں لیلۃ القدر پر تحقیق شدہ پمفلٹ اور ایک کتابچہ ارسال ہے۔ کتابچہ اس لیے ارسال کیا ہے تاکہ کسی کو بیان کروں حقائق و معارف کو تسلیم کرتے وقت ہو تو اس کے اطمینانِ قلب کی خاطر ارسال ہے۔ امید ہے جشن منانے کی تحریک کو آگے بڑھانے میں سرپرستی فرمائیں گے۔ جناب پروفیسر دلاور خاں، جناب ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور عبید الرحمٰن صاحب کو درجہ بدرجہ سلام ودعا اور تمام اہل دفتر کے عملے کو سلام اور آنے والی عید مبارک ہوا۔

عبد الستار ولد بشیر احمد (لاہور، پاکستان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! سلام کے بعد اُمید ہے کہ آپ خیرت سے ہوں گے۔ اس سال صرف ایک بار آپ کا تبصرہ پڑھنے کی سعادت ملی شمارہ تقریباً جون ۲۰۱۱ء کا تھا اس سے پہلے آپ کی خبر صحت کے متعلق ملتی رہی ہے بذریعہ معارفِ رضا۔ ویسے تو ادارے کے جو بھی کارکن حضرات ہیں ماشاء اللہ بہت اچھے سلوک سے پیش آتے اور بڑی محبت فرماتے ہیں اللہ پاک اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ان کو دونوں جہاں میں بہترین جزائے خیر سے نوازے۔ آمین ثم آمین! جولائی کے شمارے میں پتا چلا ہے کہ آپ کی پھر سرجری ہو رہی ہے جناب ہماری دعائیں ہزار ہا ہزار آپ کے ساتھ اور مزید دعا بھی ہے اللہ پاک اپنے سوہنے نبی کریم ﷺ کے صدقے آپ کو جلد از جلد صحت یاب فرمائے (آمین)۔ اس کے علاوہ میری طرف سے آپ کو دل کی تھاہ گہرائیوں سے عید مبارک ہو۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

محمد اقبال چشتی (لاہور، پاکستان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان صوبہ پنجاب کے زیرِ اہتمام ۹/ اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار ۹ بجے صبح انٹر نیشنل سنی سیکرٹریٹ کا لاشاہ کاکو، جی ٹی روڈ، لاہور میں عظیم الشان "ختمِ نبوت کانفرنس" منعقد ہو رہی ہے، جس میں نامور محققین، سکالرز اور اکابر علماے کرام موضوع کی مناسبت سے خطبات اور مقالات پیش کریں گے اور اس عظیم الشان کانفرنس میں وطنِ عزیز کی معروف علمی، دینی، روحانی شخصیات کے علاوہ دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی کے نمائندہ حضرات تشریف فرما ہوں گے۔ آپ بھی اس کانفرنس میں مع احباب ضرور تشریف لائیں۔ اللہ تعالیٰ اشاعتِ مسلکِ اہلِ سنّت کے لیے آپ کی تمام کاوشوں کو قبول فرمائے۔

سلیم اللہ جندران (منڈی بہاؤں الدین، پاکستان)

مکرمی و محترمی جناب صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری صاحب! مدیر اعلیٰ ماہنامہ "معارفِ رضا" کراچی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کی صحت وعافیت کے لیے رب العزت کے حضور مسلسل دعا جاری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ آپ کو دراز عمر، صحت مند، نیک زندگی نصیب ہو تاکہ آپ کا علمی و قلمی سفر تادیر جاری وساری رہے! ماشاء اللہ! اب آپ کے اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے اداریوں کے ساتھ ساتھ عزت مآب پروفیسر دلاور خاں صاحب کے اداریے بھی "معارفِ رضا" کی زینت بن رہے ہیں جو کہ عصری تقاضوں سے مزین اور معیّن ہیں! تحریک و ترغیب سے سرشار ہیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

میں نے چند روز قبل "معارفِ رضا" کی بہتری و مقبولیت کے لیے ۲۷ تجاویز ارسالِ خدمت کی تھیں، امید ہے آپ نے ملاحظہ فرمائی ہوں گی۔ اس خط کے ہمراہ امام احمد رضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کراچی، (پاکستان) کے عنوان سے ایک نظم اور تعلیمی "افکارِ رضا پر تحقیق" پر لکھے گئے ایک غیر مطبوعہ تبصرے کو ارسالِ خدمت کر رہا ہوں۔ آفس اسٹاف واراکینِ محترم کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

غلام مصطفیٰ رضوی (مالیگاؤں، انڈیا)

حضرت سید وجاہت رسول قادری صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! امید کہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ بہ عافیت ہوں گے۔ آپ کی علالت کی اطلاع ہندوستان بھر میں اخبارات کے ذریعے حلقۂ اہلِ سنّت میں کروادی گئی تھی۔ بریلی شریف ومارہرہ شریف میں باضابطہ دعائیں بھی ہوئیں۔ حضرت امینِ ملت دامت برکاتہم العالیہ نے بھی راقم کو دعا کا میسج ارسال فرمایا تھا، الحاج محمد سعید نوری، مولانا حنیف خاں رضوی مصباحی بریلی شریف، اور اہلِ سنّت کے درجنوں اداروں سے منسلک احباب بھی آپ کی شفاو صحت کے لیے دعا گو ہیں۔ ایک محبِّ گرامی کے ہاتھوں دستی طور پر چند کتب ارسال ہیں، قبول فرمائیں۔ سال نامہ معارف رضا ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۱ء سے اب تک محروم ہوں، کوشش کریں کہ کسی طرح مل جائیں۔ اگر کچھ دشواری ہو تو انھیں ای میل سے بھیج دیں اس لیے بھی کہ imamahmadraza.net سے رسالہ اوپن نہیں ہو پاتا اور یہ شکایت ہند میں کئی مقامات کے اہلِ قلم کو ہے۔

۱۶/ اگست کو امیر القلم ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی کا بریلی شریف میں وصال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہ ادھر کافی دنوں سے بیمار چل رہے تھے۔ راقم کو ہفتہ عشرہ میں فون کے ذریعے اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہتے تھے۔ وہ مخلص تھے، جو کوئی رضویات پر مواد طلب کرتا، مواد عنایت کرتے، اسکالرز کی رہ نمائی کرتے۔ اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی خدمات کو شرفِ قبول عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ راقم عزیزی صاحب کی علمی خدمات پر ایک مقالہ لکھ رہا ہے، جسے بعدِ تحریر ای میل سے ارسال کیا جائے گا۔ آپ اپنا ذاتی ای میل میسج فرمادیں تاکہ رابطہ آسان رہے۔ اور ہاں! مواد مہیا ہو جائے تو معارفِ رضا کا خصوصی شمارہ "ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی" پر شایع فرمادیں۔ ضرورت ہے کہ ان کے ادبی مقالات جو رضویات پر مشتمل ہیں انھیں یک جا صورت میں شائع کر دیا جائے۔ ویسے اللہ کریم آپ لوگوں کو جزائے خیر دے کہ ان کے پی۔ ایچ۔ ڈی مقالے کی شان دار طریقے سے ان کی حیات ہی میں اشاعت کر دی۔ ان کی "مفتی اعظم ملت" (۲۰۱۱ء) کے نام سے ایک کتاب جو کئی صد صفحات پر مشتمل ہے ممبئ سے سنّی دعوتِ اسلامی کے اہتمام سے شایع ہونے والی ہے۔

راقم ۲۵/ مئی ۲۰۱۱ء کو جب بریلی شریف حاضر ہوا اور ڈاکٹر عزیزی صاحب کے گھر ظہرانے میں گیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ اعلیٰ حضرت پر ایک ضخیم کتاب لکھ رہے ہیں جو کئی جلدوں میں پھیل جائے

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

گی۔ غالباً انھوں نے یہ کہا تھا کہ ہزار سے زیادہ صفحات لکھ چکے ہیں۔ ان کا ایک قلمی کام سیرت طیبہ پر بھی چل رہا تھا۔ ان کی زندگی کی یہ تین خواہشیں تھی جس کا اظہار اس ملاقات میں کیا۔ دو تو ذکر کردہ کتابوں کی تکمیل اور ایک دربارِ شہنشاہِ کونین ﷺ میں حاضری۔ وہ عاشقِ صادق تھے۔ اسی ملاقات میں جب طیبہ کا ذکر نکلا تو ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے اور محبتِ رسول میں ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ ہم بھی آبدیدہ ہوگئے۔ اللہ کریم ان کے عشقِ نبوی کے طفیل ہمیں بھی سچا عاشق بنائے۔ سچ ہے کہ عاشقِ صادق شاہ بریلی سیدی احمد رضا سے کیا رشتہ جڑا کہ دل کی دنیا میں انقلاب آگیا۔ وہ متاعِ عشق سلامت لے گئے۔ امام احمد رضا پر زندگی بھر قلم سے حرفِ زریں تحریر کرنے کا یہ صلا ملا کہ متاعِ عشق محفوظ رہی اور آخرت کا سفر درپیش آیا۔

بقیہ احوال لائقِ شکر ہیں۔ دعا کی گزارش ہے۔ انھیں سطور کو لکھتے حضرت مولانا حنیف خاں رضوی بریلوی شریف سے بھی فون پر گفتگو ہوئی۔ آپ کو سلام کہا، آپ کی خدمات کا کافی دیر تک تذکرہ فرمایا اور دعائے شفا بھی کی۔ راقم کے احباب، بھائی بہن اور دوسرے اقارب نے بھی آپ کو سلام کہا ہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری، حاجی محمد رفیق برکاتی، پروفیسر دلاور خاں اور تمام اراکینِ ادارہ کی خدمت میں سلام پیش کریں۔ یادگارِ رضا میں ایک کالم اداروں کے تعارف کا رکھا ہے جس میں اس بار ''ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' کی خدمات کا ذکر ہے، ملاحظہ فرمائیں اور ہوسکے تو معارف میں اس کی اشاعت فرمادیں۔

غلام مصطفیٰ رضوی (مالیگاؤں، انڈیا)

محبِّ مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! امید کہ بفضلہ تعالیٰ آپ بہ عافیت ہوں گے۔ سالنامہ ''یادگار رضا'' مع چند مطبوعات ارسال ہے۔ انٹرنیٹ اور موبائل کی سہولت کی وجہ سے مکتوب نگاری متاثر ہے، اس لیے خطوط بھی کم ہی لکھتا ہوں۔ ادھر جب سے ہندوستان میں بیرونِ ملک کے لیے ڈاک کے مصارف بڑھے ہیں، کم ہی احباب کو مطبوعات بھیجی جارہی ہیں، اگرچہ اندرونِ ملک سرعت کے ساتھ کتابیں ڈاک کی جاتی ہیں۔ راقم کے مقالات و مضامین ہندوستان بھر کے اخبارات میں باقاعدگی سے چھپ رہے ہیں، مضامین و مقالات کے لیے تقاضے بھی بڑھ گئے ہیں، حتی المقدور احباب کی فرمائش پوری کرتا ہوں۔ بہر کیف عرض ہے کہ کتب کی وصول یابی کی اطلاع دیں، نوازش ہوگی۔

ان دنوں کئی موضوعات پر علمی کام جاری ہے، مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی کا برنارڈ شا سے ''اسلام و عیسائیت'' کے موضوع پر جو مکالمہ ہوا تھا اسے جدید تقاضوں کے مطابق مرتب کررہا ہوں۔ میرا ایم اے ہوگیا ہے۔ اب پی ایچ ڈی کا عزم ہے۔ دعا کریں کہ مقاصد بار آور ہوں اور اخلاص عمل ساتھ رہے۔ احباب کا سلام قبول کریں۔

گلزار احمد خواجہ (انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان)

Gulzar Ahmed Khwaja Director General (AF&P)
Patron of the Newsletter (Islamabad, Pakistan)

Dear Sir, Assalam-o-Alaikum,

We hope that this note finds you in the best of health. It gives me pleasure to enclose a copy of our summer 2011 edition of the university Newsletter. We are confident that the contents of the document will be helpful to you in updating your information about the university and its ongoing activities. We have made all possible efforts to synthesize various events in the form of news and pictures for benefit of readers. It will be appreciated if you kindly offer your valuable comments about the contents and layout of the Newsletter. Your opinion will help the Newsletter team to further improve its standard.

ویب سائٹ کی خبریں

گزشتہ ماہ پاکستان، انڈیا، امریکا، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، کینیڈا، ماریشس، عمان، جرمنی، فرانس، روس، اسپین، قطر، ڈنمارک، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، برازیل، چین، آئرلینڈ، نیدرلینڈ، مالدیپ، فلپائن، پولینڈ، سینیگال، ملائشیا، عراق، سائپرس، ایران، بحرین، ترکی، سنگاپور، بنگلہ دیش، سوئزرلینڈ، کویت، ہانگ کانگ، اُردن، کازکستان، سری لنکا، جنوبی کوریا، ناروے اور اٹلی وغیرہ ممالک کے ۱۴۵ سے زائد شہروں سے ایک بڑی تعداد میں قارئین نے ادارے کی ویب سائٹ www.imamahmadraza.net ملاحظہ کی۔

اعتذار

ماہنامہ معارف رضا ستمبر ۲۰۱۱ء کے شمارے میں صفحہ ۷ کے چوتھے پیراگراف کی پہلی لائن میں درج الفاظ ''... قادیانی تحریک میں...'' کو ''... قادیانی تحریک کے رَد میں...'' پڑھا جائے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net

ادارے کی لائبریری میں موصول ہونے والے جرائد

سالنامہ یاد گار رضا ۲۰۱۱ء بمبئی، ماہنامہ ''دی منارٹ'' کراچی (انگریزی)، ماہنامہ ''الہام'' بہاولپور، ماہنامہ ''سوئے حجاز'' لاہور، ماہنامہ ''مصلح الدین'' کراچی، ماہنامہ ''زاویہ نگاہ'' کراچی، ماہنامہ ''آستانہ''، ماہنامہ ''نورالحبیب'' بصیر پور، ماہنامہ ''رضائے مصطفٰے'' گوجرانوالہ، ماہنامہ ''اہلسنت'' گجرات، ماہنامہ ''پیام'' اسلام آباد، ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف، ماہنامہ ''فیض عالم'' بہاولپور اور ماہنامہ ''تحفظ'' کراچی۔

رضویات کے حوالے سے جرائد ورسائل میں شائع ہونے والے مقالات

(۱) غلام مصطفٰی رضوی، ''فکر رضا، حمایتِ دین اور صحافت'' سالنامہ یاد گارِ رضا، مرتب: غلام مصطفٰی رضوی، بمبئی: رضا اکیڈمی، ۲۰۱۱، ص ۴-۷

(۲) محمد احمد اعظمی مصباحی، ''تصانیفِ رضا کی تقسیم،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۸-۱۲

(۳) غلام جابر شمس مصباحی، ''فکرِ رضا کے نئے زاویے،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۱۳-۱۸

(۴) عبدالنعیم عزیزی، ''امام احمد رضا کی ردیفیں،'' سالنامہ یاد گار رضا ۲۰۱۱ء، ۱۹-۳۱

(۵) محمد شمشاد حسین رضوی، ''امام احمد رضا اور خانقاہی نظام،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۳۲-۵۷

(۶) محمد الیاس کشمیری، ''دارالعلوم منظرِ اسلام اور تحریکات،'' مترجم: عبدالنعیم عزیزی، سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۵۸-۶۲

(۷) علاؤالدین رضوی، ''امام احمد رضا اور عصری تعلیم،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۶۳-۶۹

(۸) غلام مصطفٰی رضوی، ''امام احمد رضا اور امام حرم شیخ صالح کمال مکی،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۷۰-۸۵

(۹) محمد افروز قادری چریاکوٹی، ''ہواؤں میں فکرِ رضا کی توسیع کا اہتمام،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۸۶-۹۲

(۱۰) احسن العلماء حسن مارہروی، ''ظلِ علمِ مرتضی احمد رضا (منقبت)،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ص ۹۵

(۱۱) خواجہ مظفر حسین رضوی، ''سمتِ قبلہ پر تحقیقِ رضا کا تجزیہ،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۹۶-۱۰۱

(۱۲) مولانا عبدالسلام رضوی، ''تعارفِ حسام الحرمین،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۱۰۲-۱۳۳

(۱۳) خواجہ مظفر حسین رضوی، ''مفتی اعظم بحیثیتِ شیخِ طریقت،'' سالنامہ یاد گارِ رضا ۲۰۱۱ء، ۱۳۴-۱۳۷

ادارے میں موصول ہونے والے رسائل وکتب

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف\مرتب\مترجم	صفحات	ناشر
۱	قبر میں آنے والا دوست	مرتبۂ مجلس المدینۃ العلمیہ	۱۱۶	مکتبۃ المدینہ، کراچی
۲	اصلاحِ اعمال (اردو ترجمۂ الحدیقۃ النّدِیّہ) مع حواشی	علامہ عبدالغنی نابلسی؛ محشی: امام احمد رضا	۸۶۸	مکتبۃ المدینہ، کراچی
۳	نغماتِ اختر المعروف سفینۂ بخشش (نعتیہ کلام)	تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری	۲۲۲	جمعیت رضائے مصطفٰی، کراچی
۴	مناقب تاج الشریعہ	ترتیب: محمد دانش احمد اختر القادری	۷۲	جمعیت رضائے مصطفٰی، کراچی
۵	ہجرتِ رسول ﷺ	تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری	۳۲	بزم فیض رضا، گلبہار، کراچی
۶	عقیدۂ ختمِ نبوّت، جلد ۱۳ (مطبوعہ کراچی)	مرتّب: مفتی محمد امین قادری	۶۰۸	الادارۃ لتحفظ العقائد الاسلامیہ
۷	تعارفِ قادیانیت (مطبوعہ لاہور)	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	۸۰	فروغِ فکرِ رضا و طاہر پبلی کیشنز

Digitally Organized by
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
www.imamahmadraza.net